الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

مقاصد الابرار

المعات الانوار

ذخیرہ
خانقاہ احمد شرقپوری نقشبندی

مؤلف و مرتب

عارف باللہ حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین صاحب مدظلہ

نقشبندی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا غوث محبوب سبحانی

هُوَ الحیّ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمدن المصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کہ کتاب مستطاب بے نظیر ولاجواب المسمی بہ

لمعات الانوار فی مقاصد الابرار

مرتبہ ومؤلفہ

حضور غوث خلقت غیث رحمت رئیس الاولیا سند الاتقیا امام الاصفیا صفوۃ الصلحا قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین عمدۃ الکاملین شمس الشریعت بدر الطریقت منبع جود الحقیقت والمعرفت غوث الزمان کہف الملت مرجع غربا و بیکسان جناب پیر غلام محی الدین صاحب غزنوی وقطب طریقت ناصر الملت حامل شریعت جناب حضرت پیر فی صاحب غزنوی مدظلہما دربار دربار نیریاں شریف ڈاکخانہ تراڑکھل تحصیل سدھنوتی ضلع پونچھ (آزاد کشمیر)

ناشر

ابو الاحسان ہدایت الحق مفتی دربار عالیہ قدسیہ نیریاں شریف حال خطیب شاہی جامع مسجد مقبرہ شہر حضرو، تحصیل وضلع کیمبل پور (علاقہ پوٹھوہار) پاکستان

بار اول ایک ہزار ——— صدیہ چھ روپے

Marfat.com

انتساب!

59569

بسا خدمت

طالبان

حق وصداقت

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	قصیدہ مدحیہ	۶
۲	خطبۃ الکتاب	۱۰
۳	حمد و ثنا باری تعالیٰ	۱۱
۴	طالب اور مطلوب کا حقیقی بیان	۱۲
۵	بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۳۴
۶	بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام	۴۱
۷	بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام	۴۳
۸	بیان حضرت داؤد علیہ السلام	۵۴
۹	بیان حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۶
۱۰	بیان تقلید	۸۵
۱۱	بیان حاضر و ناظر کے ثبوت میں	۹۰
۱۲	بیان ندا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹۶
۱۳	بیان مزارات اولیاء اللہ پر گنبد بنانا	۱۱۲
۱۴	بیان عمارت قبور پر اعتراضات کے جوابات	۱۱۶
۱۵	بیان ختم نبوت	۱۲۲
۱۶	تحقیق مقام	۱۲۳
۱۷	نبی اور رسول میں فرق۔ نکتہ	۱۲۴
۱۸	حکایت	۱۲۵
۱۹	جدید اصطلاح کی اختراع	۱۳۰
۲۰	خلاصہ	۱۳۲
۲۱	امکان نبوت کا تصور بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہے	۱۳۲
۲۲	اتمام دین و نعمت	۱۳۳
۲۳	شہادت انبیاء سابقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر	۱۳۶
۲۴	بیان خلافت و کرامت	
۲۵	ولی کی تعریف اور پہچان	۱۴۱
۲۶	بحث وسیلہ	۱۴۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۷	بحث زیارۃ القبور	
۲۸	بیان تبرکات	
۲۹	بیان تعارف اولیاء اللہ	
۳۰	کراماتِ اولیاء	
۳۱	بیان قصہ حضرت حسن بصریؒ	
۳۲	" " مالک بن دینار	
۳۳	" " حبیب عجمی	
۳۴	" " رابعہ بصری	
۳۵	" " بایزید بسطامی	
۳۶	حکایت حضرت خواجہ محمد قاسم سہروردی	
۳۷	ذکر بالجہر	
۳۸	انبیاءؑ کے غیب دان ہونے کا قرآن مجید سے ثبوت	
۳۹	حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کا غیب دان ہونا	
۴۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ماکان یکون کا ہونا	
۴۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے زیادہ عالم بالقرآن تھے	
۴۲	لوح محفوظ و قلم کا غیب داں ہونا	
۴۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مادر میں غیب داں ہونا	
۴۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت تک تمام واقعات کا بیان فرمانا	
۴۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت	۳۱۸
۴۶	حضرت بایزید بسطامی کا غیب داں ہونا	۳۲۹
۴۷	حضرت حارث ابن مالک انصاری کا دنیا میں ہی جنت و دوزخ کا دیکھنا	۳۴۰
۴۸	بیان ثبوت استمداد انبیاءؑ و اولیاءؒ دنیا و آخرت میں مشکل کشائی و حاجت روائی	
۴۹	دینی و دنیوی کاموں میں استمداد باذن اللہ کا ثبوت	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۰	تتمہ	
۵۱	سلسلہ بیعت کا بیان	
۵۲	مرید کی تعریف اور مطلب	
۵۳	مراتب بیعت	۳۵۷
۵۴	بیان اصول مرید	۳۵۹
۵۵	بیان وضوء نورانی	۳۶۰
۵۶	بیان نماز	۳۶۱
۵۷	اصول روزہ کا بیان	۳۶۶
۵۸	بیان زکوٰۃ	۳۶۷
۵۹	بیان اصول آدمیت	″
۶۰	خلافت کے پانچ اصول	۳۷۰
۶۱	اصولِ اولیائی کا بیان	۳۷۱
۶۲	بیان اصولِ غوثیت	″
۶۳	بیان اصول و سلسلۂ نقشبندیہ	۳۷۲
۶۴	صابر اور صوفیوں کا بیان	۳۷۳
۶۵	مراقبہ اور اس کی منزل	۳۷۵
۶۶	طریقہ نقشبندی کے احکام	۳۷۶
۶۷	ترتیب ختم خواجگاں	۳۷۸
۶۸	مناجات	۳۷۹

نقشبندی باندھتے ہیں نقش ذاتِ ایزدی
یہ وہ نسخہ ہے جو ملتا ہے اسی دربار میں
کیمیا گر بھی یہاں حیرت میں ہیں چکر میں ہیں
یہ وہ عقدہ ہے جو کھلتا ہے اسی دربار میں

Marfat.com

قصیدہ مدحیہ

بجناب غوث اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ

نظرِ رحمت بما کن کردگارا — کہ جز فضلت ندارم ہیچ چارا
الٰہی ہم پہ رحمت کی نگاہ ہو — کہ تیرا فضل میرا آسرا ہو

صراطِ مستقیم است آرزویم — تشفیعم کن محمد مصطفےٰ را
دعا میری ہے سیدھا راہ دکھادے — محمدؐ شافعِ روز جزا ہو

طفیلش ساخت ایزد ہر دو عالم — چہ عرش و کرسی و تخت الثریٰ را
طفیل اس کے بنائے دونوں عالم — وعرش و کرسی یا تخت الثریٰ ہو

ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر — شدہ ایں چار نائب مصطفےٰ را
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر — ہوئے یہ چار نائب با وفا ہو

منم حلقہ بگوش و چاکر خاص — کنم سرمہ غبارش خاکِ راہ را
بناؤں خاک راہ ان کی میں سرمہ — نصیب ان کی غلامی کا پٹا ہو

چو شاہ نقشبند ایں مسند آراست — ربودہ از ہمہ گوئے ھدیٰ را
جو شاہ نقشبند مسند پہ بیٹھے — چلے آگے وہ سب کے پیشوا ہو

ہمہ اقطاب عالم سر فتادہ — بہ پیش آستانش دائما را
جھکایا سر ہے اقطاب جہاں نے — بنے سب مقتدی وہ مقتدیٰ ہو

طریق نقشبندان شد منقش — ازاں نشاجی شمس الضیا را
طریقہ نقشبندی ان سے چمکا — چلے دنیا میں وہ شمس الضیا ہو

ہمہ پنجاب و کابل ملک کشمیر — بہ پاک و ہند و ہم ضلع ہزارا

Marfat.com

ہزارہ کابل و پنجاب و کشمیر — یہ پاک و ہند دل و جاں سے فدا ہو

اگر صد جان و صد تن دارم اکنوں — فدا سازم بآں مشکل کشا را
فدا کردوں میں اس مشکل کشا پر — اگر سو جان و تن مجھ کو عطا ہو

ز خوانِ بے دریغش کیست محروم — کشادہ جملہ درہائے سخا را
کوئی محروم اس کے خواں سے کیوں ہو — سخاوت کا جہاں ہر در کھلا ہو

چناں فیاض در عالم نبودہ — کہ حیراں ساخت دیگر اولیأ را
سخی ایسا نہ ہے کوئی نہ ہوگا — کہ حیرت میں رہے سب اولیأ ہو

سرِ بر خود بکوہ نیریاں ساخت — بہ فیضش نور دادہ مہر و مہ را
لگایا تخت کوہ نیریاں پر — رہا شمس و قمر بھی خاکپأ ہو

بہ اسم غلام محی الدین مشہور — فدا جان و دلم صبح و مسا را
جناب غلام محی الدین نامی — دل و جاں صبح و شام اس پہ فدا ہو

کہ محی سنت است آں سرورِ دیں — خیال سنتش لیل و نہا را
وہ شاہ دین دیں کی زندگی ہے — ہوا دن رات عامل بارضا ہو

بآں ذوق و محبت در شب و روز — رسانده لنگر خود انتہا را
ہے جاری روز و شب لنگر سخی کا — محبت ذوق کی سب پر نگاہ ہو

خلیل آسا کشادہ خوانِ یغما — ندیدہ ہیچ کس آنجا ریا را
ہے ابراہیم کا سا خوان بخشش — نہ وہ جس میں نمود اور ریا ہو

بعالم نور عرفانش منور — ملائک ہم بگفتہ مرحبا را
جہاں میں نور عرفاں ان کا چمکے — ملائک بھی کہیں صد مرحبا ہو

چناں فیضی است در مجلس پاک — مثال موم گردد سنگِ خارا
کہ مجلس پاک میں وہ فیض جاری — کہ سنگ سخت بھی واں موم سا ہو

Marfat.com

ز علم باطنش نتواں خبر داد شُدہ ہر لفظ اسرارِ خُدا را
ہو علم باطن اس کا کس کو معلوم کہ ہر ہر لفظ اسرارِ خدا ہو

علومِ ظاہری در قلب ایشاں ز نورِ غیب شُد نشو و نما را
علومِ ظاہری جس پاک دل میں خُدا کے نور سے نشو و نما ہو

کتابِ پاک را ترتیب دادہ رسانندہ تقویت دینِ ہدیٰ را
کتاب پاک کی ترتیب وُہ دی کہ جس سے تقویت دین ہدیٰ ہو

بہر فصلش رہِ جنت نمودہ بہر سطرش طریق مصطفیٰ را
کرے ہر فصل اور ہر سطر جس کی رہِ جنت طریق مصطفیٰ ہو

ز ہر لفظش نمودہ راہ توحید ز ہر حرفش رموزِ اخفیا را
عیاں ہر لفظ سے ہو نورِ توحید بیاں ہر حرف سے رمزِ خفیٰ ہو

بیاں کردہ رموز گونہ گونہا ہم انواعِ حقائق آشنا را
ہر مسائل سے مزین و مرقع ہر اک نوع جو حقیقت آشنا ہو

بدیدارش شود مسرور خاطر بہ تعلیمش سعادت اشقیا را
خوشی ہو دل کو نور قلب چمکے اور پڑھنے سے سعادت اشقیا ہو

کمالاتِ کہ دارد مُرشدِ من کہ نتواں یافتن در انتہا را
میرے مرشد کے جتنے ہیں کمالات یہ عقل ناقص ان کو کب رسا ہو

چو عمرم صد ہزاراں سال گردد بگویم مدح آں شیرِ خدا را
جو میری عمر لاکھوں سال کی ہو بیاں شیرِ خدا کی کب ثنا ہو

زباں را ہم بشویم گر دو صد بار ز عنبر ہم گلاب و مشک و سارا
اگر دو سو دفعہ دھولوں زبان کو جو کستوری گلاب و عنبر ملا ہو

پس انگہ نامِ ایشاں گر بخوانم در آنم کردہ باشم لبس خطا را

Marfat.com

اگر میں پھر بھی لوں جب نام ان کا — تو پھر بھی اک بڑی بھاری خطا ہو

ز خاک از قدمہائے مبارک — جو سرمہ در دو چشم من خطا را

برائے سُرمہ خاک ان کے قدم کی — میری بدبخت آنکھوں کو عطا ہو

شد روشن شود ایں ہر دو چشم، — بدہ مُرشد برائے حق دوا را

تو چمکیں روشنی سے دونوں آنکھیں — عطا مرشد کے در سے یہ دوا ہو

حکیم احمد شفا
ذخیرہ
لاہور پاکستان

دریغا بر نصیب و قسمتِ من
نگشتم خاکپائے اولیاء را

زہے قسمت زہے میرا نصیبا
جو ہوتا خاکپائے اولیاء ہو

در مدح عالیجناب شمس المعرفت رہبر طریقت حضرت محمد در آب خان صاحب دام برکاتہم العالی

چو شمس المعرفت گشتہ منوّر — جہاں پُر نور شد از ہر کنارا

ہوا روشن جو خورشید حقیقت — جہاں پُر نور ہر جا ب گیا ہو

چناں فیاض عالم شد کہ ہر کس — بدر آب خان کردہ جاں نثارا

ہوا فیاض دنیا پر کہ ہر شخص — رہا در اب خاں پہ جاں فدا ہو

پئے تعظیم آں مرد طریقت — فلک در راہ زدہ چشم ستارا

فلک نے راہ میں آنکھیں بچھادیں — یہ دل مرد طریقت پر فدا ہو

بلقب ثانیش گشتہ مشرف — ربودہ از جہاں زنگ خطا را

لقب ثانی ملا تا کہ جہاں سے — مٹے زنگ خطا جس پہ نگاہ ہو

چناں ثانی کہ لاثانی جہان است — ولے ثانی ز سید اولیا را

وہ ثانی مرشدی سے ہے وگرنہ — ہے لاثانی نہ اس سا دوسرا ہو

Marfat.com

ز فہم و درک خود کردی ستائش — کہ بگذشتی چو برق درفشاں را
سمجھ اپنی سے کی تعریف تو نے — تو چمکا جیسے بجلی دُرفشاں ہو

کجا علمت کجا پیر طریقت — کہ نتواں یافتن آں را کنارا
تیرا علم اور کہاں پیر طریقت — کسے معلوم اس کی انتہا ہو

بحق مُرشد و اولاد مُرشد — بکن فضل و برآرم مدعا را
بحق مرشد و اولاد مرشد — ہو فضل اور پُورا میرا مدعا ہو

ہدایت الحق شدہ اسمم برادر — اگر از من خبر باید شما را
ہدایت الحق ہے میرا نام بھائی — ضرورت گر تجھے میرا پتہ ہو

شدہ تحصیل نامش مانسہرہ — علاقہ کونش در ضلع ہزارا
ہے تحصیل نام جس کا مانسہرہ — ہزارہ میں علاقہ کونش کا ہو

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش
دو میل از بٹل شد در سنگ خارا
ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش
بٹل سے میل دو کچھ راہ ہو

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی اوجد جوهر البسیط بقوته القدمیة وکلمته الازلیة فی فضاء القدرة وابدع منه فطرة الخلیقة ولباس العبودیة. بصنع الالوهیة واصطفیٰ من تلک الجوهرة فطرة آدم علیٰ جمیع العالم وعلمه الاسماء کلها وجعله من جمیع البریة اصلها اخرج من عنصر الارواح والاشباح. واختار منها صفوة الانبیاء والرسل والاولیاء بالرسالة والولایة. والصلوٰة والسلام علیٰ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین. الذی لولاہ لما خلق السموٰة والارضین کان نبیاً وآدم بین الماء والطین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین إلیٰ یوم الدین ط

حمد وثنا باری تعالیٰ

تمام حمد وثنا پروردگار عالم کو زیبا ولائق ہے۔ جس کی ذات کو ہمیشگی ہے اور جس کی قدرت اور شان زندے کو مُردے سے اور مُردے کو زندے سے نکالتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ، یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ، اور کوئی چیز بھی اس کی مثل نہیں، کما قال تعالیٰ، لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ اور وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔ کما قال تعالیٰ، وَھُوَ السَّمِیْعُ

Marfat.com

الْبَصِیْر ، اور بعد ازاں درود بر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید السادات پر جسے تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے اور جو ہدایت اور دین حق کے اولوالعزم رسول ہیں، جن کی شان میں، خداوند قدوس نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ۔ اگر آپ نہ ہوتے یا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو کبھی بھی آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں ارشاد فرمایا ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تو خداوند قدوس تم سے محبت کرے گا۔ اور معاف کرے گا تمہارے گناہوں کو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

پیروی سے مراد شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو جاننا اور ان کو حاصل کر کے دوستی خدا تعالیٰ حاصل کرے۔ جیسا حدیث قدسی میں ارشاد ہے۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ یعنی انسان (انسان کامل) میرا راز ہے اور انسان کے سینے کے اندر میں راز ہوں۔

طالب اور مطلوب کا حقیقی بیان

طالبانِ خدا تعالیٰ اور فقیران فنا فی اللہ کو ہر مقام میں آسانی ہو جائے اور صراطِ مستقیم حاصل کریں۔ حدیث قدسی میں ارشاد ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ میں ایک چھپا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق پیدا کی۔

Marfat.com

مخفی راز ذاتِ الٰہی کا بیان :- حدیث قدسی کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا کا بیان هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ط جبکہ کوئی چیز موجود نہ تھی زمین و آسمان ، لوح و قلم ، عرش و کرسی ، سدرۃ المنتہیٰ جنت دوزخ بلکہ کوئی چیز مخلوقات سے موجود نہ تھی اور نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک بھی ظہور نہ ہوا تھا۔ تو تمام جہان میں خداوند تعالیٰ کا نور ہی نور تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کا کیا نام تھا۔ اور بلانے والا کون تھا۔ اور کس نام پر پکارا جاتا تھا۔ تمام جہان کے اُوپر تخت الٰہی مقرر ہے۔ جیسا کہ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ ذُوالْعَرْشِ مالک ہے تخت کا یعنی میں تخت کا مالک ہوں۔ جس کے اُوپر واحد نور مقرر ہے جس کو ذاتی واحد نور کہتے ہیں۔ تخت بھی ذاتی نور کا ہے۔ تخت کی لمبائی چوڑائی کی تعریف کسی پیغمبر خدا و اولیاء اللہ نے نہیں بتائی کہ کتنا لمبا چوڑا تخت رب العالمین ہے۔ اور تخت ذات الٰہی کے نیچے کل جہان میں نور ہی نور ہے جس کو صفاتی نور کہتے ہیں۔ صفاتی نور بھی خدا کا نور ہے۔ خدا سے جُدا نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ سے جُدا سمجھا جائے تو نعوذ باللہ خدا دو بن جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ، لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں سوائے ایک خدا کے دو خدا ہوتے تو ضرور فساد پڑ جاتا بلکہ فرمایا ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط نہیں کوئی خدا مگر وہ ایک ہی ہے۔ مگر تخت ذاتِ الٰہی کے نیچے والے نور کو نور صفاتی اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہر چیز ہر وقت نور ذاتی کی تعریف کرتی رہتی تھی۔ جیسا کہ فرمایا ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کوئی چیز ایسی نہیں ہے مگر ہر چیز اس اللہ تعالیٰ کے نور ذاتی کی تسبیح کہتی ہے اس کی تعریف کے ساتھ۔ تخت الثریٰ سے لے کر تخت عالم الامر تک

Marfat.com

ایک نور کا شعلہ ذاتی نور کی طرف چلا جاتا تھا جس میں بلا آواز ذاتی نور کو یہی اشارہ دیتا تھا (ھو) صرف ایک ھُو ہی ھُو تھا اور کچھ بھی موجود نہ تھا۔ تو اس وقت ذاتی نور میں ارادہ پیدا ہوا کہ میں چھپا خزانہ میں مخلوق کو پیدا کروں کہ میرا نام پکارے اور میری دوستی میں میری ذات کا قرب حاصل کرے۔ ذاتی نور کے ساتھ اسی ھُو کے تجلے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ظہور کیا۔ تخت ذاتِ الٰہی کے نیچے مقامِ ابدی میں چلا ذاتی نور نظر آیا۔ اور نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی نور کے آگے سجدہ کیا۔ اور عاشق و شیدا ہو گیا۔ ستر ہزار سال ایک ہی سجدے میں گزر گئے۔ پھر ذاتی نور نے عشق و محبت کے ساتھ فرمایا کہ حبیب صلی اللہ کا نور دوبارہ میرے ذاتی نور میں محو ہو جائے۔ تو ذاتی نور نے اپنے ارادے کے ساتھ اس ھُو کے تجلے سے کلمے کا نور ظہور کیا۔ تاکہ کلمے کے تجلے کے ساتھ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ذاتی نور میں محو ہو جائے۔ پھر ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اس ھُو کے تجلے سے لام کا نور ظہور کیا۔ کل جہان کے اوپر پیمانہ کیا۔ کئی ہزار سال کے بعد ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اس ھُو کے تجلے سے اِلٰہَ کا نور ظہور کیا۔ اور کل جہان کے اوپر پیمانہ کیا۔ پھر کئی ہزار سال کے بعد ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اسی ھُو کے تجلے سے اِلَّا اللہ کا نور ظہور کیا۔ تمام جہان کے اوپر پیمانہ کیا۔ کوئی قلم دوات نہ تھی۔ پھر ھُو کے ساتھ ھُو ملا کر ذات کے ساتھ مل گیا۔ ستر ہزار سال کے بعد کلمہ شریف تیار ہوا۔ بعد ذاتی نور کی طرف سے رسولی نور کے لئے خطاب آیا۔ یٰسٓ (ان اللہ قراء طٰہٰ ویٰسٓ قبل ان خلق السموات والارض بالف عام)، تو صفاتی نور نے کہا یَا اِنْسَانُ سِرُّہٗ سِرِّ اِلٰہِ سید العالم حبیب اللہ، اللہ

Marfat.com

حبیبک۔ بعدہٗ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے سجدے سے سر اُٹھایا۔ اور کہا۔ میرا سجدہ پورا ہوا۔ تو ذاتِ کبریا کی طرف سے حبیب اللہ کا خطاب آیا۔ پھر ذاتی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نظر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لام کا نور اپنے نور سے ملا کر لَآ نور سے نور کا ملاپ ہوگیا اور نور نور کے ساتھ ایک ہوگیا جس طرح آگ کا شعلہ آگ کے شعلے کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتا ہے اور غیر جنس کو جلا دیتا ہے اسی طرح کلمے کا نور روحانی نور کے ساتھ مل کر غیریت کو دُور کر دیتا ہے۔ لَآ میں لام نفی غیر جنس کے واسطے ہے اور خود نفی نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا لَآ نہیں ہمارے وجود میں کینہ، بغض حسد، تکبری، خودی، طمع، عیش و عشرت، خیالات باطلہ، خواہشاتِ باطلہ خون، ہڈی، گوشت، حرام کچھ بھی نہیں۔ لَآ کے تجلے کا نور تحت الثرےٰ تک لے گیا۔ اور پھر اِلٰہ کے نور کا تجلے لے کر اپنے نور کے ساتھ ملا کر تمام جہان میں چوگردی دورہ دے دیا اِلٰہ چوگردی تیری ذات کا نور ہی نور ہے اور کچھ نہیں ہے پھر اِلَّا اللّٰہ کے تجلے کے نور کو لے کر اپنے نور کے ساتھ ملا کر تحت الثرےٰ تک تجلی لے گئے کہ نیچے بھی تیری ذات کا ملہ کا نور ہی نور ہے پھر تحت الثرےٰ سے لے کر ھُو کے تجلے کے ساتھ ملا کر ذات کے ساتھ واصل ہوگیا۔ پھر اس کلمے نے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی نور میں محو کر دیا، کلمے سے یہ مقصد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ واصل کر دیتا ہے پھر ذاتی نور کی طرف سے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب آیا۔ الٓمٓ صفاتی نور نے کہا جو ھُو کا تجلی تھا، کہ الف ہزارہا مخلوق نبی کے نور سے ظہور ہوگی لام تیری ذات لاشریک اور لامکان رہے گی۔ میم محمد رسول اللہ تیرا نور میرے نور سے ہے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا

Marfat.com

خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام کائنات میرے نور سے ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اَنَا سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ میں پہلے اور پچھلے سب کا سردار ہوں اور فرمایا۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ اسی طرح بے انتہا احادیث ہیں۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ط (ھَلْ اَتٰی) میں استفہام تقریری ہے، یعنی مقرر آیا انسان پر ایک وقت زمانے سے یا کہ جس وقت انسان کا ظہور نہ تھا۔ تو کون سی چیز اللہ کریم کا ذکر کرنے والی تھی وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اگرچہ تفسیر میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آیا مگر آدم علیہ السلام کے وقت بہت سی چیزیں خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے والی تھیں۔ اور آیت میں انسان کا ذکر آیا۔ اور اول درجہ کا انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضور علیہ السلام نے خود فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ میں تب سے نبی کہ ابھی آدم علیہ السلام پانی کیچڑ میں موجود تھے۔ اس حدیث پاک سے بھی حضور علیہ السلام کا پہلے کا موجود ہونا ثابت ہوا۔ اور شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں، اَوَّلُ نَائِبٍ کَانَ لَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم وخلیفتہٗ، علیہ السلام، کہ آدم علیہ السلام، نبی علیہ السلام کے پہلے نائب اور خلیفہ ہیں۔ جس وقت خداوند کریم کی طرف سے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلَسْتُ کا خطاب آیا۔ تو نور نبی نے اپنا

Marfat.com

ام سن کر عشق الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوا جس سے کروڑہا قطرے ظاہر ہوئے ان نوری قطروں سے عرش، کرسی، سدرۃ المنتہیٰ، فرشتگان، جنت و دوزخ، زمین و آسمان، چاند ستارے، سورج، آگ ہوا۔ پانی۔ پہاڑ، سمندر، حیوانات، جمادات اور نباتات پیدا کئے گئے بعدہٗ اللہ کریم نے انسان کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ انسان کی ابتدا نہ مٹی سے اور نہ پلید پانی سے ہے۔ بلکہ مٹی اور منی اس کے ڈھانچے کے ظہور کا بہانہ فرمایا۔ اگر انسان کی ابتدا پلید پانی سے ہوتی تو بندہ ذاتیہ پلید ہوتا۔ مگر ذاتیہ پلید نبی، مرسل، پیغمبر، شیخ مشائخ۔ زاہد۔ پرہیزگار۔ عالم فاضل۔ ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی فنافی اللہ بقاباللہ اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی طاقت رکھ سکتا ہے منی سے رحم کے کمرے میں انسانی ڈھانچہ باذن اللہ تیار ہوتا ہے۔ بعدازاں تخت عالم امر سے حکم رب العالمین کے ساتھ نور روحانی آتا ہے اور اس کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ جس سے زندگی رونما ہو جاتی ہے اور اس حقیقت کو خدا تعالیٰ اچھی جانتے ہیں قرآن پاک میں بھی یوں بیان آیا ہے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ آپ سے سوال کرتے ہیں رُوح کے بارے میں فرما دیجیں یہ روح امر ربی ہے اور انسان کی ابتدا مٹی سے بھی نہیں کیونکہ مٹی غیر جنس ہے اور غیر جنس خدا تعالیٰ سے نہیں مل سکتی۔ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ ہر چیز نے اپنے اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ تو مٹی غیر جنس ہونے کی وجہ سے واصل باللہ نہیں ہو سکتی۔ نیز خدا تعالیٰ کا حکم امر و نہی نورانی وجود کے لئے ہے تاکہ اس کی صفائی بحال بکمال رہ سکے اور اس کی حیات دمبدم للہ رب العالمین ہو سکے۔ معلوم ہوا انسان کا وجود دو قسم پر ہے ایک وجود اختیاری اور ایک وجود حقیقی۔ وجود حقیقی تین سو ساٹھ رگ اور ایک سانس ہے جو ہمیشہ خداوند کریم کو پکارتا ہے اور انسان کا حکم نہیں

Marfat.com

مانتا اور نہ ہی یہ کسی کے اختیار میں ہے ۔ دوسرا وجود اختیاری ہے آنکھ کا نور۔ کان کا نور۔ زبان کا نور۔ دل کا نور۔ روح کا نور یہ بدن اختیاری ہے جس پر بندہ فعل مختار ہے۔ آنکھوں کے نور سے دیکھنا پہچاننا حق و باطل کو جدا کرنا اور خدا تعالیٰ کا ذاتی کلام مخلوقات کے دلوں میں ڈالنا اور ان تک پہنچانا۔ روح کے نور سے بدن کو چلانا پھیرنا اور ضروری کام لینا اور عبادت خدا تعالیٰ بجا لانا اور خدا تعالیٰ کا حقیقی عشق حاصل کرنا اور مشاہدے کے ساتھ اپنے اصلی مقام کی طرف جانا اور واصل باللہ ہونا ۔ دل کے نور سے سوچنا سمجھنا اور تصدیق کرنا جواب دینا خدا تعالیٰ کے احکام میں اور نور ایمان کا تجلی قائم رکھنا جس سے خدا تعالیٰ کا وصال ہوتا ہے ۔ یہ بدن اختیاری ہے ۔ اور حقیقی بدن سے جدا ہے کیونکہ اس پر کینہ بغض حسد تکبر خودی۔ عیش طمع ۔ عشرت ۔ خون ۔ گوشت ۔ ہڈی ۔ خواہشات باطلہ حرام کا بوجھ پڑا ہوا ہے ۔ اس بوجھ کی وجہ سے نورانی وجود اندھیرے میں پڑا ہوا ہے اور اس بوجھ کو اتارنے کے لئے خدا تعالیٰ کی دوستی ضرورت ہے کیونکہ فرمایا۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کے لئے پیغمبر اور رسولوں کی دوستی ضرورت ہے ۔ کیونکہ فرمایا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم ۔۔۔۔ الخ اور رسول کی دوستی کے لئے مومن کی دوستی ، اولیاء کی دوستی ، مرد کامل کی دوستی کی ضرورت ہے کیونکہ فرمایا ۔ والمؤمنین اولیاء بعضھم من بعض ۔

Marfat.com

شیطان والے ایک دوسرے کے دوست ہیں اس لئے اس ظلمت کدہ کے وجود کو اُتارنے اور بدن اختیاری کو بدن حقیقی سے ملانے کے لئے کامل پیر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان بن جاتا ہے جو اسے ظلمت کے گڑھوں میں گرا کر عتاب الٰہی کا حقدار بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاحب کامل فرماتے ہیں ؎

گر تو سنگِ خارۂ مرمر شوی
چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

نیز فرمایا:۔

کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

(مثنوی مولانا رومؒ)

ع:۔ کامل پیر محمد بخشا لعل بناوے پتھر دا

نیز فرمایا:۔

جے توں ظلمت دور کریں جے توں رب نال ملاویں
لازم ہے توں کامل پیر دے درتے جھُکی پاویں
لاہ بدن تھیں بوجھ تیرا اوہ رب نال چا ملاون
نورالٰہی جاری کرکے نوری چا بناون

(لقمانوی غفرلہٗ)

کیونکہ پیر کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ ذاتی نور سے اس حقیقی نور کو پکڑ کر روح کے ساتھ ملا کر مرید کے بدن میں لے جاوے۔ اور خبیر بوجھ اتار کر نور کو دے اور بدن کے نور کو اس کے ذاتی مقام پر

Marfat.com

پہنچا دیوے تاکہ نور ذاتی وحدانیت کے ساتھ محو ہو جائے اور یہ کام کامل پیر کا ہے۔ یخرجھم من الظلمت الی النور میں اخراج کا مظہر پیر کامل ہی ہے وہ اپنے مراتب میں نبی ہو یا غوث یا قطب یا ابدال ہو یہ سب درجات ہیں نبی کے معجزہ اور ولی کی کرامت سے خدا تعالیٰ کا امر ظاہر ہوتا ہے اور ان کے ذریعے باذن اللہ مخلوقات خدا تعالیٰ خدا تعالیٰ سے واصل ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ اور دوسری جگہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا ارشاد گرامی فرمایا گیا۔ تو اس سے اللہ کریم نے انسانی کمرہ یعنی قالب جسمانی تیار کیا ہے ورنہ آپ دیکھیں آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء صرف مٹی سے ہوئی۔ اذ قال ربک للملٰئکۃ انی خالق بشرا من طین ۝ یہاں منی کا تعلق نہیں اور اماں حوا جو ان کی زوجہ بنیں وہ آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں وہاں نہ مٹی نہ منی اور نہ ہی رحم اور پیٹ میں نشو و نما کی ضرورت ہوئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے معرض وجود میں آئے اور کلمۃ اللہ و روح منہ کا لقب پایا۔ معلوم ہوا کہ اس قالب کے لئے بھی منی اور مٹی رحم اور قیام جوڑا اور عورت کا پیٹ صرف ایک بہانہ ہیں ورنہ مشیت ایزدی ہر چیز کی اصل ہے۔ اگر منی اور مٹی ابتدائے وجود کے لئے اصل ہوتے تو خدا تعالیٰ کیوں فرماتے

فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔

اور یوں ہی ہوا۔ جیسے ارشاد ہے۔ فسجد الملائکۃ کلھم اجمعین، پس سجدہ کیا تمام فرشتوں نے، بلکہ جس نے سجدہ نہ کیا فرمایا الا ابلیس ط ابی واستکبر وکان من الکافرین، دوسرے

Marfat.com

مقام پر فرمایا۔ کان من الجن ففسق عن امر ربہ یعنی یہ شیطان جنوں سے تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے امر کی بے حکمی کی۔ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا تکبری کی اور کافروں سے ہوا۔ بلکہ اس سجدہ نہ کرنے پر باز پرس ہوتی ہے۔ اور ارشاد ہوتا ہے۔ قال یا ابلیس ما منعك ان تسجد لما خلقت بیدی فرمایا، ابلیس سجدہ سے کس نے تجھے روکا، جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو اس کے جواب میں ابلیس کہتا ہے انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے اگر انسانی ابتدا مٹی سے ہوتی تو ابلیس کا جواب درست تھا۔ مگر خدائے قدوس غضبناک ہو کر فرماتے ہیں۔ فاخرج فانك رجیم وان علیك لعنتی الی یوم الدین، نکل جا مرتبہ عزت سے پس تو میرا راندۂ درگاہ ہے۔ اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت رہے گی۔ سجدہ نہ کرنے اور اکڑنے کی یہ سزا ٹھہری کہ عزازیل ہونے کے مقام سے اتر جاؤ۔ اب اس وقت سے قیام قیامت تک تم لعنتی ہو۔ اور اسی پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ قیامت کے دن لاملئن جہنم منك وممن اتبعك منهم اجمعین، یعنی جہنم کو تجھ سے اور تیرے پیچھے چلنے والوں سے بھر دوں گا۔ یہ تمام سزا سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مسلط ہوئی حالانکہ ارشاد، ولا یشرك بعبادت ربہ احدا ۰ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر۔

اگر آدم علیہ السلام کا وجود مٹی سے ہوتا تو نوریوں ناریوں سے اس کے سامنے سجدہ نہ لیا جاتا۔ مگر حقیقت اس طرح ہوئی کہ منی اور مٹی وجود ظاہری کے لئے بہانہ بنی اور امر ربی۔ روح خدا اس میں آکر قرار پائی تو یہ جسم لطیف

Marfat.com

جسموں کا بھی سجدہ گاہ بن گیا اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انسانی وجود کے لئے ایک مٹی اور مٹی اور دوسرا ارشاد نفخت فیہ من روحی یعنی نفخہ روح ربی دو چیزیں قرار پائیں۔ ان میں سے سجدہ مٹی اور مٹی کے وجود کو مقصود نہ تھا بلکہ نفخہ روح ربی جو کہ امر ربی ہے جیسا کہ پہلے بیان گزر چکا ہے کو مقصود تھا جیسے ابلیس نے کوتاہ علمی سے ظاہر پہ حملہ کر کے انکار کر دیا اور حقیقت سے محرومی نے اسے ابدالاباد لعنت اور عذاب کا طوق گلے میں پہنا دیا۔ کیونکہ بشر یعنی آدمی کو ظاہری شکل وصورت عطا کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے رُوح کی اپنی ذات کی طرف اضافت فرما کر اس وجود کو مشرف اور معزز فرما دیا۔ اور اس کی تعظیم نوری ناری پہ لازم قرار دی۔ اسی شرافت کے معلوم کرنے سے ابلیس قاصر رہا۔ علمی اور عقلی جواب دینے میں اگرچہ وہ بظاہر حق پر تھا۔ مگر حقیقت اس کے برعکس تھی اور وہ تکبری کی ظلمت میں گر کر تباہ ہو گیا۔ یہ سجدہ تعظیمی خدا تعالیٰ کے امر اور روح منہ کو تھا۔ یعنی اس کی طرف سے جو نور روح کی صورت میں ظاہری بدن میں داخل ہوا تھا یہ اس کی شان اور تعظیم کا اظہار تشکر تھا۔ نیز باری تعالیٰ نے فرمایا۔ خلقت بیدی یہ بطور تنبیہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے میں مزید قدرت کاملہ وعظمت کا اظہار ہوا۔

بحر الحقائق میں ہے دونوں ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کی دو صفتیں مراد ہیں ایک رحمت اور دوسری غضب۔ یہ ہی دو صفتیں سب صفات الٰہی کو شامل جن کو جلالی اور جمالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا تبارک اسم ربک ذوالجلال والاکرام سوائے انسان کے دوسری کوئی مخلوق جلال وجمال کا مظہر اتم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان پیدا فرما کر خود ہی فرما دیا فتبارک اللہ احسن الخالقین، دوسری جگہ یوں بھی فرمایا

Marfat.com

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ اور یہی انسانی مخلوق مخلوق ہے جو ان دونوں صفتوں کی جامعیت رکھتی ہے اور اسی سبب سے مسجود ہونے کے قابل کیا ۔ فرشتہ صفت لطف کے مظہر ہیں ۔ اور جن صفت قہر کے مظہر مگر انسان ہر دو کا مظہر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے وجود میں دو تجلے ڈالے ۔ تجلے نور ذاتی و تجلے نور صفاتی جس کے واسطے جملہ مخلوق کو سجدہ کروایا اور ابلیس کو مٹی نظر آئی اور حقیقت سے بے خبر رہا ابلیس کے بدن میں غصہ ، حسد ، تکبر ، خیالاتِ باطلہ پیدا ہوا تو اس اخلاق نے ابلیس کو خدا تعالیٰ کے ذاتی نور کے تجلے کے حکم سے نافرمان بنا دیا اور مستحق لعنت ٹھہرا جیسا کہ ایک اللہ والے نے فرمایا ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد
چو دانی تکبر چرا مے کنی
خطامے کنی و خطامے کنی

اور حسد ، کینہ ، بغض و تکبر ایسی بدترین چیز ہے کہ شیطان نے صرف انکار پر ہی اکتفا نہ کیا ۔ بلکہ مقابلہ کا اعلان بھی کر دیا ۔ اور کہا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۔ اے رب تیری عزت و جلال کی قسم اس آدم کی تمام اولاد کو تجھ سے بدراہ کر کے چھوڑوں گا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۔ میرے بندے جو ہیں ان پر تیری حکومت نہ ہو گی ۔ شیطان نے پھر کہا ۔ کہ اے خدا تعالیٰ میں اس اولاد آدم کے داہنی طرف بائیں طرف سر کے اوپر سے پاؤں کے نیچے سے اور ہر طرف سے آؤں گا ۔ اور بہائی خوبصورت بنا کر اس کے

Marfat.com

سامنے پیش کروں گا۔ اور اس مخلوق کو تیرے غضب کے لائق کر کے چھوڑوں
گا۔ چنانچہ شیطان نے کینہ، حسد، بخل، طمع۔ حرص۔ خیالات باطلہ
خواہشاتِ باطلہ بنی نوع انسان میں پھونکنا شروع کر دیئے۔ اور
انہیں ناجائز امیدیں دینی شروع کر دیں اور اپنی فوج بنانی شروع کر
دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بزرگ ہستیوں یعنی پیغمبروں۔ رسولوں سے مقابلہ
بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ
يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ط
اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے۔ کچھ
آدمی اور کچھ جن۔ جن میں سے بعض دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا
وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ دھوکہ میں ڈال دیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے
دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ
عَدُوًّا ط تحقیق شیطان تمہارے لئے دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو
مطلب یہ ہی نکلا کہ شیطان انسان کا ابدالاباد کا دشمن ہو گیا۔ جس طرح فرمایا
اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ تحقیق شیطان انسان
کا صاف دشمن ٹھہرا۔ کہیں بھی قرآن پاک میں یہ نہیں آیا۔ کہ شیطان جن
کا دشمن بھی ہے۔ حالانکہ جنات سے ایمان والے بھی ہیں۔ مگر ہر مقام پر
انسان سے دشمنی ظاہر کی گئی کیونکہ ابتداً دشمنی کی شیطان نے اسی سے کی
اور اسی انسان کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا۔ تو اس نے اپنی یہی بیماری
انسانی سینوں میں داخل کرنی شروع کر دی۔ اور انسان کو اولیاء کرام
اور انبیاء عظام بلکہ خدا تعالیٰ کا مقابل بننے پر جرأت دینے لگا اور یہ

Marfat.com

بیان ہے کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ
اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ ۔ جب انسان سے کہتا ہے
کفر کر جب شیطان کے کہنے پر انسان کفر کر بیٹھے تو یہ کہہ دیتا ہے۔ کہ میں بیزار
ہوں۔ یعنی گمراہ کرنے کے بعد اس کی حمایت بھی نہیں کرتا اور چھوڑ دیتا ہے
اور شیطان کوشش کرتا ہے کہ ذلت والے خیالات انسان کے سینے میں بھی
ڈال دیوے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ
اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ
الْحَكِیْمُ ۔ اور سکھایا حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام سب مخلوقات
علویات و سفلیات کے پھر پیش کیا ان نام والوں کی ذاتوں کو اُن، فرشتوں
پر (جنہوں نے کہا تھا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ
پھر کہا (ان کے عجز پر آگاہ کرنے پر) ان چیزوں کے نام کی مجھ خبر دو اگر تم اپنے
(مرمحل جواب) میں سچے ہو (عدم استحقاق خلافتِ آدم علیہ السلام میں)
کہنے لگے پاک ہے ذات تیری۔ نہیں ہے علم ہمیں (تاکہ یہ راز کھل جائے
کہ خلیفہ کو علم چاہیئے اور یہ اپنی کم علمی پر خبر حاصل کرلیں) مگر وہ علم جو تو نے
ہمیں سکھایا تحقیق تو علم والا حکمت والا ہے اور تفسیر روح البیان میں
اس آیت میں لکھا ہے۔ وَعَلَّمَهٗ اَحْوَالَهَا وَمَا یَتَعَلَّقُ بِهَا
مِنَ الْمَنَافِعِ الدُّنْیَوِیَّةِ وَالدِّیْنِیَّةِ وَعَلَّمَ اَسْمَآءَ الْمَلٰٓئِكَةِ
وَاَسْمَآءَ ذُرِّیَّتِهٖ وَاَسْمَآءَ الْحَیَوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ
وَخَاصَّةَ كُلِّ شَیْءٍ یَخْلُقُهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَاَسْمَآءَ

Marfat.com

الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَكُلِّ نَعِيْمٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ وَفِي الْخَبَرِ عَلَّمَهٗ سَبْعَ مِائَةِ اَلْفِ لُغَاتٍ اور حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام ان کی اولاد جمادات حیوانات کے نام بتائے اور ہر چیز کا بنانا بتایا جو قیامت تک پیدا ہوں گے اور تمام کھانے اور پینے کی چیزوں کے نام بتائے اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام بتائے اور ہر چیز کے نام بتائے اور حدیث پاک میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھا دیں۔ ان تفاسیروں سے اتنا معلوم ہوا کہ علوم ماکان اور مایکون اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھا دیئے۔ اب میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم دیکھیں تو آدم علیہ السلام کا علم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ناپیدا کنار کے سامنے ایک قطرہ ہے اور شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ باب دہم میں فرماتے ہیں۔ اَوَّلُ نَائِبٍ كَانَ لَهٗ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آدم علیہ السلام پہلے نائب اور خلیفہ ہیں خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اصل کی ناموجودگی میں اس کی جگہ کام کرے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کی عبارت سے ظاہر فرمایا گیا کہ نبی الجان دنیا میں خرابی اور نافرمانی کرتے تھے اور یہ قوم نبی الجان کا بدلہ ہوگا جو عمارت زمین اور عبادت رب العالمین میں اعانت حق، اور اہانت باطل میں میرا خلیفہ ہوگا۔ خلیفہ کا مطلب یہ رہا کہ جمیع موجودات اور تمام مخلوقات کا وہ بدلہ ہے اور یہ بدلا آدمی ہی بنا کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے عالم غیب و عالم شہادت کے عجائبات کا مجموعہ اور نادرات کا طبع اور عالم جسمانی و روحانی کا خلاصہ بنایا۔ اور حقائق علوی و سفلی کا جامع ٹھہرا۔

Marfat.com

آدمی چیست برزخ جامع
صورت خلق و حق در ولامع
متصل با دقائق وجبروت
مشتمل بر حقائق ملکوت

اور آدم علیہ السلام میں نور ذاتی اور نور صفاتی دونوں موجود تھے۔ اور نور ذاتی و نور صفاتی سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ اس لئے حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ کریم نے تمام غیبی خزانے کھول دیئے اور اپنے سر اسرار الٰہی سے واقف کر دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے وجود ظاہر پر وہی ذاتی نور کا تجلی تھا جس کے ذریعے سے سب کچھ نظر آتا تھا۔ اور سب غیبی خزانوں کا مالک اللہ کریم خود ہے اور اپنے دوستوں کے لئے کھول دیتا ہے۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا کیا انسان پر زمانے سے وہ وقت نہیں آیا جبکہ اس میں کسی چیز کا ذکر نہ تھا یعنی روح پھونکنے کے قبل چالیس برس تک وہ مکہ اور طائف کے درمیان پڑا رہا اور کوئی انسان ہونے کے ساتھ یاد نہ کرتا تھا نطفہ اور عناصر کوئی نہ جانتا تھا کہ اس کا نام کیا ہے اور اسے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔ یہ بھی معلوم نہ تھا کہ قدرت کا مالک ایسا آئینہ بنانے والا ہے جس سے مفاتیح الغیب کی شعاعیں چمکیں گی اور ذات و صفات کے نور کے تجلے کا یہ مظہر ہوگا۔ اور خلافت کبریا کے مرتبے کے لائق ہوگا۔ اور یہ عین مقصود اور منتہائے عنایت ہوگا۔ اور سب پوشیدہ باتیں اس کے وجود باوجود میں ظاہر ہوں گی جیسا کہ کسی صاحب نے فرمایا۔ ؎

شد ظہور او تجلی نور نور

Marfat.com

گنج مخفی از وے آمد در ظہور
گنج مخفی بود زیر خاک و گرد
خاک را سلطان اطلس پوش کرد

تو معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے اپنے مخفی خزانے اپنے دوستوں پر کھول دیئے اور کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی ۔ اپنے دوستوں کے وجود پر اپنے نور کا تجلی ڈالتا ہے جس سے سب غیبیات نظر آتے ہیں اور اپنے دوستوں کو علم لدنی کا مالک بنا دیتا ہے ۔ سکھلانے والا اور بتلانے والا وہی سچا خداوند کریم ہے ۔ آیت کریمہ میں فرمایا ۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ۔ بعض وہ ہیں جن سے خدا تعالیٰ نے کلام فرمائی اور بعض کے درجات بلند فرمائے ۔ دوسرے مقام پر فرمایا وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ اور البتہ تحقیق فضیلت دی ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر ۔ رسولوں سے خدا تعالیٰ نے کلام کی جیسا کہ آدم علیہ السلام سے فرمایا ۔ اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔ موسیٰ علیہ السلام اِنِّيْ اَنَا رَبُّكَ اور رسولوں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۔ اور بعض کو درجات میں بلند فرمایا کسی کو ایک قوم اور کسی کو بہت سی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام موجودات و کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور اپنے اپنے درجے کے بموجب معجزے بھی عطا فرمائے جیسا کہ ان کے زمانے میں ضرورت تھے ۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو ساحروں کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے عصا وغیرہ وغیرہ عطا فرمایا ۔ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم

Marfat.com

کے مقابلہ میں مادر زاد اندھے کو آنکھیں دینی اور کوڑھی کو تندرست کرنا اور مردے میں جان ڈالنے کی طاقت بخشی علیٰ ھٰذا القیاس۔ اب کوڑھی اچھا کرنا، اندھوں کو نظر دینی اور مردے کو زندگی بخشی یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوا۔ مگر پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ آدم خدا تعالیٰ کے نور ذاتی و نور صفاتی کا مظہر اتم ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ان قدرتوں کا مظہر عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مردے زندہ کئے گئے۔ اور اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اور یاد کرو جبکہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب مجھے دکھا کس طرح تو مردوں کو زندگی دیتا ہے۔ فرمایا کیا تو ایمان نہیں لایا (یعنی میرے جلانے پر تجھے یقین نہیں، عرض کی ہاں (ایمان لایا ہوں) لیکن تاکہ دیکھنے سے، مطمئن ہو جائے دل میرا بلکہ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ میں استفہام ایجاب کے معنے میں ہے یعنی تو ایمان رکھتا ہے کیونکہ نمرود سے کہہ چکا ہے۔ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ یعنی میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ یہ سوال اس واسطے کیا گیا کہ اس کی کیفیت دیکھ کر دل میرا ٹھہر جائے اور قرار پکڑے اور مطمئن ہو۔ فتوحات مکیہ میں مذکور ہے کہ ابلیس نے ایک دریا کے کنارے ایک مردار دیکھا کہ جانور اس کا گوشت کھا رہے ہیں تو ابلیس کو یہ فریب ہاتھ آگیا۔ کہ جاہل لوگوں کے ایمان زائل کروں گا تو ابلیس یہ فریب کو رد کرنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے اطمینان قلبی طلب کیا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے جب عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالَ

Marfat.com

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس پکڑ چار پرندوں سے (کبوتر، کوا، مرغ، مور) پھر جمع کر انہیں طرف اپنے اور پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان چاروں سے (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے) پھر پکار ان جانوروں کو (نام لے کر) آویں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور یقین جان کہ غالب ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز میں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی کہ دوڑو خدا تعالیٰ کے حکم سے ہر ایک اجزا دوسرے سے جدا ہو کر اپنے سر سے آکر مل گئے۔ اور ان کے بدن درست ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑنے لگے۔ دیکھئے مردے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہوئے مگر وہ اذن خدا ابراہیم علیہ السلام کی آواز سے ظاہر ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنا جلالی و جمالی نور اپنے بندوں کے وجود سے ظاہر کرتا ہے۔

محققوں نے لکھا ہے کہ ان چار پرندوں کے ذبح کرنے سے اشارہ ہے کہ کبوتر لوگوں سے مانوس رہتا ہے۔ اس سے اشارہ ہے کہ خلق سے رشتۂ اُلفت توڑ دے (یعنی اُلفت و محبت کو اللہ واسطے کر دے) اور مرغ جو ہمیشہ شہوت کی طرف مائل رہتا ہے اسے ذبح کر دے۔ اپنے آپ کو خواہشاتِ نفسانیہ سے چھڑا دے (یعنی اپنی زندگی اللہ کے لئے کر دے) اور کوا جو بالکل حرص کا پتلا ہے اور طماع ہے۔ اسے قتل کر ڈال یعنی حرص دنیاوی سے منقطع ہو جا۔ اور مور خوبصورتی اور زینت پسند ہے اسے مار ڈال یعنی زینت و لہو و لعب دنیوی سے پرہیز کر کے اللہ تعالیٰ کے نور سے اپنے کو منور و مزین کر کیونکہ جو شخص مجاہدہ کی تلوار سے ان چار بری صفتوں کو

Marfat.com

ح کر ڈالے گا۔ وہ حیات ابدی پاکر ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کہتے ہیں۔ کہ چار
ناصر جن سے انسانی بدن کی تعمیر ہے۔ ان سے ان چار طبیعتوں یعنی چار صفتوں کی
بنیاد ہوئی ہے۔ اور ان کے خلاف کرنے کی تلوار سے ان صفتوں کو قتل کر ڈالنا
لازم ہے۔ اور حدیث پاک میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مُوْتُوْا
قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یعنی یہ چار صفتیں
خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی موت کے پیغام سے پہلے ہی تو رضائے الٰہی کے امر
سے ذبح کر دے تاکہ اسی دنیا میں تو زندگی جاوید حاصل کر لیوے اور ان کا
طریقہ یہ ہے کہ تکبر و سرکشی کی آگ کو عاجزی و عفو و انکساری سے ذبح کر
اور شہوات و لذات نفسانی کو صبر و استقلال اور شکر اور یاد الٰہی سے
ذبح کر اور حرص و آز کو محبت خدا تعالیٰ و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور محبت مرشد کامل کے تجلی سے جلا دے اور بخل و امساک کو تخلقوا
بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ جیسی عادتیں اختیار کرو (حدیث)
سے ذبح کر دے۔ جس طریقہ سے ایک صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

کرم بین و لطفِ خداوندگار
گنہ بندہ کردست او شرمسار

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خوار داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

یعنی خدا تعالیٰ کی کریمی کے صدقے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور وہ اپنی عنایت

Marfat.com

سے اس کے عیوب پر چادر ڈال دیتا ہے۔ اور منکروں اور کافروں کی بار
نافرمانی کے باوجود وہ ان کی روزی بند نہیں کرتا۔ جب دشمنوں سے اس کا
یہ حال ہے تو دوستوں پر تو نہایت ہی مہربان ہے۔ اسی طرح انسان بھی
ایک دوسرے کے عفو و کرم اور خلق و ادب و صبر و حلم سے وقت بسر کریں
اور ان ہی طریقوں سے بُرے خصائل دور ہو کر صحیح اور صاف زندگی نصیب
ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے کیا خوب فرمایا ؎

چار مرغ است چار طبع بدن
حملہ را بہر دیں بزن گردن
پس بایمان و عقل و عشق و دلیں
زندہ کُن ہر چہار را چو خلیل

ان چار بُری خصائل کو ذبح کرنے کے بعد دوسری چار چیزیں زندہ ہو
جاتی ہیں۔ زندگی عقل، زندگی قلب، زندگی روحانیت، زندگی تصور، اور
ان چاروں کی زندگی کے لئے ذاتِ کبریا کی طرف سے ذات کے نور کا تجلّی
آتا ہے جس کے ذریعے ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور بندہ واصل
خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اس زندگی کے لئے موت نہیں ہے۔ ؎

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

خود خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ
الْوَرِیْدِ ہم زیادہ قریب ہیں طرف اپنے بندے کے اس کی شہ رگ
سے بھی۔ اولیاء کرام کو جب یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو باذن اللہ تعالیٰ
مخلوقات میں وہ تصرف کرتے ہیں۔ عقل مند وہ شخص ہے جو سوائے دو

Marfat.com

بیان حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی طرح دکھائی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ تفسیر خازن میں ہے۔ اُقِيْمَ عَلٰى صَخْرَةٍ وَكُشِفَتْ لَهٗ عَنِ السَّمٰوٰتِ حَتّٰى رَاٰى الْعَرْشَ وَالْكُرْسِيَّ وَمَا فِي السَّمٰوٰتِ وَكُشِفَتْ لَهٗ عَنِ الْاَرْضِ حَتّٰى نَظَرَ اِلٰى اَسْفَلِ الْاَرَضِيْنَ وَرَاٰى فِيْهَا مِنَ الْعَجَائِبِ ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صخرہ پر کھڑا کیا گیا۔ اور ان کے لئے آسمان کھول دیئے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں عرش کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے دکھا دیا گیا اور جو کچھ زمینوں میں ہے وہ بھی دیکھ لیا۔ یہاں تک زمین کے تمام عجائبات دیکھ لئے۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کے وجود میں ذاتی تجلی ڈالی جس سے تمام تجلیات الٰہی نظر آئے۔ اور خداوند قدوس نے اپنے غیبی خزانے کھول دیئے اور اپنے خلیل کو مطمئن کر دیا۔

اسی طرح وہ آگ جو ابراہیم خلیل اللہ کو جلانے کے لئے جلائی گئی مگر وہ باذن اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہو گئی۔ مگر یہ اذن الٰہی کا مظہر ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک ٹھہری۔ اور ان الفاظ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں رقم فرمایا۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور ہم نے کہا۔ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ابراہیم علیہ السلام حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر سلاماً (یعنی سلامتی

Marfat.com

والی، کا لفظ نہ استعمال ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سردی کے مارے
اینٹھ جاتے۔ اور اہل حقیقت یوں لکھتے ہیں کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا
کا خطاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عشق حقیقی کی آگ کو تھا کہ
خلیل اللہ علیہ السلام کے عشق کی آگ نے جب نمرود کی آگ کی گستاخی
دیکھی کہ بڑی شوخی سے جل رہی ہے تو اپنے جوش میں آگئی قریب تھا
کہ سب کچھ ابراہیم علیہ السلام کی ایک آہ سے جل جاتا۔ مگر رحمتِ
خدا یار و مددگار ہوئی اور فرمانِ الٰہی صادر ہوا۔ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا
اے عشق الٰہی نور ذاتی کی آگ سینۂ ابراہیمی میں جوش مارنے والی ٹھنڈی
ہو جا اور اے آتش نمرود تو بھی سلامتی اختیار کر ابراہیم علیہ السلام پر آتش
شہودی و آتش حقیقی جب اعتدال پر آگئیں تو وہ گلزار یعنی باغ بن گئی۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَاذْکُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ
وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اور یاد کرو ہمارے بندوں کو جو ابراہیم
اور اسحٰق اور یعقوب ہیں جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ
بِخَالِصَةٍ ذِکْرَی الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ
(۲۳) ہم نے ان کو ایک مخصوص بات کے ساتھ خاص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت
کی ہے۔ اور وہ (حضرات) ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں
سے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آنکھ اور ہاتھ تو تمام کائنات کے ہیں مگر ان کا تخصیص
کے ساتھ بیان اس لئے کیا گیا۔ کہ ان حضرات کو ظاہری حکومت بھی عطا کی گئی
اور علم الٰہی بھی عطا کیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دو نوری تجلیوں سے سرفراز
فرمایا تھا کہ جس کے ذریعے سے تمام علوم کو دیکھتے تھے اور نفع پہنچاتے تھے
اور ہاتھ سے پکڑتے تھے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق پر تصرف کرتے تھے۔

Marfat.com

بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَوٰعَدْنَا
ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖ
اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ج وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ
اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ
الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (پ۹ الاعراف) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس
راتوں کا وعدہ لیا۔ اور تمام کیا ان تیس کو اس کے ساتھ دس ذی القعدہ کے
چاند کی ابتدا سے ذی الحجہ کی دس تاریخ تک) پھر تمام ہو گیا وہ وعدہ جو
رب نے مقرر کیا تھا چالیس رات کا اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے
بھائی ہارون کو کہ تو خلیفہ رہ میری طرف سے میری قوم میں اور اصلاح
کرنا اور مفسدین و مجرمین کی راہ پر نہ چلنا۔ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ
كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت
مقرر میں اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے۔

تبیان میں لکھا ہے۔ کہ کوہ طور کے گرد کو تاریکی نے گھیر لیا اور شیطان
کو موسیٰ علیہ السلام سے دور کر دیا اور کراماً کاتبین ہٹا دیئے گئے۔ اور تنہا
موسیٰ علیہ السلام کوہ پر تشریف لے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آسمانوں کی
طرف دیکھا۔ فرشتے ہوا میں کھڑے ہیں اور عرش عظیم سامنے ہے پھر اللہ
تعالیٰ نے ان سے کلام فرمائی۔

ینابیع میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو چوبیس ہزار کلمے سنائے اور

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ سات لاکھ اور بیچ چورانوے ہزار ہے اور کشاف میں ہے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کلام کیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کا کلام سنا تو ذوق و شوق میں سمجھے کہ میں بہشت میں ہوں۔ فوراً لقائے الٰہی کی درخواست پیش کر دی۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ میرے رب مجھے دیدار دے میں تجھے دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لَنْ تَرَانِیْ ہرگز تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ فنا ہو جانے والی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ دیدۂ باقی سے جمال باقی دیکھنا چاہیئے۔ اور دیدۂ باقی بہشت میں ہوگا۔

موسیٰ علیہ السلام کا محال چیز کے بارے میں سوال کرنے سے یہ فائدہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں (انبیاءؑ و اولیاءؒ) سے اگر محال چیز کے بارے میں دعا طلب کی جائے تو جائز ہے۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اَرِنِیْ کہا تھا۔ اس وقت سے لَنْ تَرَانِیْ کے جواب کے وقت موسیٰ علیہ السلام کا مقام بہت بلند ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس وقت عین مراد حق میں تھے۔ اور عین مراد حق میں ہونا اونچا درجہ ہے اپنی مراد پر قائم ہونے کی نسبت سے۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام لَنْ تَرَانِیْ کے جواب سے مضمحل ہوئے۔ مگر ضعفِ بشریت کا بہانہ مداوا بن گیا۔ اور وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ اور لیکن دیکھ طرف پہاڑ کے اگر تو اپنی جگہ پر قائم رہ سکا تو مجھے بھی دیکھ سکے گا کی تمہید دیدار نے حوصلہ قائم کر دیا اور ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

Marfat.com

یعنی عشق کی جنبابی آگے آگے بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ وقت دیدار آپہنچا
فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۔
پس جبکہ اس کے رب نے تجلّی ڈالا پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور موسیٰ
علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ یہ بے ہوشی ظاہر بدن کے لئے
تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا جسمانی تجلی جو ذاتی نور کا تھا حقیقی نور میں محو
ہوگیا۔ اور نور کے ساتھ نور مل گیا۔ اور جسمانی وجود گر گیا۔ یہ وہ تجلی تھا
جو موسیٰ علیہ السلام کے وجود حقیقی نور ذاتی سے پہلے ہمکلام رہا۔ اور ذات
کبریا کی کلام کو سمجھتا تھا اور پھر نور صفاتی سبب نور ذاتی کے عشق میں ترقی
ترقی کرتے کرتے اشتیاق دیدار تک پہنچا اور کلام الٰہی کے خاتمے کا
وقت قریب آیا اور الوداع کا وقت نزدیک پہنچا تو نور نور میں محو
ہوگیا۔ اور ماسوا اللہ کو گرا کر یکتائی اور تنہائی کی بے مثل نظیر قائم کردی۔

موسیٰ لَنْ تَرَانِیْ سُن کے شوق دا ویرا پایا
رَبِّ اَرِنِیْ دی منزل تھیں جد اگے قدم ٹکایا
دید دے جدوں مکا ہوئے نوری دستا ویزے
جسم بے ہوش ہویا تے طور بھی ہویا ریزے ریزے
دور ہوئی غیریت ساری تے رہیا وجود حقیقی
طیا نور اوہ نور دے تائیں ایہو گل تحقیقی
عاصم رہیا محال نہ کوئی حل ہونے دے باہجوں
ممکن بھی محال ہو جاون کامل پیر دے باہجوں

(عاصم لقمانوی غفرلہٗ)

نیز پہاڑ کے پاش پاش ہونے کا سبب یہ بھی تھا کہ جو تجلّی الٰہی پہاڑ

Marfat.com

پر نازل ہوا۔ وہ تجلی جہت کی طرف تھا۔ اور تجلی جب جہت کی طرف ہو تو ملک ویران ہو جاتا ہے۔ اور انبیاءؑ و اولیاءؒ کے سینے میں تجلی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جس سے انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے دل آباد ہوتے ہیں۔

لکھا ہے کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے خطبہ فرمایا۔ کچھ ایسا اثر ہوا کہ تمام لوگوں میں شور مچ گیا۔ اور خطبے کے الفاظ دہرانے لگ گئے۔ اور اس کے معنے اور باریکیوں سے متحیر ہوئے۔ قوم کے شخص نے سوال کیا۔ اے موسیٰ علیہ السلام آپ سے بڑھ کر کوئی عالم ہے۔ آپ نے فرمایا تمام عالم میں بڑھ کر اپنے سے جاننے والا میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی فرمایا مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے اسے ہم نے اپنے علم سے خاص کیا ہے۔ اس کی ملاقات کرو اور اس کی علامت یہ ہے کہ بھونی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جائے گی بس وہیں پر میرا بندہ قیام پذیر ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک نوجوان ہمراہ لیا۔ اور فرمایا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۝ اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس جوان سے کہا کہ میں برابر چلا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ مجمع البحرین کو پہنچ جاؤں یا اسی طرح کافی مدت چلتا رہوں گا۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ جب مجمع البحرین پر پہنچے تو مچھلی کو بھول گئے اور اس مچھلی جو بھون کر ساتھ لے رکھی تھی، نے دریا میں اپنی راہ لی اور چل دی۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ جب دونوں

Marfat.com

مجمع البحرین سے آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ ہمیں اپنی منزل سے بہت تکلیف پہنچی ہے قَالَ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ خادم نے عرض کیا۔ عجیب بات ہوئی جب ہم پتھر کے قریب ٹھہرے تھے۔ تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا۔ اور مجھے شیطان نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا۔ اس (بھونی ہوئی) مچھلی نے عجیب طور پر (زندہ ہوکر) دریا میں راہ لے لی۔ قَالَ ذٰلِكَ كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ موسیٰ علیہ السلام نے (یہ سُن کر) فرمایا یہ وہی مقام تھا جسے ہم تلاش کرتے تھے۔ پھر دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ پس دونوں نے ہمارے بندوں سے ایک بندہ دیکھا۔ ہم نے اسے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔

حقائق سلمیٰ میں حضرت ذوالنون مصری قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ علم لدنی وہ ہے کہ خلق پر توفیق اور خذلان کا حکم کریں۔ بعض نے کہا کہ علم لدنی وہ ہے جو بے پڑھے اور بے حاصل کئے حاصل ہو جائے۔ صاحب کشف الاسرار نے فرمایا کہ علم لدنی جاننے والا محقق ہے جو کچھ رب العزت سے پاتا ہے وہی زبان پر لاتا ہے۔ فتوحات میں سلطان العارفین قدس سرہٗ سے نقل ہے کہ علماء کے ایک گروہ سے کہتے تھے کہ تم نے مردہ علم لیا۔

Marfat.com

کرتا ہے اور چھین لیتا ہے۔ تو میں نے عیب کر دیا۔ کیونکہ اس کا ابھی اس پر گزر تھا۔ اسے سالم دیکھ کر وہ غصب نہ کرے۔

گر خضر در بحر کشتی را شکست
صد درستی در شکست خضر ہست

اور وہ لڑکا حلیسور بن سلاس اس لئے قتل کیا کہ اس کے والدین مومن تھے۔ اور یہ لڑکا بڑا ہو کر کفر اور طغیان میں مبتلا ہوتا اور والدین کو بھی گمراہ کر دیتا اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائے گا چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اور اس لڑکی سے ایک پیغمبر نے شادی کی اور اس کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے اور دیوار جو گرنے کے قریب تھی یہ دو یتیم بچوں کی تھی جن کا ایک مرد صالح گزرا تھا۔ اور اس کے نیچے خزانہ تھا۔ اگر یہ دیوار گر جاتی تو خزانہ لٹ جاتا اور یہ دو بچے حرم اور حریم نام رکھتے تھے۔ حالانکہ ان دو بچوں اور اس مرد صالح کے درمیان سات پشتیں گزر چکی تھیں اللہ تعالیٰ نے اس مرد صالح کے صدقے ساتویں پشت کے خزانے کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ اور حفاظت فرمائی۔ پس چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ پہنچ جائیں وہ دونوں اپنے کمال جوانی کو اور نکال لیویں خزانہ اپنا۔ اور یہ سارے کام میں نے اپنے ارادے سے نہیں کئے بلکہ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج یہ سب کام آپ کے رب کی مہربانی سے ہوئے وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ اور یہ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کئے ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ۝ یہ جواب ہے ان باتوں کا جن پر آپ صبر کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام آپس میں جدا ہو گئے۔

Marfat.com

بحرالرائق وغیرہ کتب نے اس واقعہ سے بہت سے فائدے حاصل
کئے ہیں۔ اور ایک تفصیل یوں بھی کی گئی کہ دریا سے مراد انسانی عمر ہے۔
اور مجمع البحرین سے مراد دنیا آخرت کی دو زندگیاں ہیں یا روحانی اور جسمانی
دن ہے اور مچھلی کی مثال دنیا کی عمر ہے یا مچھلی سے مراد روحانی بدن ہے
دنیا میں غفلت کی وجہ سے مانند مردے کے ہو گیا۔ اور پیر کامل کی صحبت
سے ذاتی نور کا تجلّی جب پہنچا۔ تو معرفت کی زندگی حاصل کر کے ذاتِ کبریا
کے ساتھ واصل ہو گیا۔ اور کشتی دنیا کا مال و جنجال ہے اور انسان اس پر
سوار ہے اور اس پر ظالم بادشاہ نفس اور شیطان ہے اس جنجال کی کشتی
کو توڑ دو تاکہ نفس و شیطان کے ظلم و استبداد سے بچ جاویں اور جو دس بھائی
ہیں وہ پانچ حواس ظاہری اور پانچ لطائف خمسہ یعنی باطنی ہیں تاکہ اس زندگی
کی کشتی کی مزدوری صحیح طرح انہیں مل سکے جس سے وہ رضائے الٰہی کے مستحق
بن جاویں۔

جاننا چاہیئے کہ انسان کا نفس دنیا کی محبت میں مبتلا کر کے خدا تعالیٰ
سے انسان کو غافل کر دیتا ہے۔ اسے مار ڈالو اور مُوْتُوْ قَبْلَ اَنْ
تَمُوْتُوْا یعنی اجل معین سے پہلے اپنے آپ کو رضائے الٰہی کی تلوار
سے مار ڈالو۔ تاکہ ابدی زندگی کے مستحق بن جاؤ۔

لَآ اِلٰہ سے نفس شیطاں قتل کر
زندہ اِلَّا اللہ سے ہو والا گوہر
اَللہ اس میں ہاری ساری کر کے دیکھ
مرنا ہے تو اس طرح تُو مر کے دیکھ
ہوئے انوار تجلی ذاتِ پاک

Marfat.com

لاکے اپنے اندر رکھ اے مشتِ خاک
خنجر تسلیم کا مقتول بن
زندۂ جاوید ہو شیریں دہن
(عاصم قمانوی غفرلہٗ)

اور حقیقت یہ ہے کہ اطمینان قلب بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اور دل کا اطمینان تب تک نہیں ہوتا۔ جب تک اسرار غیبیہ کھل نہ جاویں۔ اور اسرار غیبیہ تب کھلتے ہیں۔ کہ جب ذاتی نور کا تجلی وجود میں داخل ہو جاوے اسی طرف اشارہ ہے کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ نور پہ نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لئے جسے چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے۔ اور نور کی طرف آنے کے لئے فرمانبرداری کی ضرورت ہے نافرمان کو یہ نور نہیں نصیب ہوتا۔ جس طرح دوسری جگہ فرمایا۔ اَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی اور جو شخص بغاوت کرے اور دنیوی زندگی کا اثر قبول کر لیوے (یعنی آخرت بھول جاوے) پس تحقیق دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے یعنی نافرمانی کرنے والا نور خدا تو خود بھی نہیں حاصل کر سکتا بلکہ وہ دوزخ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ذاتی نور میں محو ہ کیا۔ اور علوم غیبیہ ظاہر فرمائے۔ اور علوم غیبیہ کے عالم خضر علیہ السلام سے ملاقات کرائی جس سے ظاہر ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کے سینے میں جو ذاتی

Marfat.com

تجلی جاری و ساری رہتا ہے تو ان سے خدا تعالیٰ ہمکلام رہتا ہے اور وہ نور صفاتی کو نور ذاتی میں محو کر کے ذاتی کلام کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور واصل خدا ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے عشق الٰہی میں اپنی جان کو جلایا ان پر اللہ کریم کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی اور وہ محبوب خدا ہوتے ہیں اور واصل باللہ ہوتے ہیں ۔ جو غافل خدا تعالیٰ ہے ۔ وہ گناہگار ہے اور جن لوگوں نے اپنا عقل و فکر دنیا کی محبت میں لگا دیا ۔ ان سے خدا تعالیٰ کے علوم غیب پوشیدہ ہیں ۔

Marfat.com

بیان حضرت داؤد علیہ السلام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ (پ ۱۷ س الانبیاء ۷۹) اور مسخر کر دیئے ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ کہ تسبیح کرتے تھے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ پرندے ۔

تبیان میں لکھا ہے کہ جس طرح ذکر الٰہی داؤد علیہ السلام سے لوگ سنتے تھے اسی طرح پہاڑوں سے بھی سنتے تھے ۔ اور یہ ان کا معجزہ تھا اور اسی طرح پرندے بھی خدا تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے میں داؤد علیہ السلام کا ساتھ دیتے تھے ۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ پرندوں اور پہاڑوں کی تسبیح زبان حال سے تھی ۔ مگر زبانِ حال سے تو ہر چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے جیسا کہ فرمایا ، یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تسبیح بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے تو ما سوائے جن و انس و ملائک ہر چیز زبان حال سے تسبیح کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ۔ تو پھر پرندوں اور پہاڑوں کی تسبیح کی تخصیص کیوں فرمائی گئی ۔ مگر یہ اس لئے کہ پہاڑ اور پرندے جو تسبیح بیان کرتے تھے ان کے الفاظ سمجھ میں آجاتے تھے اور یہ معجزہ تھا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر داؤد علیہ السلام کا ۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وجود میں ذاتی نور کا تجلی تھا۔ اور ذاتِ کبریا نے اپنے ارادے سے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور سب چیز ذاتِ کبریا کی تسبیح پڑھتی ہے۔ اور سب چیز اسی کی عاشق ہے اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جب تک اپنے ذاتی نور کے تجلے کو اپنے دوستوں کے وجود میں نہ ڈالے تو موجودات کی کوئی چیز بھی انسان کے قبضہ میں نہیں آتی۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ اپنا ذاتی نور کا تجلی ڈالے تو پھر اس پر ہر چیز مخفی باذن اللہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اور ہر چیز پر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تصرف کر سکتے ہیں۔ مگر یہ باتیں کامل پیر کی توجہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ انوار ذاتی وصفاتی کی شناخت اس سمندر کا تیراک ہی کرا سکتا ہے۔ اور صفاتی نور کے تجلی کو ظالم نفس باغی و سرکش شیطان کے حملہ اور قید سے کامل پیر چھڑا سکتا ہے۔ اور نور میں نور کو محو کرنے کا طریقہ بھی کامل پیر کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

بیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ　　کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

(سعدیؒ)

پہنچے بلندیوں کو وہ اپنے کمال سے
کھولے سیاہ اندھیرے ہیں اپنے جمال سے
خلق عظیم ظاہر ہے اچھے خصال سے
ان پہ درود آل پہ ایزد تعال سے

(عاصم نعمانوی غفرلہٗ)

(آیت کریمہ، هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ مدارج النبوت کے خطبہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حمد خدا تعالیٰ بھی ہے اور نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے صور اسرافیل پھونکنے تک کا تمام بیان سنا دیا۔ تاکہ اول سے آخر تک تمام حالات آپ کو ظاہر ہو جائیں۔ اور حضور علیہ السلام نے بعض حالات کی خبر صحابہ کو بھی دی۔ آیت مذکور کا حقیقی بیان وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

Marfat.com

مِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ
خَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا
قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ
مَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ انبیاءؑ سے جب میں تم کو
کتاب دوں اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس میرا رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) آئے جو تصدیق کرنیوالا ہو جو (معجزے کتابیں رسالت) تمہارے
پاس ہو البتہ تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم
نے اقرار کیا۔ اور اس پر میرا عہد قبول کیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا
ارشاد فرمایا۔ پس گواہ رہنا۔ اور میں اس عہد پر تمہارے ساتھ گواہوں
میں سے ہوں۔ پس جو شخص روگردانی کرے گا۔ اس (وعدے) کے
بعد تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں (پ ۳ ربع ۴)

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین میں حضرت ابوہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صلی اللہ علیہ وسلم مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ
قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم نے عرض کی کہ کب آپ کے لئے نبوت ثابت ہوئی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ آدم
علیہ السلام ابھی روح اور بدن میں تھے۔

اور دوسری حدیث پاک میں آیا ہے۔
فی النہایۃ ابن اثیر ابن سبی سارِیَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ
خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَ
سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ
بَشَارَۃُ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیِّ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَ
ضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرٌ اَضَآءَ لَھَا
مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ
وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ مِنْ قَوْلِہٖ
سَاُخْبِرُکُمْ ۔۔۔۔۔۔ الخ ۔ اور روایت ہے عرباض
بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے ۔ تحقیق میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس خاتم النبیین لکھا تھا ۔
جب کہ آدم علیہ السلام زمین پر اپنی مٹی میں گوندھے پڑے تھے ۔ اور
میں تمہیں سب سے پہلی خبر دوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں
اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوش خبری ہوں اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں
کہ جس وقت اس نے مجھے جنا تو اس کے لئے اس کے وجود سے ایک نور
نکل کر چمک اٹھا جس سے اسے شام کے ملک کے محل نظر آ گئے ۔

علمائے کرام لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پہلے
ہونے کا کیا مطلب ہے ۔ اگر علم و تقدیر الٰہی مراد ہے تو یہ سب انبیاء کو
شامل ہے ۔ اگر بالفعل ہے تو یہ دنیا میں ظاہر ہوئی اس وقت کہاں تھی ۔
جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے اظہار نبوت فرشتوں میں اور روحوں
میں ہے جیسا کہ وارد ہے لکھنا اسم شریف کا عرش کے پائے اور جنت
کے محل اور اس کے بالاخانوں پر اور حوروں کے سینوں اور جنت کے درخت

Marfat.com

...بی کے پتوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کی بھنوں پر۔

بعض عارفوں نے کہا ہے۔ کہ رُوح شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح میں تربیت کرتی تھی۔ جیسا کہ اس عالم میں بدن شریف دوسرے بدنوں کا مربی تھا۔ اور ارواح کا ابدان سے پہلے پیدا ہونا ثابت ہے بلاشبہ۔ یعنی جو اوّل جو ظاہر ہوئی وہ میری نبوت تھی۔ اور اسی اعلیٰ رُتبہ کی وجہ سے میں اولین ہوں۔ اور بدن نبوت کے لحاظ سے میں آخر میں ہوں اور رسول ظاہر بھی ہیں۔ جیسے دنیا پر تمام مخلوقات کے لئے۔ اور باطن بھی ہیں جیسے نوری بدن کے ساتھ فرشتوں اور روحوں کے لئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شے پوشیدہ نہیں اور سب علوم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنَ کے سب عطا ہوئے اور ماکان و مایکون صرف بیان کے لئے ہے۔ ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ علوم عطا ہوئے جیسا کہ فرمایا قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝ تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب روشن آئی۔

مفسرین نے لکھا ہے نورؐ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور کتاب سے قرآنِ عزیز مراد ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے نور قدم سے ظلمت کدۂ عدم میں ظہور فرمائی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک تھا۔ کہ فرمایا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو اس نور کے ظہور کے صدقے پیدا فرمایا۔ اور نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص کہ سب خلائق کی منشا اور معاد کی اصل حضرت حقیقت الحقائق ہے۔ اور وہ حقیقت محمدی اور نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ صورتِ

Marfat.com

واحدی اور احدی ہے۔ جامع تمام کمالات الٰہی کما ہی کے اور واضح میزان سب اعتدالوں ملکی اور حیوانی اور اجزائیں اس کی تفصیل کے ہیں۔ اور آدم مسخر ہے۔ واسطے اس کی تکمیل کے اور اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ اور پھر فرمایا۔ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ وَلَا فَخْرَ اور فرمایا۔ یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ہدایت کرتا ہے بسبب اس نور محمدی اور کتاب مجید کے اس سے جو پیروی کرتا ہے اس کی رضامندی اور خوشنودی کی ساتھ ڈھونڈنے راہ سلامتی کے وہ راہ سلام اور راہِ حق ہے۔ اور نکالتا ہے انہیں تاریکی، کفر دیا شک یا جہل) سے طرف نور ایمان کے ساتھ ارادے اور توفیق اپنی کے اور ہدایت کرتا ہے طرف راہ قرب الٰہی کے۔

معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ کبریا کے تجلی کا اظہار انسان سے کیا۔ اور انسان سے مراد محمد رسول اللہ یعنی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے بھی فرمایا۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ کُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ذاتی نور کا تجلی ہے۔ اور تجلی ذاتِ کبریا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی شریعت اور طریقت وحقیقت ومعرفت کے اندر ہے۔ شریعت سے مراد وہ راستہ ہے۔ جس سے روحانی بدن کے شریر اخلاق دور کرے یعنی

Marfat.com

کینہ، بغض، حسد، تکبر، خودی، طمع، عیش، خیالات باطلہ اور خواہشاتِ باطلہ اور طریقت وہ راستہ ہے جس سے انسان مجلس محمدی میں پہنچتا ہے۔ جب مجلس محمدی میں داخل ہوا۔ تو سب حقیقت اس کے لئے کھل جاتی ہے۔ تو منزل معرفت میں پہنچ جاتا ہے۔ تو معرفت مشاہدہ قربِ خدا حاصل ہوتا ہے۔ اور نور نور کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور غیریت گر جاتی ہے۔ کیونکہ روحانیت کا اصلی وطن عالم الامر ہے اور عالم الامر میں تجلی ذاتِ کبریا ہے۔ تو ان محل والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اپنے خزانے کھول دیتا ہے اور صاحب دعوت و قدرت بنا دیتا ہے۔ اور اپنی ذات کا عاشق بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی دوستی سے یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کا مقصد حل ہو جاتا ہے اور بندہ مراد کو پہنچتا ہے۔

(آیت کریمہ) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ پاک ذات اور بے عیب وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے وقت سیر کرایا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (وہ مسجد اقصیٰ، کہ برکت والا کیا ہم نے اس کا گرد و نواح تاکہ ہم دکھائیں (محمد علیہ السلام کو) اپنی نشانیوں سے تحقیق وہ اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک رات یعنی رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام یعنی وہ جگہ جو کعبے کو محیط ہے۔ یا امہانی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر کہ مکہ اور اس کی حریم سب مسجد ہے۔ ایسی مسجد کی طرف سیر کرایا جو بہت دور ہے۔ اہل مکہ سے یعنی بیت المقدس کہ برکت دی ہم نے اس کے گرداگرد یعنی وحی اُتارنے اور انبیآء کی بہتات سے آنے اور قبور اولیاء اللہ و انبیآء کے موجود ہونے کی وجہ سے اور نیز انبیآء نے اسے عبادت گاہ بنایا۔ یہ سیر اس لئے کرائی تاکہ ہماری قدرت کی دلیلیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیوے۔ تھوڑی دیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ شریف سے بیت المقدس تشریف لے گئے اور انبیآء کرام کے مقاموں پر ٹھہرے اور آسمانوں کے عجائب و غرائب پر وہاں سے (چل کر) مطلع ہوئے۔ اکثر علمآء کہتے ہیں کہ معراج شریف بعثت کے بارہ برس بعد میں ہوئی اور مہینے کا اختلاف ہے مگر رجب کی ستائیسویں زیادہ مشہور ہے۔ اور بیت المقدس تک تشریف لے جانا نص قطعی سے ثابت ہے اس لئے اس کا منکر ہونا تو کافر بننا ہے۔ اور آسمانوں پر چڑھ جانا اور مرتبہ میں پہنچنا یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب ہے جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ ہے مبتدع ہے۔ اکثر اہل اسلام کا اعتقاد اس بات پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج مع الجسم ہوا ہے۔ (یعنی بیداری میں جسم و روح ہر دو سمیت ہوا) اور جو اس قصے میں ثقل بدن کے عروج کو مانع سمجھتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں۔ اور منکر قدرت ہیں۔ اس شب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کے گروہ کے ساتھ نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما تھے حاضر ہو کر اپنے پر مل کر جگایا۔ اور وہاں سے خانہ کعبہ میں لے گئے۔ سینہ مبارک شق کیا اور

Marfat.com

حق کی منزل سے دھوکر پھر اپنے مقام پر رکھ دیا۔ پھر براق پر سوار کیا۔ اور تھوڑی دیر میں بیت المقدس میں پہنچا دیا۔

صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت سلطان الانبیاءؐ نے بیت المقدس میں ملائکہ اور انبیاءؑ کو دیکھا اور ان کی امامت فرمائی۔ پھر صخرۂ معظم پر سے براق پر سوار ہوکر معراج کو تشریف لے گئے پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام اور دوسرے آسمان پر یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام۔ اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام۔ چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام اور پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سب کو باری باری سلام عرض کیا۔ اور سب نے باصد عزت واحترام جواب دیا۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ حوض کوثر، نہر رحمت، بیت المعمور نظر مبارک سے گزریں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حجاب نور کے قریب آپ کی رفاقت سے باز رہے۔ چنانچہ ایک صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

چناں گرم در تیہ قربت براند
کہ در سدرہ جبرئیل ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی بر تو حرام
چو در دوستی مخلصم یافتی
علائش ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند

اگر ماند نیروئے بالم نماند
اگر یک سرے موئے برتر پرم۔
فروغ تجلی بسوزد پرم

وہاں سے تنہا انوار کے حجاب قطع فرماتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچے جہاں براق بھی تھک کر رہ گیا اور رفرف پر سوار ہوئے پائے عرش کے قریب پہنچے تو ہزار بار اُدْنُ مِنِّیْ یَاحَبِیْبِیْ کا خطاب سنا۔ ہر بار آپ کو اور ہی ترقی نصیب ہوئی یہاں تک کہ آپ کی نگاہ فَتَدَلّٰی پر پہنچی پھر قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی کی خلوت خاص میں داخل ہوئے اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے اسرار سنے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات سے ثنائے الٰہی ادا کی۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ بارگاہ الٰہی سے جواب آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے اس میں امت مرحومہ و مغفورہ کو بھی شامل فرمایا۔ اور عرض کی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور عرض کی۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور اسی رات نماز کا ہدیہ اپنی اُمت کے لئے اپنے ساتھ لائے آپ بیت المقدس میں واپسی پر پھر تشریف لائے اور یہاں سے مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے راہ میں قریش کے قافلے دیکھے اور اس سفر میں تین یا چار ساعت کی دیر لگی۔

Marfat.com

الغرض حق سبحانہ تعالیٰ نے معراج شریف پر بلایا۔ تاکہ آپ ملک
کوت کی نشانیاں دیکھیں اور ان کا حال اہل علم سے کہیں اور حضرت
ی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کلام سنائی۔ اور ملک لازوال کی نشانیاں
ائیں۔ اور بعض مفسروں نے اِنَّہٗ کی ضمیر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
طرف راجع کیا۔ اور نفحات الانس میں صاف لکھ دیا کہ بے شک رسول
صلی اللہ علیہ وسلم خطاب سنتے تھے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور دیکھتے
تھے جو ان کو دکھایا رب کریم نے۔

اور بحر الرائق میں لکھا ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نشانیاں
دکھائیں جو ہمارے جلال و جمال کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بیشک وہ سمیع ہے
ہماری سمع سے اور بصیر ہے ہماری بصر سے۔

پس معلوم ہوا کہ مولیٰ کریم نے نبی علیہ السلام سے کوئی شے پوشیدہ
نہیں چھوڑی۔ اور اپنے ذاتی نور میں محو کر دیا۔ اور نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نور تعالیٰ سے ایک تجلّی ہے۔ جس سے تمام جہان روشن ہے اور تمام
جہان پر حاضر ہے۔ اور تمام جہان پر ناظر ہے۔ اور خداوند کریم کی محویت
کے اندر فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی کی کلام کی ہے۔ جو کہ مخصوص
کلمات خدا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہے۔ مدارج النبوت
جلد اول فصل رویت الٰہی میں ہے۔ فَاَوْحٰی بمقام علوم معارف و
حقائق و بشارت و اشارات و اخبار و آثار و کرامات و کمالات میں
رب کریم نے جو سارے علوم اور معرفت اور بشارات و اشارات وحی
فرمائیں اور وہ اس ابہام میں داخل ہے اور سب کو شامل ہے ان
کی زیادتی اور عظمت کی وجہ سے ان چیزوں کو بطور ابہام ذکر فرمایا۔ اور

Marfat.com

اس میں اس طرف اشارہ بھی ہے۔ کہ ان علوم غیب کو سوائے رب تعالیٰ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیئے اور وہ علوم عطا ہوئے جن کو نہ کوئی بیان کر سکتا ہے اور نہ کسی کے خیال میں آ سکتے ہیں۔ اور ماکان ومایکون تو صرف بیان کے لئے ہے ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ عطا ہوئے اور بتانے میں بھی کمی نہیں فرمائی جاتی۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ اور بخل کا سوال تب ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس علم غیب ہو۔ بلکہ علوم غیبیہ کا حضور علیہ السلام سے نفی کرنا۔ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ اور اس شخص پر حملہ ابلیس کا ہے اور یہ منزل گمراہی کی ہے۔

قرآن پاک میں كَهٰيٰعٓصٓ (سورہ مریم پ۱۶) کے تحت مواہب صوفیاں میں لکھتے ہیں (کہ وہ جو مواہب حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ پہ اُترے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے)، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین صورتیں ہیں۔

۱:۔ صورت بشری۔ قُلْ اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

۲:۔ صورت مَلَکی۔ جیسا کہ ظاہر ہے اس حدیث پاک سے۔

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ۔ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ
اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔

۳:۔ صورت حقی کہ فرمایا۔ لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔

Marfat.com

اور اس سے بھی واضح حدیث پاک یہ ہے۔ مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا یا جس نے مجھے دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ہر صورت کے مطابق کلام فرمایا۔ اور وہ کلام پاک علیحدہ ہی عبارت میں نازل ہوا۔ صورت بشری کے ساتھ مرکب کلمات کے ساتھ کلام فرمایا جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور صورت ملکی میں حروف مفردہ کے ساتھ جیسے كٓهٰيٰعٓصٓ وغیرہ حروف مقطعات اور صورت حقی میں مبہم کلام کے ساتھ جیسے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی کے الفاظ و عبارات اور حروفِ مقطعات رب العزۃ اور نبی الرحمتہ کے درمیان رمز اور بھید کی باتیں ہیں ان میں سے ایک كٓهٰيٰعٓصٓ بھی ہے۔

بعض مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ یہ حروف اسمائے الٰہی ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے منقول ہے کہ آپ بعض دعاؤں میں كٓهٰيٰعٓصٓ اور حٰمٓعٓسٓقٓ پڑھتے تھے۔ اور بعض مفسروں نے کہ كٓ سے كَافِیٌ اور كَبِيْرٌ اور كَرِيْمٌ جو اسمائے الٰہی ہیں کاف ان کی کنجی ہے۔ اور اسم ہادی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے اس میں اشارہ نکلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا حرام ہے نبی جنس بشر میں آتے ہیں۔ اور انسان ہی ہوتے ہیں جن یا فرشتے نہیں ہوتے جیسا کہ خیال احکام ہیں۔ ورنہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہے کیونکہ وہی ابو البشر ہیں کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ

Marfat.com

السماء والطین ، قرآن کریم نے کفار کا طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے ۔

۱:۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا ، کافروں نے
نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر ۔

۲:۔ لئن اطعتم بشرا مثلکم فانکم
اذا لخسرون ۝ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی
کی تو تم نقصان والے ہو ۔

اس قسم کی بہت سی آیتیں ،

خلقتنی من نار وخلقتہٗ من طین
خدایا ، تو نے مجھے آگ سے اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا ۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ، رواہ الترمذی ۔ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا اس نے کہ عرض کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم نے یا رسول اللہ کب آپ کے لئے نبوت ثابت ہوئی ۔ فرمایا اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام درمیان روح اور بدن کے تھے ۔

(آیت شریف) وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۚ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّۃٍ ؕ فَاسْتَوٰی ۙ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۚ

Marfat.com

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۝

(ترجمہ) قسم ہے ستارے کی جب طلوع کرے یا غروب اس سے سب ستارے مراد ہیں۔ کہ مسافروں کو راہ بتانے والے ہیں تری اور خشکی میں یا وہ ستارے مراد ہیں جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت زمین کے نزدیک آئے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ نجم سے قرآن مراد ہے اور ہوی نزول کے معنے میں ہے۔ یعنی قسم ہے قرآن کی سورتوں اور آیاتوں کی جب وہ نازل ہوتی ہیں۔

اور حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ستارہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ جب شب معراج میں آپ آسمان پر سے اُترے تھے۔ اور لباب میں کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ جب شب معراج میں آپ آسمان پر گئے اور ہوی سے دونوں معنے لئے جا سکتے ہیں۔ اور محققوں کے نزدیک یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستارۂ دل کی قسم کھائی جو آسمان توحید پر ماسوائے ذات کبریا سے منقطع ہوا ہے اور جواب قسم یہ ہے۔ کہ گمراہ نہیں ہوا صاحب تمہارا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا نام صاحب اس جہت سے ہے کہ آپ دعوت اسلام کرنے کو کافروں کی صحبت میں بیٹھنے پر مامور تھے۔ اور اس نے باطل امر کا اعتقاد نہیں کیا اور بات نہیں کرتا ہے اپنی جان یعنی اپنے نفس کی خواہش سے۔ اور اصل یہ ہے کہ آپ کا بولنا قرآن کے ساتھ ہے وہ بولتا ہے کہ وحی بھیجی جاتی ہے اس کی طرف سکھائے اس کو یہ وحی اور لایا اُس کے پاس

Marfat.com

فرشتہ سخت قوت والا یعنی جبرائیل اچھی صورت والا۔ پھر سیدھا کھڑا ہوا یعنی جبرائیل علیہ السلام اس کام پر مامور تھے۔ اور اپنی اصلی صورت پر ٹھہرے اور آسمان کے اونچے کنارے پر تھا۔ یعنی مطلع آفتاب کے قریب یہاں تک کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا حضرت جبرائیل کو کسی نے صورت ملکی پر نہیں دیکھا اور آپ نے ان کو دو بار دیکھا ہے۔ پہلی بار تو جب ان کو اصلی صورت پر دیکھا تو بے ہوش ہو گئے۔ اور جب آپ ہوش میں آئے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنے قریب دیکھا کہ ایک ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر دوسرا آپ کے شانہ پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ حق تعالیٰ اس بات پر سے خبر دیتا ہے۔ پھر نزدیک آئے جبرائیل علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے کہ آپ جبرائیل امین کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ پھر سر جھکایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے کو تو تھا فرق حضرت جبرائیل امین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو کمانوں کے درمیان کا بلکہ اس سے بھی بہت کم۔ پھر وحی کی جبرائیل امین نے اور ظاہر کر دیا خدا کے بندہ کی طرف کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جو کچھ وحی کی خدائے عزوجل نے یعنی جبرائیل امین سے کہا اور بعض کے قول پر بعض ضمیریں حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں۔ اور بعض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح پر کہ ثُمَّ دَنَا پھر نزدیک ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت احدیت کے ساتھ یعنی مقرب بارگاہ الٰہی ہوئے مرتبہ میں مکان میں نہیں۔ فَتَدَلّٰی پھر فروتنی کی

Marfat.com

یعنی خدمت کا سجدہ بجا لائے۔ اور چونکہ وہ مرتبہ خدمت کے واسطے پایا تھا۔ تو دوبارہ زیادہ خدمت ادا کی۔ اور سجدہ میں قرب کا وعدہ بھی ہے کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ اَنْ یَّکُوْنَ سَاجِدًا ط

اور مکان قاب قوسین اور ادنیٰ کنایہ ہے تاکید قربت اور تقریر محبت سے فہموں سے قریب ہو جانے کے واسطے ہے اُس آیت یا عنایت میں یہ معنے ادا کئے گئے تھے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت اور محبت حق تعالیٰ کے ساتھ اس مرتبہ ہے کہ جو مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ مقبول خدا ہے اور جو مردود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ مردود خدا ہے۔ اور علی ھذا القیاس۔

اور محققوں کے نزدیک ادنیٰ سے آپ کے مکانِ نفس کی طرف اشارہ ہے۔ اور فَتَدَلّٰی آپ کے دل مطہر کی منزل کی جانب اور فکان قاب قوسین آپ کی رُوح مقدس کے مقام کی طرف اور ادنیٰ آپ کے سرِ منور کے مرتبے کی جانب اور آپ کا نفس مکان خدمت میں تھا اور آپ کا دل منزل محبت میں اور آپ کی رُوح مقام قربت میں اور آپ کا سر مرتبہ مشاہدہ میں۔

شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہٗ سے اس آیت کے معنے پوچھے گئے۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ جہاں جبرائیل علیہ السلام کی گنجائش نہیں تو وہی کون ہے کہ اس کی بات کہہ سکے۔

مَا کَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (ترجمہ) جھوٹ نہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے جو کچھ کہ دیکھا۔ پہلے قول پر حضرت

Marfat.com

جبرائیل امین ہیں۔ اور دوسرے قول پر حق سبحانہٗ تعالیٰ ہیں۔ اکثر صحابہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حق تعالیٰ کو دیکھا۔

معالم میں ہے کہ مفسروں کا ایک گروہ اس بات پر ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی دل میں رکھ دی تھی کہ آپ نے دل کی آنکھ سے حق تعالیٰ کو دیکھا اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ کیا جھگڑتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو کہ دیکھا ہے شب معراج میں تجلّیٔ کبریا کا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ کہ تحقیق دیکھا تجلی کبریا کا سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کے پاس۔ کہ خلائق کا علم وہاں منتہیٰ ہو جاتا ہے۔ اور ان کے اعمال بھی وہیں تک پہنچتے ہیں۔ اور مشہور تفسیر کے موافق یہ معنے ہے کہ حق تعالیٰ کو دوسری بار دیکھا۔ جس وقت خود سدرۃ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دل کی آنکھ سے دوبار خدا تعالیٰ کو دیکھا اور معالم میں کہ شب معراج میں نماز کی تخفیف چاہنے کے واسطے آپ کو کئی عروج ہوئے۔ شاید دوبارہ دیکھنا ان عروجوں میں سے کسی عروج میں ہوا ہو۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ نہ پھری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ یعنی دائیں بائیں نہ دیکھا اور نہ بڑھے اس حد سے جس کو دیکھنا مقرر تھا۔

اس آیت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن ادب

Marfat.com

اور علو ہمت کی تعریف ہے کہ اس رات تمام کائنات میں سے کسی کی طرف آپ نے التفات نہیں فرمائی اور دل کی آنکھ مشاہدۂ جمال الٰہی کے سوا اور کسی پر نہیں کھولی۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی لا قسم ہے خدا کی کہ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کی قدرت کی نشانیوں میں سے بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ جیسے جبرائیل علیہ السلام کو چھ صد بازو کے ساتھ ہر ایک بازو شرق سے غرب تک اور سبز رفرف اور سدرۃ المنتہیٰ عرش عظیم اور کرسی اور سب عجائب ملکی اور ملکوتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے ——

آیت شریف، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کے معنے حضرت محی الدین عربی سے یہ نقل فرمائے گئے ہیں۔ کہ رُوح امر رب سے ہے۔ یعنی عالم بہت سے ہیں۔ عالم عناصر۔ عالم ارواح۔ عالم امر اور عالم امکان وغیرہ، تو رُوح عالم امر کی چیز ہے اور تم لوگ عالم عناصر کے تم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے۔ کیونکہ اے مرد تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

رُوح البیان میں زیر آیت، لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ لِاَنَّہٗ تَجَاوَزَ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ عَنْ عَالَمِ الْعَنَاصِرِ ثُمَّ عَنْ عَالَمِ الطَّبِیْعَۃِ ثُمَّ عَنْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ حَتّٰی وَصَلَ اِلٰی عَالَمِ الْاَمْرِ عَیْنُ الرَّاءِ مِنْ عَالَمِ الْاَجْسَامِ فَانْسَلَخَ عَنِ الْکُلِّ وَرَاٰی رَبَّہٗ بِالْکُلِّ، پس معلوم ہوا۔ کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عناصر سے آگے بڑھے پھر عالم طبیعت پھر عالم الارواح سے یہاں تک کہ عالم الامر تک پہنچے اور سیر کی آنکھیں عالم اجسام ہیں۔ پس آپ ان تمام چیزوں سے علیحدہ ہو گئے اور رب کو ذات سے دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ شب معراج میں حضور علیہ السلام نے عالم الامر کی سیر ہی نہیں فرمائی بلکہ خود بھی عالم الامر میں تشریف لے گئے اور اپنے رب کو دیکھا اور اسی عالم الامر میں مقام روح بھی ہے۔ پھر آپ پر مقام روح کیونکر مخفی رہ سکتا ہے۔ اور تمام ارواحوں کو رسول خدا نے نماز پڑھائی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ معراج شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف جبرائیل امین کو دیکھا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل امین کو بھی دیکھا اور ذاتی نور کو بھی دیکھا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اپنے دیدار کے لئے بلایا تھا۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے اور احکامِ خداوند کریم کے پہنچانے کیلئے ہزاروں مرتبہ زمین پر آئے

مسئلہ کو سمجھنا چاہیئے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تعظیم کے ساتھ جبرائیل امین سینکڑوں مرتبہ آئے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر جبرائیل امین کو دیکھنے کے لئے کیا ضرورت پڑی تھی؟ اور شب معراج میں خود حضرت جبرائیل امین آکر مسجد حرم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر بیت المقدس تک یعنی مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا۔ پھر جبرائیل امین آگے بڑھنے اور رفاقت سے باز رہے۔ کہ آگے بڑھنے کی مجھے طاقت نہیں۔ مگر حضرت

Marfat.com

جبرائیل امین کا دیکھنا اصلی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی ہے۔ نشانیوں میں سے۔

حدیث:۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔ (ترجمہ) میرے لئے خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل سما سکتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ط (پارہ ۲۷، سورۃ الرحمٰن) (ترجمہ) رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور اپنے بھید سکھائے اور کامل انسان اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو پیدا کیا۔ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا بیان ان کو سکھایا۔

تفسیر معالم، تنزیل و حسینی میں اسی آیت میں ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ای مُحَمَّدًا۔ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ، بیان مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ، اللہ تعالیٰ نے انسان یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ اور ان کو بیان یعنی سب اگلی پچھلی باتوں کا بیان سکھا دیا۔

خازن میں یہی آیت اس طرح بیان کی گئی ہے۔ قِیْلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَہُ الْبَیَانَ، یعنی بیان مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیٌّ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَحُسْنُ یَئُوْلُ الدِّیْنَ ط کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم ہیں۔ کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا۔ کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی ۔

رُوح البیان میں اسی آیت کے تحت ہے۔ وَعَلَّمَ نَبِیَّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ الْقُرْاٰنَ وَاَسْرَارَ الْاُلُوْھِیَّتِ کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھا دیئے ہیں۔ جیسا کہ خود رب نے فرمایا کہ آپ کو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے۔ جس سے مراد علوم غیبیہ عطائیہ ہیں (پارہ ۲۷، سورہ قمر)

کفار قریش نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ ان کے واسطے چودھویں رات کے پورے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اس طرح پر کہ حرا کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا گیا۔

معالم اور تبیان میں مذکور ہے کہ شق قمر دو بار واقع ہوا۔ ایک مکہ معظمہ میں اور دوسرا قرب قیامت میں ہوگا۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور قریب قیامت کی علامتوں میں ایک علامت چاند کا پھٹنا ہے۔ اس وجہ پر جو اگلی کتابوں میں مذکور تھا۔

امام زاہد رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک شب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل اور یہود نے یہ معجزہ طلب کیا یہودی مسلمان ہو گیا اور ابوجہل انکاری ہو گیا۔ بعدہٗ معلوم ہوا کہ آسمان و زمین اور سب

Marfat.com

موجودات وغیر موجودات پر اللہ کریم قادر ہے اور اُس کی قدرت میں ہے اور کوئی قدرت نہیں رکھ سکتا۔ اور خداوند کریم نے اپنے دوستوں کے سینے میں اپنا تجلی نُور ڈالتا ہے۔ جن کے وجود میں خدا کا نوری تجلّی نہیں ہے۔ ان سے معجزات و کرامات کیسے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔

حدیث قدسی میں ہے، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَلِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ بِهٖ (ترجمہ) فرمایا، اللہ کریم نے کہ جو شخص ہمارے دوستوں میں سے ہماری ذات پر فناہ ہو جائے۔ تو اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ ہر چیز کو پکڑتا ہے۔ اور اُس کی زبان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

آیت شریف، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ (پ۲۲، سورہ احزاب)

(ترجمہ) نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی مرد کے تم میں سے اگرچہ حضرت طیب، طاہر، قاسم اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ تھے۔ مگر چاروں پیغمبر زادے جوانی کی حد تک نہیں پہنچے۔ کہ اس کی زوجہ آپ پر حرام ہو اور مگر وہ رسول ہیں اللہ کے اور مُہر ہے پیغمبروں کی یعنی آپ کے سبب سے نبوت پر مہر ہو گئی۔ اور پیغمبری آپ پر ختم

Marfat.com

کی گئی اور خاتم آخر کے معنے میں بھی ہے یعنی آپ آخر انبیاؑ ہیں۔

نور ظہور میں جس طرح اُن کے اول تھے ظہور نور میں اور ہے۔ اللہ ہر چیز جاننے والا جانتا ہے کہ کون شخص اس کے لائق ہے کہ اس پہ مہر نبوت ختم ہو۔ عین الجواہر میں ہے کہ ہر نوشتے کی صحت مہر کے سبب سے ہے۔ اور حق تعالیٰ نے پیغمبر کو مہر کیا۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ محبت الٰہی کے دعوے کی تصحیح آپ کی متابعت سے ہی کر سکتے ہیں۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔ ہر کتاب کا شرف اور بزرگی مہر کے سبب سے ہے۔ تو سب پیغمبروں کو شرف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے اور ہر کتابت کی گواہ اس کی مُہر ہوتی ہے۔ تو محکمۂ قیامت میں گواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ط۔ اور جہاں کتاب پہ مُہر کی گئی تو کتابت تمام ہو جاتی ہے۔ چونکہ نبوت پہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مُہر ہے۔ تو آپ کے سبب سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور چونکہ سب انبیاءؑ سے مُہر نبوت کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوئے تو ان کی ختمیت کے ساتھ بھی آپ نے اختصاص پایا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝

اے لوگو ایمان والو، اللہ کا ذکر کرو بہت بہت

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

آیت شریف، یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّ دَاعِیًا

Marfat.com

36

لَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (ترجمہ) اے پیغمبر (یہ بندگی کا پکارنا ہے) بیشک ہم نے بھیجا آپ کو گواہ اُمت کی تصدیق اور تکذیب پر اور خوشخبری دینے والا ہماری رحمت کی اور ڈرانے والا ہمارے عذاب سے ۔ اور پکارنے والا خدا کی عبادت کی طرف اور اُس کی توحید کے اقرار کی جانب اُس کے حکم سے یا اس کی توفیق سے اور چراغ روشن ۔

باہرات میں لکھا ہے ۔ کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر کو چراغ کہا ۔ اس واسطے کہ چراغ کی روشنی اندھیرے کو مٹا دیتی ہے ۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور وجود نے کفر کے اندھیرے کو جہان سے نیست و نابود کر دیا ۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ گھر میں گم ہو جاتا ہے اُسے چراغ کی روشنی میں پا سکتے ہیں ۔ اور جو حقائق لوگوں سے پوشیدہ تھے ۔ اُس چراغ کے نور سے انوارِ معرفت حاصل کرنے والوں پر روشن ہو گئے ۔ تیسرے یہ کہ چراغ گھر والوں کو امن و امان اور راحت کا سبب ہوتا ہے اور چور کو خجلت اور عقوبت کا باعث ہوتا ہے ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوستوں کے واسطے سلامت اور کرامت کا سبب ہیں ۔ اور مُنِیر تاکید ہے یعنی اب چراغ ہیں اور چراغوں کی طرح نہیں اس واسطے کہ اور چراغ کبھی بجھتے ہیں کبھی روشن ہوتے ہیں اور آپ اول سے ، آخر تک روشن ہیں ۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے آفتاب کو چراغ فرمایا و ہمانے پیغمبر کو بھی چراغ فرمایا ۔ آفتاب چراغ آسمان ہے ۔ اور ناب و رسالت مآب چراغ زمین و زماں ۔ وہ چراغ دنیا ہے ۔ آپ

Marfat.com

چراغ دین ۔ وہ منازل فلک کا چراغ ، آپ محافل ملک کے چراغ ہیں ۔ وہ چراغ آب و گل ہے ۔ آپ چراغ جان و دل ہیں ۔ چراغ آفتاب جلنے سے لوگ خواب سے بیدار ہوتے ہیں ۔ آپ کے نور کا چراغ روشن ہونے سے سب خواب عدم سے اُٹھ کر میدان وجود میں آئے ۔ شاہد کے معنے گواہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد اس لئے فرمایا گیا ۔ کہ آپ دنیا میں عالم غیب کو دیکھ کر گواہی دے رہے ہیں ۔ ورنہ سارے انبیاءؑ گواہ تھے ۔ یا اس لئے کہ قیامت میں تمام انبیاء کی عین گواہی دیں گے ۔ یہ گواہی بغیر دیکھے ہوئے نہیں ہو سکتی ۔ اس طرح آپ کا بشیرًا و نذیرًا و داعیًا اِلَی اللہ ہونا ہے ۔ کہ سارے پیغمبروں نے یہ کام کئے ۔ مگر سُن کر ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھ کر ، اس لئے معراج صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی ۔ سراجًا منیرًا ، آفتاب کو کہتے ہیں ۔ وہ بھی علم میں ہر جگہ ہوتا ہے ۔ آپ بھی ہر جگہ روشن ہیں ۔

آیت کریمہ ، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۔ (پارہ ، ۲۸ ۔ سورۃ صف) ترجمہ ، اے لوگو ، جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ نصرت کرنے والے خدا کے دین کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ اور تقدیر کلام یوں ہے ۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے نصرت طلب کر ۔ جیسا کہ مدد طلب کی عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

عیسیٰ مریم نے حواریوں سے کون ہے میرا یار اور مددگار کہ ہم کو مدد دے خدا کی مدد کی طرف۔ کہا حواریوں نے کہ ہم مدد کرنے والے ہیں آپ کے ساتھ دین خدا کی۔ تو مدد لینا بھی ثابت ہے۔ خدا کے سچے دوستوں سے۔ جو انکار کرے انبیاء، اولیاء اور علماء کی ظاہری اور باطنی مدد سے اس پر غلبۂ ابلیس ہے۔ (پارہ ۲۸۔ سورہ جمعہ)

آیت شریف، هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج (ترجمہ) وہی خدا جس نے مبعوث کیا اُمیوں میں اس سے قوم عرب مراد ہے۔ کہ اس میں اکثر آدمی بے لکھے پڑھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے اُمی مبعوث کیا تھا۔ کہ اس کی رسالت تہمت سے دور رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمی ہونا اس جہت سے ہے کہ اگلی کتابوں میں یوں ہی مذکور تھا۔ کہ حضرت خاتم الانبیاء ہوں گے

ازاں جملہ حضرت شعیب کی کتاب میں مذکور ہے کہ اِنِّیْ اَبْعَثُ اُمِّیًّا فِی الْاُمِّیِّیْنَ وَاَخْتِمُ بِهِ النَّبِیِّیْنَ، فرمایا اللہ کریم نے کہ یعنی میں ایک رسول اُمی مبعوث کروں گا۔ اُمیوں میں اور ختم کروں گا اس پر نبیوں کو۔

آیت شریف، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ترجمہ) ہم نے ہی قرآن اُتارا۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب ذکر الیمن والشام بخاری کے

Marfat.com

حوالہ سے روایت ہے۔ کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن دریائے رحمت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جوش میں آکر بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھاکر دعا فرما رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا (ترجمہ) اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا ، اے اللہ ہم کو ہمارے شام میں برکت دے حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا۔ وَفِیْ نَجْدِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُعا فرمائیں۔ کہ ہمارے نجد میں برکت دے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی دعا فرمائی۔ شام اور یمن کا ذکر فرمایا۔ مگر نجد کا نام نہ لیا۔ انہوں نے پھر توجہ دلائی۔ کہ فِیْ نَجْدِنَا حضور یہ بھی دعا فرمالیں۔ کہ نجد میں بھی برکت ہو۔ غرض کہ تین بار یمن اور شام کے لئے دعا فرمائی بار بار توجہ دلانے پہ نجد کو دعا نہ فرمائی۔ بلکہ آخر میں فرمایا۔

ھُنَالِکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ ؕ (ترجمہ) میں اس ازلی محروم خطہ کو دعا کس طرح فرماؤں۔ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک میں دجال کے فتنہ کے بعد نجد کا فتنہ تھا۔ جس سے کہ اس طرح خبر دی۔

علامہ شامی اپنی کتاب رَدُّالْمُحْتَار جلد سوئم باب البغات کے شروع میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

کَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اِتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَھَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَّ تَغْلَبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ ، جیسا کہ

Marfat.com

ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا۔ کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف میں انہوں نے غلبہ کر لیا۔ اپنے کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے۔ وہ مشرک ہے۔

اسلامی توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا۔ اُس کے محبوبوں کی عزت و عظمت کرنا جس کی تعلیم ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پہلی جزو میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ دوسری میں عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہے۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، فصل دوم میں ہے۔ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَایِہٖ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ، جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔ مشکوٰۃ میں اسی جگہ ہے۔ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَایِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاءَ۔ جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا۔ پس صحیح کہہ گیا۔ تو بھی اس نے غلطی کی۔

اب تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں۔ تفسیر، قرآن بالقرآن یہ سب سے مقدم ہے۔ اُس کے بعد تفسیر قرآن بالحدیث کیونکہ حضور علیہ السلام صاحب قرآن ہیں۔ اُن کی تفسیر قرآن نہایت ہی اعلیٰ پھر قرآن کی تفسیر اصحابہ کرام کے قول سے خصوصاً فقہاء، صحابہ اور خلفائے راشدین کی تفسیر، رہی تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے یہ اگر روایت سے ہے تو معتبر، ورنہ غیر معتبر،

رب کریم فرماتے ہیں۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

Marfat.com

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ط (پارہ ۵، سورۃ نِسَاءَ۔ ترجمہ) تو کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا ــــ تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

تفسیر رُوح البیان میں اس آیت کے تحت یَتَدَبَّرُوْنَ کی تفسیر فرماتے ہیں۔ یَتَاَمَّلُوْنَ وَیَتَبَصَّرُوْنَ مَا فِیْہِ۔ یعنی کیوں نہیں غور کرتے۔ اس کے معنے میں اور کیوں نہیں عقل سے دیکھتے۔ اُن خوبیوں کو جو قرآن میں ہیں۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب القصص فصل اول میں ہے۔ کہ کسی صاحب نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے سوا کچھ اور بھی عطیہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ مَا عِنْدَنَا اِلَّا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا یُعْطٰی رَجُلٌ فِیْ کِتَابِہٖ، ہمارے پاس قرآن کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہاں وہ علم و فہم ہے۔ جو کسی کتاب الٰہی کے متعلق عطا کر دی جاتی ہے۔

اسی حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے۔ وَالْمُرَادُ مِنْہُ مَا یَسْتَنْبِطُ بِہِ الْمَعَانِیْ وَیُدْرِكُ بِہِ الْاِشَارَۃَ وَالْعُلُوْمَ الْخَفِیَّۃَ۔ اس فہم سے مراد وہ علم ہے جس سے قرآن کے معنے مستنبط کئے جاویں۔ اور جس سے اشارے معلوم ہوں۔ اور چھپے ہوئے علوم کا پتہ لگے۔

Marfat.com

بیان تقلید

تقلید واجب ہونے کے دلائل ہیں تقلید کا واجب ہونا۔ قرآنی آیت اور احادیث صحیحہ اور عمل اُمت اور قولِ مفسرین سے ثابت ہے۔ تقلید مجتہدین بھی ہر ایک تقلید کا ثبوت ہے۔

آیت شریف، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ (سورۃ فاتحہ شریف) اس سے معلوم ہوا۔ کہ صراط المستقیم، وہی راستہ ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ہوں۔ اور تمام مفسرین و محدثین، فقہا، اولیاء اللہ غوث و قطب و ابدال اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں وہ سب ہی مقلد گزرے۔ لہٰذا تقلید ہی سیدھا راستہ ہوا۔ کوئی محدث و مفسر ولی غیر مقلد نہیں، کیونکہ مجتہد کو تقلید کرنا منع ہے۔

آیت شریف، لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔

آیت قرآنی، وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۔ اور سب میں اگلے پچھلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

آیت شریف، أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ لِذِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۔ (ترجمہ) یعنی اطاعت کرو۔ اللہ کی

Marfat.com

اور اطاعت کرو رسول کی ۔ اور حکم والوں کی جو تم میں سے ہوں

اس آیت میں تین ذاتوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور امر والوں کی ۔ فقہ و استنباط کے علماء مگر کلمہ اَطِیْعُوْا دو جگہ لایا گیا ۔ اللہ کے لئے ایک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم والوں کیلئے ایک ، کیونکہ اللہ کی صرف اُس کے فرمانے میں ہی اطاعت کی جاوے گی ۔ نہ اُس کے فعل میں ۔ اور نہ اُس کی سکوت میں ۔ وہ کفار کو روزی دیتا ہے کبھی اُن کو ظاہری فتح دیتا ہے ۔ وُہ کفر کرتے ہیں ۔ مگر اُن کو فوراً عذاب نہیں بھیجتا ہم اس میں رب کی پیروی نہیں کر سکتے ۔ کہ کفار کی امداد کریں ۔ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ تو اے لوگو ، علم والوں سے پوچھو ، اگر تم کو علم نہیں ۔

اس آیت سے ثابت ہوا ۔ کہ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانتا ہو ۔ وُہ اہل علم سے دریافت کرے ۔ تو اجتہادی مسائل جن کے نکالنے کی ہم میں طاقت نہ ہو ۔ وہ مجتہدین سے دریافت کئے جائیں گے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۔ کہ اس سے مراد تاریخی واقعات ہیں ۔ جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہے ۔ لیکن یہ صحیح نہیں ۔ اس لئے کہ اس آیت کے کلمات مطلق بغیر قید کے ہیں ۔ اور پوچھنے کی وجہ ہے ۔ نہ جاننا تو جس چیز کو ہم نہ جانتے ہوں ۔ اُس کا پوچھنا لازم ہے ۔

آیت شریف ، وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۔ اور اس کی راہ چل ۔ جو میری طرف رجوع لایا ۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا ۔ کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی

Marfat.com

اتباع تقلید ضروری ہے۔ یہ حکم بھی عام ہے۔ کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہے۔ نیز حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اَحْیَاءُ الْعُلُوْم باب ہشتم میں فصل چہارم اس مقصد کے لئے تحریر کی ہے۔ کہ قرآن کا سمجھنا جائز ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کے ایک معنیٰ ظاہری ہیں اور ایک باطنی۔ علمائے ظاہری معنیٰ کی تحقیق کرتے ہیں اور صوفیائے کرام باطنی کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اُونٹ بھر دوں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص قرآن سمجھ لیتا ہے۔ وہ تمامی علوم کو بیان کر سکتا ہے۔

پھر حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی رائے سے قرآن میں کہے وہ خطاکار ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ جن باتوں کا علم بغیر نقل نہیں ہو سکتا۔ اُن کو رائے سے بیان کرنا حرام ہے۔ دیکھو اس کی پوری بحث احیاء العلوم شریف کے اسی باب اسی فصل میں۔ نیز آئمہ دین کا قرآنی آیت میں بڑا اختلاف رہتا ہے۔ ایک صاحب کسی جگہ وقف کرتے ہیں۔ دوسرے اور جگہ ایک صاحب اُسی ایک آیت سے ایک مسئلہ نکالتے ہیں۔ دوسرے صاحب اُس کے خلاف۔ تحریف یہ ہے۔ کہ قرآن کے ایسے معنے یا مطلب بیان کرے۔ جو کہ اجماعِ اُمت یا عقیدہ اسلامیہ یا اجماعِ مفسرین کے خلاف ہو یا خود تفسیر قرآن کے خلاف ہو۔ اور کہے کہ اس آیت کے وہ معنے نہیں ہیں بلکہ یہ معنے ہیں۔ جو میں نے کہے۔ یہ صریح کفر ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنیہ اور قرآت متواترہ سے انکار کفر ہے ایسے ہی قرآن کے متواتر معنے سے انکار کفر ہے۔

اسی طرح قرآن کی جن آیتوں میں غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت کی گئی

Marfat.com

وہاں مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد غیر خدا کو پوجنا ہے۔ جیسے وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ خدا کے سوا ان کو نہ پوج۔ جو کہ نفع نقصان نہ پہنچا سکیں۔ نیز قرآن کریم خود اس کی تفسیر فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، جو شخص خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو پوجے۔

اب اس تفسیر اور اجماع مفسرین کے ہوتے ہوئے جو کہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع ہے۔ وہ قرآن کریم میں تحریف کرتا ہے۔ اس بحث کو خوب اچھی طرح خیال میں رکھنا چاہیئے۔ بہت فائدہ مند ہے۔ اور آئندہ کام آوے گی۔ يَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ جس دن ہر جماعت اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ اس کی تفسیر رُوح البیان میں ہے۔ اَوْ مُقَدَّمٍ فِی الدِّيْنِ فَيُقَالُ يَا حَنَفِيُّ يَا شَافِعِيُّ يَا اِمَامَ دِيْنٍ پیشوا ہے۔ پس قیامت میں کہا جاوے گا۔ اے حنفی، اے شافعی! اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے ساتھ بُلایا جاوے گا۔

احادیث مسلم جلد اول صفحہ ۵۴ باب اِنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ میں ہے۔ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ اللّٰهِ وَالْكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ۔ تمیم الداری سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ دین خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ کس کی تو فرمایا کہ اللہ کی اور اس کی کتاب کی۔ اور اس کے رسول

Marfat.com

مسلمان اماموں کی اور عامۂ مؤمنین کی۔

سوال ، اگر تقلید ضروری تھی تو اصحابہ کرام کسی کے مقلد کیوں نہ ہوئے۔

جواب ، اصحابہ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی۔ وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور پیشوا تھے آئمہ دین امام ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ رضی اللہ عنہم ان کی پیروی کرتے ہیں

مشکوٰۃ شریف باب فضائل الصحابہ میں ہے۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ میرے اصحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ تم جن کی پیروی کروگے۔ ہدایت پالوگے۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ ط تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو۔ (مشکوٰۃ یہی باب)

سوال ، راہبری کیلئے قرآن اور حدیث کافی ہیں ان میں کیا نہیں جو کہ فقہ سے حاصل کریں۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ط اور نہ ہے کوئی تر اور خشک چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھی ہو۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے۔ تو ہے کوئی یاد کرنیوالا ان دو آیتوں سے معلوم ہوا۔ کہ قرآن کریم میں سب کچھ ہے۔ اور قرآن سب کے لئے آسان بھی ہے۔ پھر کس لئے مجتہد کے پاس جاویں۔

جواب ، قرآن اور حدیث بے شک راہبری کے لئے کافی ہیں۔ ان میں سب کچھ ہے۔ مگر ان سے مسائل نکالنے کی قابلیت ہونی

Marfat.com

چاہیئے۔ سمندر میں موتی تو ہیں۔ مگر اُن کو نکالنے کے لئے غوطہ خور کی ضرورت ہے تو آئمہ دین اس سمندر کے غوطہ زن ہیں۔ طب کی کتابوں میں سب کچھ لکھا ہے۔ مگر ہم کو حکیم کے پاس جانا اور اس سے نسخہ تجویز کرانا ضروری ہے۔ آئمہ دین طبیب ہیں۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کیا ہے نہ کہ مسائل نکالنے کے لئے۔

Marfat.com

بیان حاضر و ناظر کا قرآن سے ثبوت

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط ۔ اے غیب کی خبر بتانے والے نبی باذن اللہ بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری سنانا۔ اور ڈر سنانا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانا۔ اور چمکا دینے والا آفتاب۔

شاہد کے معنی گواہ کے بھی ہو سکتے ہیں اور حاضر ناظر بھی۔ گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ موقع پر حاضر تھا۔ حضور علیہ السلام کو شاہد یا تو اس لئے فرمایا گیا۔ کہ آپ دنیا میں عالم غیب کی دیکھ کر یعنی گواہی دیں گے۔ یہ گواہی بغیر دیکھے ہوئے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آپ کا بشیرا اور نذیرا اور داعیا الی اللہ ہونا ہے کہ سارے پیغمبروں نے یہ کام کئے مگر سن کر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر اسی لئے معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ سراج منیر آفتاب کو کہتے ہیں۔ وہ بھی عالم میں ہر جگہ ہوتا ہے۔ گھر گھر میں موجود۔ آپ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ اس آیت کے ہر کلمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ ۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے۔ تم میں سے وہ رسول جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ اس آیت سے تین طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر

Marfat.com

وناظر ہونا ثابت ہے۔

اوّلاً تو یہ کہ جَآءَکُمْ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے خطاب ہے۔ کہ تم سب کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی علیہ السلام ہر مسلمان کے پاس ہیں۔ اور مسلمان تو عالم میں ہر جگہ ہیں۔ تو حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ موجود ہیں۔

دوم یہ فرمایا گیا۔ مِنْ اَنْفُسِکُمْ۔ تمہارے نفسوں میں سے ہیں یعنی اُن کا آنا تم میں ایسا ہے۔ جیسے کہ جان کا قالب میں آنا۔ کہ قالب کی رگ رگ اور روئیں روئیں میں موجود ہے اور ہر ایک خبردار رہتی ہے ایسے ہی حضور علیہ السلام ہر مسلمان کے ہر فعل سے خبردار ہیں۔ باذن اللہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ اور ہم نے تم کو نہیں بھیجا۔ مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ پھر فرماتا ہے۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت جہانوں کو محیط ہے۔ لہٰذا حضور علیہ السلام جہانوں کو محیط ہوئے خیال رہے کہ رب کی شان ہے رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ حبیب کی شان ہے۔ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے۔ جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ کہ عذاب الٰہی اس لئے نہیں آتا۔ کہ آپ اُن میں موجود ہیں اور عام عذاب تو قیامت تک کسی جگہ بھی نہ آوے گا۔

Marfat.com

حاشیہ مشکوٰۃ یہ حدیث ، قِیْلَ یُکْشَفُ لِلْمَیِّتِ حَتّٰی یَرَی النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھِیَ لِلْمُؤْمِنِ عَظِیْمَۃٌ ۔ کہا گیا ہے کہ میت کے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے ۔ اور یہ بڑی خوشخبری ہے (قسطلانی شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۹)

کتاب الجنائز میں ہے۔ فَقِیْلَ یُکْشَفُ لِلْمَیِّتِ حَتّٰی یَرَی النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھِیَ بُشْرٰی عَظِیْمَۃٌ لِلْمُؤْمِنِ اِنْ صَحَّ ۔ کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اُٹھا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کو دیکھتا ہے ۔ اور یہ مسلمان کیلئے بڑی خوشخبری ہے ۔ اگر ٹھیک رہے ۔

شفا میں ہے کہ ، اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ جب گھر میں کوئی نہ ہو ۔ تو تم کہو کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم پر سلام ۔ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ۔ اس کے ماتحت ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں ۔ لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ ۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے ۔

تحذیر الناس صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے ۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ ۔ کو بعد لحاظ صلہ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کے دیکھے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ اُن کی جانوں

Marfat.com

کو بھی اُن کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ اُولیٰ بمعنی اقرب ہے (بترجمہ) صراطِ مستقیم صـ۱۳ میں چوتھی ہدایت حب عشقی کے بیان میں کوئلے اور آگ کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔ اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں کی تہ میں کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ تو اَنَا الْحَقّ اور لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہ کی آواز اس سے صادر ہونے لگتی ہے۔ اور یہ حدیث قدسی کُنْتُ سَمْعَہٗ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہٗ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِہٖ وَیَدَہٗ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا۔ اور ایک روایت کی رُو سے لِسَانَہٗ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ اسی حالت کی حکایت ہے۔ اس عبارت میں صاف اقرار ہے۔ کہ جب انسان فَنَافِی اللّٰہ ہو جاتا ہے تو خدا کی عطائی طاقت سے دیکھتا سُنتا اور چھُوتا اور بولتا ہے۔ یعنی عالم کی ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اور ہر دُور کی اور نزدیک کی آواز سُنتا ہے اور نزدیک و دور کی چیزوں کو پکڑتا ہے۔ یہی حاضر و ناظر کے معنی ہیں۔ اس بیان میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر یا بھائی کہنا حرام ہے۔ نبی جنس بشر میں آتے ہیں۔ اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ جن یا فرشتہ نہیں ہوتے۔ یہ دنیاوی احکام ہیں۔ ورنہ بشریت کی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہوئی کیونکہ وُہ ہی ابوالبشر ہیں۔ کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ بشر نہیں سب کچھ صحیح لیکن اُن کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنا۔ یا حضور علیہ السلام کو یا محمد کہ اے ابراہیم کے باپ یا کہ اے بھائی وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے۔ اور اگر اہانت کی نیت سے پُکارا تو کافر ہے

Marfat.com

عالمگیری وغیرہ کُتب فقہ میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہذا الرجل یہ مرد الا نت کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ عظمت کے کلمات سے یاد کرنا لازم ہے۔

قرآن کریم نے کفار کا طریقہ بتایا ہے۔ کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے۔ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۔ کافر بولے کہ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ط ۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم نقصان والے ہو۔ اس قسم کی بہت سی آیات ہیں۔

اسی طرح مساوات بتانا یا کہ انبیاء کرام کی شان گھٹانا طریقۂ ابلیس ہے۔ کہ اس نے کہا۔ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۔ خدایا تو نے مجھے آگ سے اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ مطلب یہ کہ میں اُن سے افضل ہوں۔ اسی طرح اب یہ کہنا۔ کہ ہم میں اور پیغمبروں میں کیا فرق ہے۔ ہم بھی بشر، وہ بھی بشر۔ بلکہ ہم زندہ۔ وہ مُردے یہ سب ابلیسی کلام ہے۔ بلکہ کفر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقارت کی نظر سے بشر کہنا حرام ہے۔ بلکہ کفر ہے کیونکہ مساوات آجاتی ہے۔

Marfat.com

بیان ندا یارسول اللہ کے ثبوت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنا قرآنِ کریم و فعل ملائکہ و صحابہ کرام اور عملِ اُمت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم سے بہت سے مقامات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا پائی جاتی ہے۔ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ۔

ان تمام آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا گیا ہے۔ ہاں دیگر انبیاء کرام کو اُن کے نام سے پکارا یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا یحییٰ یا ابراہیم یا آدم علیہم السلام وغیرہ۔ مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے پیارے القاب سے ندا فرمائی۔ ؎

یا آدم است با پدرِ انبیاء خطاب
یَاَیُّھَا النَّبِیُّ خطابِ محمد است

مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث میں ہے۔ کہ حضرت جبرائیل امین نے عرض کی یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ ندا پائی گئی۔ مشکوٰۃ باب وفات النبی میں ہے۔ کہ بوقت وفات ملکوت الموت نے عرض کی۔ کہ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ ندا پائی گئی۔ حبب کلمہ۔ نماز۔ حج۔ درود خطبہ۔ اذان غرضیکہ ساری عبادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر داخل ہے۔ تو نماز سے خارج اُن کا ذکر اُٹھتے بیٹھتے کیوں حرام ہوگا۔ جو شخص کہ ہر حال میں اُٹھتے بیٹھتے درود شریف یا کلمہ پڑھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہا ہے

Marfat.com

مستحق ہے۔ پانچویں اس طرح کہ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ اور منافقون اور وہ آیت جن میں کفار یا بتوں کا ذکر ہے۔ اُن کا پڑھنا اللہ ہے۔ یا کہ نہیں۔ ضرور ہے۔ کیونکہ یہ قرآنی آیات ہیں۔ ہر کلمہ اب ہے۔ کیونکہ ان آیات میں مذکور تو کفار یا بت ہیں۔ مگر کلام تو کا ہے۔ تو کلامِ الٰہی کا ذکر تو ذکر اللہ ہے۔ مگر رحمت الٰہی یا نورِ الٰہی رسول اللہ صلی اللہ کا ذکر ذکر اللہ نہ ہو۔ یہ کیا انصاف ہے۔

قرآن کریم میں ہے قَالَ فِرْعَوْنُ۔ فرعون نے کہا۔ تو قَالَ ھنے پر تیس ثواب اور لفظ فرعون پڑھنے پر پچاس ثواب۔ کیونکہ ہر حرف کے دس ثواب ہیں۔ تو فرعون کا نام قرآن میں پڑھا گیا پچاس یکیاں ملیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا تو مشرک ہو یہ کیا عقل ہے۔ غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات اور حدیث صحیح اور اقوال فقہا و محدثین کے اقوال سے ہے۔ ہم ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں

قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمائتیوں کو بُلا لو۔ اس میں کفار کو دعوت دی گئی ہے۔ کہ قرآن کی مثل ایک سورۃ بنا کر لے آؤ۔ اور اپنی امداد کے لئے اپنے حمائتیوں کو بُلا لو۔ غیر اللہ سے مدد لینے کی اجازت دی گئی۔ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ مسیح نے کون ہے جو مدد کرے میری طرف اللہ کی۔ کہا حواریوں نے ہم مدد کریں گے۔ اللہ کے دین کی۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ مددگار کون ہے۔ حضرت مسیح نے غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ مدد کرو۔ ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کے اور تقویٰ کے اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے ان آیات میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ اگر مدد کرو گے تم اللہ کے دین کی مدد کرے گا۔ وہ تمہاری اس میں خود رب تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے۔ اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا۔ کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ اور نماز و صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔ وَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ۔ مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، دوسری جگہ فرماتا ہے۔ نَحْنُ اَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ مگر رب بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوارِ آہنی بناتے وقت لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔

مشکوٰۃ باب السجود میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ قُلْتُ هُوَ

Marfat.com

ذٰلِكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۔ کچھ مانگ لو۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں ۔ فرمایا کچھ اور مانگنا ہے۔ میں نے کہا ۔ صرف یہی ۔ فرمایا اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو ۔

اس سے ثابت ہوا ۔ کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا ۔ کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی ۔ تم مشرک ہو گئے ہو بلکہ فرمایا ۔ وہ تو منظور ہے ۔ کچھ اور بھی مانگو یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے ۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام بھی فرماتے ہیں ۔ اَعِنِّیْ ربیعہ تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو ۔ کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو ۔ یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے ۔

اس حدیث پاک کے تحت اَشعۃ اللمعات میں ہے ۔

واز اطلاقِ سوال کہ فرمود سل و تخصیص نہ کرد ۔

تفسیر کبیر پارہ الٓمّٓ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جاوے ۔ تو کہے ۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ۔ اے اللہ کے بندو ۔ میری مدد کرو ۔ رب تم پر رحم فرمائے ۔

تفسیر روح البیان سورۃ مائدہ پارہ نمبر ۶ زیر آیات ۔ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا میں ہے ۔ کہ شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں کہ مجھ کو رب نے قدرت دی ہے ۔ کہ میں آسمان کو زمین پر گرا دوں ۔ اگر میں چاہوں تو تمام دنیا والوں کو ہلاک کر دوں اللہ کی قدرت سے ۔ لیکن ہم اصلاح ہی کی دعا کرتے ہیں ۔

Marfat.com

مثنوی شریف میں ہے ؎

اولیارا ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اولیاء اللہ سے مدد مانگنا عقلی ثبوت طریقہ سلطنت الٰہیہ کا ہے کہ وہ قادر ہے۔ کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرماتے ہیں مگر ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ انتظام عالم کے لئے ملائکہ وغیرہ کو مقرر فرمایا۔ اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیئے۔ جان نکالنے والوں کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ اسی طرح انسان کی حفاظت رزق پہنچانا۔ بارش برسانا۔ ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا۔ ان کی تقدیر لکھنا۔ مدفون میتوں سے سوالات کرنا۔ صور پھونک کر مُردوں کو زندہ روزِ قیامت قائم کرنا۔ پھر قیامت میں جنت و دوزخ کا انتظام کرنا غرضیکہ دنیا و آخرت کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرما دیئے۔ اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا۔ اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے۔

کتب تصوف دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کس کے ذمہ کون کون سے کام ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب تعالیٰ اُن کا محتاج ہے۔ نہیں بلکہ آئین سلطنت کا یہی تقاضا ہے پھر انِ حضرات کو خصوصی اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ یہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں۔ یہ محض ہمارا قیاس نہیں بلکہ قرآن و حدیث اس پر شاہد ہے۔

حضرت جبرائیل نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ قَالَ

Marfat.com

اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ط کہ اے مریم۔ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں۔ آیا ہوں۔ تاکہ تم کو پاک فرزند دوں۔ معلوم ہوا۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بیٹا دیتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَاَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ، فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں روح پھونکتا ہوں۔ تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح باذن الٰہی بے جان کو جان بخشتے ہیں۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ۔ فرمادو۔ کہ تم کو ملک الموت وفات دیں گے۔ جو کہ تم پر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور بھی اس قسم کی بہت سی آیات ملیں گی جن میں خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔

رب تعالیٰ حضور علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے۔ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاک فرماتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ اُن کو اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ آپ اُن کے مالوں سے صدقے وصول فرمایئے اور اس سے اُن کو پاک فرمایئے معلوم ہوا کہ وہی عمل خدا کے یہاں قبول ہے۔ جو بارگاہ رسالت میں منظور ہو جائے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

Marfat.com

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ ۔ اور کیا اچھا ہوتا۔ کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے۔ جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ عنقریب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے۔ معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام دیتے ہیں ان آیات سے معلوم ہوا۔ کہ اگر کوئی کہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت دیتے ہیں۔ مال و اولاد دیتے ہیں تو صحیح ہے۔

استمداد اولیاء اللہ پر اعتراضات کے بیان میں اس مسئلہ پر بظاہر چند اعتراضات ہیں۔ مثلاً مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فاطمۃ الزہرہ سے فرمایا۔ کہ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔ میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ جب آپ سے فاطمہ زہرا کی مدد نہ ہو سکی تو دوسروں کی کیا ہوگی۔

جواب، یہ اول تبلیغ کا واقعہ ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ اے فاطمہ اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا۔ تو میں خدا کے مقابل ہو کر تم سے عذاب دور نہیں کر سکتا۔ دیکھو پسر نوح کو اسی لئے اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ فرمایا۔ مسلمانوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ مدد فرما دیں گے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۝ پرہیزگاروں کے سوا سارے دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ حضور علیہ السلام گناہ کبیرہ والوں کی بھی شفاعت فرماویں گے۔ گرتوں کو سنبھالیں گے۔

شامی باب غسل المیت میں ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

نے فرمایا کہ قیامت میں سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوا میرے نسب اور رشتہ کے۔ واقعی کافروں کی حضور علیہ السلام مدد نہ فرمائیں گے۔ ہم چونکہ بحمدہٖ تعالیٰ مسلمان ہیں۔ ہماری مدد ضرور فرمائیں گے۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ عبادت کی طرح مدد مانگنا بھی خدا ہی سے خاص ہے۔ جب غیر خدا کی عبادت شرک تو غیر خدا کی استمداد بھی شرک ہے۔

جواب، اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے۔ یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تو تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الٰہی سمجھ کر ہے۔ جیسے کہ قرآن میں ہے کہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم، مگر اللہ کا یا فرمایا گیا۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ اللہ کے ہی ہیں۔ تمام آسمان و زمین کی چیزیں۔ پھر ہم حکام کا حکم بھی مانتے ہیں۔ اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں۔ یعنی آیت سے مراد ہے۔ حقیقی حکم اور حقیقی ملکیت ہے۔ مگر بندوں کے لئے بہ عطائے الٰہی۔ نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اور مانگنے میں کیا تعلق ہے۔ کہ اس آیت میں دونوں کو جمع کیا گیا۔ تعلق یہی ہے۔ کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ شرک ہے۔ بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے بھی الفاظ کہا کرتے ہیں۔ کہ "کالی ماتی تیری دوہائی وغیرہ" اس لئے دونوں کو جمع کیا گیا۔ اگر آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے۔ تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نہ قرآن کے ماننے والے وغیرہ۔

Marfat.com

ہم اس بات کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں۔ اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لئے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ دائی کی مدد سے پیدا ہوئے۔ ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی۔ استاد کی مدد سے علم سیکھا۔ مالداروں کی مدد سے زندگی گزاردی۔ اہل قرابتہ کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔ پھر غسال کی مدد سے غسل ملا اور کفن پہنا۔ گورکن کی مدد سے قبر کھودی مسلمانوں کی مدد سے دفن ہوئے۔ اور ان کی دعا سے ثواب پہنچا۔ آیت میں کوئی قید نہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ معلوم ہوا کہ رب کے سوا نہ کوئی ولی ہے اور نہ کوئی مددگار۔

جواب، یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں بلکہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی نفی ہے۔ جنہیں کفار نے اپنا ناصر و مددگار حقیقی مان رکھا تھا۔ یعنی بُت و شیاطین۔ ولی اللہ وہ ہے۔ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا جیسے انبیاء و اولیاء۔

در مختار باب المرتدین بحث کرامات اولیاء میں ہے۔ کہ اقوال شَيْئًا لِلّٰهِ وَقِيْلَ يَكْفُرُ ۝ معلوم ہوا۔ یا عبدالقادر جیلانی شَيْئًا لِلّٰهِ کہنا کفر ہے۔

جواب، شَيْئًا لِلّٰهِ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی حاجت روائی کے لئے کچھ دو۔ اِس کی شرح میں شامی نے فرمایا۔ اَمَّا اِنْ قَصَدَ الْمَعْنَى الصَّحِيْحَ فَالظَّاهِرُ اِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ یعنی اگر

Marfat.com

سے صحیح معنے کی نیت کی اللہ کے لئے مجھے کچھ دو یہ جائز ہے۔ اور
ے شیئاً للہ کا یہی مطلب ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے۔ کہ حضرت خلیل نے آگ
پہنچ کر حضرت جبرائیل کے پوچھنے پر ان سے مدد نہ مانگی۔ بلکہ فرمایا۔ کہ
ے جبرائیل تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا
ز ہو تو ایسی سخت میں خلیل اللہ جبرائیل سے کیوں مدد نہ طلب کرتے

جواب، یہ امتحان تھا۔ اندیشہ تھا۔ کہ حرف شکایت منہ
سے نکالنا رب کو پسند نہ ہوگا۔ اسی لئے خلیل اللہ نے اس وقت
دا سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا۔ اے جبرائیل تم سے کچھ حاجت نہیں اور
جس سے ہے۔ وہ خود جانتا ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام نے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر اس مصیبت کے دفع
ہونے کی کسی نے بھی دعا نہ کی۔ نہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
نے۔ نہ حضرت علی المرتضےٰ نے نہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ
نہا نے۔

زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ مگر مردوں سے نہیں۔ کیونکہ
زندے میں مدد کی طاقت ہے۔ مردے میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ شرک ہے۔

جواب، قرآن میں ہے۔ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ہم
تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں ہے
کیا زندہ کی عبادت جائز ہے۔ مردے کی نہیں۔ جس طرح غیر خدا کی عبادت
طلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی۔ استمداد بھی مطلقاً شرک ہے۔
قرآن کریم تو فرماتا ہے۔ کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو۔

Marfat.com

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۭ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے۔ اُن کو مُردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ لیکن تم احساس نہیں کرتے۔ جب یہ زندہ ہوئے۔ تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ تو شُہداء کے بارے میں ہے۔ جو کہ تلوار سے راہ خدا میں مارے جائیں۔ مگر یہ بلا وجہ کی زیادتی ہے۔ اس لئے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں ہے۔ جو کہ عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے۔ وہ بھی اسی میں داخل ہیں۔

رُوح البیان، اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے۔ جل جاوے۔ طاعون میں مرے۔ عورت زچگی کی حالت میں مرے۔ طالب علم مسافر وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب شہید ہیں۔ اگر صرف تلوار سے مقتول زندہ ہوا، اور باقی سب مُردے تو نبی کریم علیہ السلام و صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ مُردہ ماننا لازم آوے گا۔ حالانکہ یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں۔ نیز زندہ اور مُردہ سے مدد مانگنے کی تحقیق ہم ثبوت امتداد میں کر چکے ہیں۔ کہ امام غزالی فرماتے ہیں۔ کہ جس سے زندگی میں مدد لی جا سکتی ہے۔ بعد موت بھی اُس سے مدد مانگی جاوے۔ اور اس کی کچھ تحقیق بوسہ و تبرکات اور سفر زیارت قبور میں بھی ہوگی۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

بزرگانِ دین کو دیکھا گیا۔ کہ بڑھاپے میں چل پھر نہیں سکتے۔ اور بعد وفات بالکل بے دست و پا ہیں۔ پھر ایسے کمزوروں سے مدد لینا بتوں سے مدد لینے کی طرح لغو ہے۔ اس کی برائی رب نے بیان کی کہ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ۔ اولیاء

Marfat.com

اپنی قبروں سے مکھی بھی دفع نہیں کر سکتے۔ ہماری کیا مدد کریں گے۔

جواب ، یہ تمام کمزوریاں اس جسم خاکی پر اس لئے طاری ہوتی ہیں کہ اس کا تعلق رُوح سے کمزور ہو گیا۔ رُوح میں کوئی کمزوری نہیں بلکہ بعد موت اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔ کہ قبر کے اندر سے یا قبر والوں کو دیکھتی اور قدموں کی آواز سنتی ہے ، خصوصاً ارواح انبیاء اولیاء۔ رب فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ ہر پچھلی گھڑی اگلی سے آپ کے لئے بہتر ہے۔ اور استمداد ولی کی رُوح سے ہے۔ نہ کہ جسم عنصری سے کفار جن سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں۔ پھر وہ پتھروں کو اپنا مددگار جانتے ہیں۔ جن میں یہ رُوح بالکل نہیں۔

تفسیر رُوح البیان مشکوٰۃ باب العلم میں ہے۔ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کا اُس کو ثواب ملے گا۔ اور اُن کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے۔ اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو شخص کہ اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اُس کا گناہ بھی ہے۔ اور ان صاحب کا بھی جو کہ اُس پر عمل کریں۔ اور اُن کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر کا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے۔ اور بُرے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

Marfat.com

بحث میلاد شریف

میلاد شریف قرآن و احادیث و اقوال علماء اور ملائکہ اور پیغمبروں کے فعل سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے میلاد پاک میں اسی کا ذکر ہے۔ لہٰذا محفل میلاد کرنا اس آیات پر عمل ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے۔ کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے۔ اس کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔ آج کسی کے فرزند پیدا ہو۔ تو ہر سال تاریخ پیدائش پر جشن کرتا ہے۔ کسی کو سلطنت ملے تو ہر سال اس تاریخ پر جشن جلوس مناتا ہے۔ تو جس تاریخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا۔ خود قرآن کریم حضور علیہ السلام کی میلاد مبارک کا جگہ جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ۔ اے مسلمانو تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے۔ اس میں تو ولادت کا ذکر ہوا۔ پھر فرمایا۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ حضور علیہ السلام کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ سے آخر تک حضور علیہ السلام کی نعت بیان ہوئی۔ آج بھی میلاد

Marfat.com

شریف میں یہ ہی تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا ۔ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا۔ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ ۔ رب العلمین وہ قدرت والا ہے جس نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ غرضیکہ بہت سی آیات ہیں جن میں حضور علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر فرمایا گیا۔

درمختار باب الدفن میں ہے۔ کہ وَفِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَأَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً وَّھَبَ اَجْرَھَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ ۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

شامی میں اسی جگہ ہے۔ وَیَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَیَسَّرَ لَہٗ مِنَ الْفَاتِحَۃِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَۃِ وَاٰیَۃِ الْکُرْسِیِّ وَ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَۃِ یٰسِیْنَ وَسُوْرَۃِ الْمُلْکِ وَسُوْرَۃِ التَّکَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَیْ عَشَرَ مَرَّۃً اِحْدٰی عَشَرَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاہُ اِلٰی فُلَانٍ اَوْ اِلَیْھِمْ ۔ جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورۃ فاتحہ بقر کی اول آیات اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ اور سورۃ یٰسین

Marfat.com

اور سورۃ ملک اور سورہ تکاثر اور سورۃ اخلاص بارہ گیارہ، سات یا تین دفعہ پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اُس کا ثواب فلاں یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔ ان عبارات میں فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بتایا گیا۔ یعنی مختلف جگہ سے قرآن پاک پڑھنا پھر ایصال ثواب کی دعا کرنا۔ اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا سنّت ہے۔

حدیث شریف، اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْ لَہُ الدُّعَاءَ۔ جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اس کے لئے خالص دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جاوے بلا تاخیر جو لوگ اس کے بعد کرتے ہیں۔ کہ نماز میں اس کے لئے دُعا مانگو۔ وہ ف کے معنے سے غفلت کرتے ہیں۔ صَلَّیْتُمْ شرط ہے اور فَاخْلِصُوْ جزا ہے۔ شرط اور جزا میں تغیر چاہیئے۔ نہ یہ کہ اس میں داخل ہو۔ پھر صَلَّیْتُمْ ہے ماضی اور فَاَخْلِصُوْ امر ہے۔ اور جس سے معلوم ہوا۔ کہ دعا کا حکم پڑھنے کے بعد ہے۔ جیسے فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا میں کھا کر جانے کا حکم ہے۔ نہ کہ کھانے کے درمیان۔ اور اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ میں نماز کے لئے اٹھنا مراد ہے نہ کہ نماز کا قیام۔ جیسا کہ اِلٰی سے معلوم ہوا۔ لہٰذا یہاں بھی وضو ارادۂ نماز کے بعد ہی ہوا۔ اور ف تعقیب مع الوصل کے لئے ہوا کرتی ہے۔ حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر بلا قرینہ مجازی معنے مراد لینا جائز نہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں اسی جگہ ہے۔ قَرَأَ عَلَی الْجَنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ، حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔

Marfat.com

بیان مزارات اولیاء اللہ پر گنبد بنانے کا ثبوت

مشائخ کرام اولیائے عظام علمائے کرام کے مزارات کے اردگرد یا اس کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین و عامۃ المسلمین کے عمل اور علمائے کے اقوال سے ہے۔ قرآن کریم نے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا۔ وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے۔ کہ ہم تو ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔

روح البیان میں اس آیت میں بُنْیَانًا کی تفسیر میں فرمایا۔ دیوار کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند۔ یعنی لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ تُرْبَتَهُمْ وَتَکُوْنُ مَحْفُوْظَةً مِنْ نَظَرِ النَّاسِ کَمَا حُفِظَتْ تُرْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْخَطِیْرَةِ۔ یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو اُن کی قبر کو گھیرے۔ اور ان کے مزارات لوگوں کی نظروں سے محفوظ ہو جائیں۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے۔ جب یہ بات منظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔

مَسْجِدًا کی تفسیر میں روح البیان میں ہے۔ یُصَلِّیْ فِیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَتَبَرَّکُوْنَ بِمَکَانِهِمْ۔ لوگ اس میں نماز پڑھیں۔ اور ان سے برکت لیں۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کی دو باتوں

Marfat.com

کا ذکر فرمایا۔ ایک تو اصحاب کہف کے گرد قبہ اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا۔ دوسرے اُن کے قریب مسجد بنانا۔ اور کسی بات کا انکار نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ دونو فعل جب بھی جائز تھے۔ اور اب بھی جائز ہیں۔ جیساکہ کتب اصول سے ثابت ہے۔ شرائع مِنْ قَبْلِنَا لا یلزمنا الا ما قص اللہُ ورسولُہٗ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہؓ کے حجرے میں دفن کیا۔ اگر یہ ناجائز تھا تو پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو گوارا دیتے تغیر و فرق کرتے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھچوا دی۔ پھر ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں ۸۸ھ میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا۔ اور اس میں پتھر لگوائے۔

چنانچہ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ مصنفہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ عن عمرو ابن دینارٍ وعبیدٍ ابن ابی زیدٍ قَالُوا لَمْ یَکُنْ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَیْتِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ جِدَارٌ فَکَانَ اَوَّلُ مَنْ بَنٰی عَلَیْهِ جِدَارَ عُمَرُ ابن الْخطاب رضی اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ بَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَکَانَتْ حُجْرَةٌ مِنَ الْکَعْبَةِ مِنْ سَعِیْرٍ مُرَسْوَطَةٍ فِیْ جُنُبِ عَرْعَرَةٍ۔ ترجمہ وہی ہے جو کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب مَاجَآءَ فِیْ قَبْرِ النَّبِیِّ

Marfat.com

وَابِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ میں ہے۔ کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبدالملک کے زمانہ میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار گر گئی۔ تو اَخَذُوْا فِیْ بِنَائِہٖ صحابہ کرام اُس کے بنانے میں مشغول ہوئے۔ فَبَدَتْ لَھُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّھَا قَدَمُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ ایک قدم ظاہر ہوا تو لوگ گھبرا گئے۔ اور سمجھے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قدم پاک ہے۔ حَتّٰی قَالَ لَھُمْ عُرْوَۃُ لَا وَاللّٰہِ مَا ھِیَ قَدَمُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا ھِیَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ حضرت عُروہ نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ حضور علیہ السلام کا قدم نہیں ہے۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ ۵۵۴ھ میں جمال الدین اصفہانی نے علمائے کرام کی موجودگی میں صندل کی لکڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنائی۔ اور ۵۵۷ھ میں بعض عیسائی مسلم عابدوں کی شکل میں مدینہ منورہ میں آئے۔ سرنگ لگا کر نقش مبارک کو زمین سے نکالنا چاہا۔ حضور علیہ السلام نے تین بار بادشاہ کو خواب میں فرمایا۔ لہٰذا بادشاہ نے اُن کو قتل کرایا۔ اور روضہ کے آس پاس پانی تک بنیاد کھود کر سیسہ پگھلا کر اُس کو بھر دیا۔ پھر ۶۷۸ھ میں سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز جواب تک موجود ہے بنوایا۔

ان اخبارات سے یہ معلوم ہوا کہ روضہ مطہرہ صحابہ کرام نے بنوایا تھا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہ تو حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ تو کہا جاوے گا کہ اس روضہ میں حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دفن ہیں

Marfat.com

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دفن ہوں گے۔ لہٰذا یہ خصوصیت نہ رہی

بخاری جلد اول کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ ضَرَبَتْ اِمْرَأَتُهٗ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً۔ تو اُن کی بیوی نے اُن کی قبر پہ ایک سال تک قُبّہ ڈالے رکھا۔ یہ بھی صحابہ کرام کے زمانہ میں سب کی موجودگی میں ہوا۔ کسی نے انکار نہ کیا۔ نیز اُن کی بیوی ایک سال تک وہاں رہیں۔ پھر گھر واپس آئیں جیسا کہ اسی حدیث میں ہے اس سے بزرگوں کی قبروں پہ مجاوروں کا بیٹھنا بھی ثابت ہوا۔ یہاں تک تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔

اب فقہاء، محدثین اور مفسرین کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

تفسیر رُوح البیان جلد ۳ پارہ ۱۰ میں اس آیت میں ہے، اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ۔۔۔ فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰى قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ اَمْرٌ جَائِزٌ اِذَا كَانَ الْمَقْصُوْدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيْمَ فِيْ اَعْيُنِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ۔ عُلَماء اولیاء صالحین کی قبروں پہ عمارت بنانا جائز کام ہے جبکہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا۔ تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

میزان کبریٰ آخر جلد اول کتاب الجنائز میں امام شعرانی فرماتے ہیں۔

وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُ الْاَئِمَّةِ اَنَّ الْقَبْرَ لَا يُبْنٰى وَلَا يُجَصَّصُ خِلَافًا لِقَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ يَجُوْزُ ذٰلِكَ قَالَ الْاَوَّلُ مُشَدَّدٌ وَالثَّانِيْ مُخَفَّفٌ۔ اسی میں سے ہے۔

Marfat.com

دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر نہ عمارت بنائی جاوے۔ اور نہ چونہ گچ کی جاوے باوجودیکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے پس پہلے قول میں سختی ہے۔ اور دوسرے میں آسانی۔ اب تو خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مل گیا۔ کہ قبر پر قبہ وغیرہ بنانا جائز ہے۔

الحمد للہ کہ قرآن وحدیث اور فقہی عبارات بلکہ خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پاک سے ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء و علماء کی قبور پر گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔

Marfat.com

بیان عمارت قبور پر اعتراضات و جوابات

اس مسئلہ پر صرف دو ہی اعتراضات ہیں۔ اول تو یہ کہ مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں بروایت مسلم ہے۔ نَهٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَ اَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَ اَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں پر گچ کی جاوے۔ اور اس سے کہ اس پر عمارت بنائی جائے اور اس سے کہ اس پر بیٹھا جاوے۔ نیز عام فقہا فرماتے ہیں۔ کہ يُكْرَهُ الْبِنَاءُ عَلَى الْقُبُوْرِ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین کام حرام ہیں۔ قبر کو پختہ بنانا۔ اور قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر مجاورین کا بیٹھنا۔

جواب، قبر کے پختہ کرنے سے ممانعت ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے۔ اس کو پختہ کیا جاوے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا۔ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ یہ نہ فرمایا گیا۔ عَلَى الْقُبُوْرِ۔ دوسرے یہ کہ عَامَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ کی قبور پختہ کی جائیں۔ کیونکہ یہ بے فائدہ ہے۔ تو معنے یہ ہوئے۔ کہ ہر قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو مجاوٹ تکلف فخر کیلئے پختہ کیا۔ یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ اور نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی تو جائز ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی جیسا کہ پہلے باب میں عرض کیا گیا۔ ہم اس سے

Marfat.com

پہلے بحث میں عرض کر چکے ہیں کہ اولیاءُ اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں۔ جس ملک میں اور جس زمانہ میں جو بھی جائز تعظیم مروج ہے۔ وہ کرنا جائز ہے۔ مثلاً ان کی قبروں پر پھول ڈالنا۔ چراغاں کرنا وغیرہ۔ سب میں ان کی تعظیم ہے۔ لہٰذا جائز ہے۔ پھول میں چونکہ زندگی ہے۔ اس لئے وہ تسبیح و تہلیل کرتا ہے جس سے میت کو ثواب ہوتا ہے یا اس کے عذاب میں کمی ہوتی ہے۔ زائرین کو خوشبو حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ ہر مسلمان کی قبر پر ڈالنا جائز ہے۔ اگر مُردے کو عذاب ہو رہا ہے۔ تو اس کی تسبیح کی برکت سے کم ہوگا۔ اس کی اصل وہ حدیث ہے۔ جو کہ مشکوٰۃ شریف باب آداب الخلاء فصل اول میں ہے۔ کہ ایک بار حضور علیہ السلام کا دو قبروں پر گزر ہوا۔ فرمایا کہ ان دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔

ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَا صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا ۔ پھر آپ نے تر شاخ لی۔ اور اس کو چیر کر ہر قبر میں ایک ایک گاڑ دی۔ صحابہ نے عرض کی۔ کہ آپ نے یہ کیوں کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ممکن ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں۔ تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔

Marfat.com

دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَاْمُرْنَا اَنْ نَّکْسُوَ الْحِجَارَۃَ وَالطِّیْنَ ۔ رب نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں ۔ مشکواۃ شریف باب التصاویر ، اس سے معلوم ہوا۔ کہ قبروں پر چادر یا غلاف ڈالنا حرام ہے۔ کہ وہاں بھی پتھر اور مٹی ہی ہے ۔

جواب ، اس سے مکانات کی دیواروں پر بلاضرورت تکلفاً پردے ڈالنا مراد ہیں۔ اور یہ بھی تقویٰ اور زُہد کا بیان ہے۔ یعنی مکانات کی زینت خلاف زُہد ہے ۔ اسی حدیث میں ہے ۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیوار پر غلاف ڈالا تھا ۔ اُسے پھاڑ کر یہ فرمایا ۔ قبورِ اولیاء کی چادر کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ کعبہ معظمہ پر قیمتی سیاہ غلاف ہے ۔ اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سبز غلاف ۔ کعبہ زمانہ نبوی میں تھا۔ بتاؤ وہ جائز ہے ۔ تو قبور کی چادر بھی جائز ہے ۔ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ (پارہ ۸ ، سورۃ انعام ، رکوع ۱۵ ، ابتدا)

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(پارہ ۹ ، سورۃ اعراف رکوع ۱۹ آخر)

ترجمہ آیت نمبر ۱) کیا وہ شخص جو تھا مُردہ کفر یا جہالت یا ضلالت کے سبب سے ۔ پھر زندہ کر دیا ہم نے اُسے اسلام یا علم ہدایت کی وجہ سے ۔ اور دیا ہم نے اُسے نور دلیلوں کے سبب سے تاکہ حق و باطل میں تمیز کرے ۔ اور چلتا ہے ۔ اُس نور کے سبب سے لوگوں میں سیدھی راہ

Marfat.com

پس ایسا آدمی ہوگا۔ یعنی نہ ہوگا۔ مثل اس شخص کے جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تاریکی میں پڑا ہے۔ پس دوسرا معنی یہ ہے۔ کہ مُردہ ہے انسان تلاش دنیا میں اور زندگی حاصل ہوتی ہے۔ تلاش ہوئی سے۔ اور رُوحانی بدن مُردہ ہے۔ محبت دنیا میں۔ اور زندگی [illegible] ہوتی ہے نور معرفت کے تجلّی سے جس کے ذریعہ سے مخلوقات کو فیض پہنچاتے ہیں۔

(ترجمہ آیت نمبر ۲) پھر جو لوگ بنی اسرائیل میں سے نبی علیہ السلام کے دین میں آئے۔ اور تعظیم کی اُنہوں نے اس کی اور یاری اور مددگاری کی اس کی دشمنوں کے مقابلہ میں۔ اور پیروی کی اس نُور کی جو نازل کیا گیا اس کی نبوت کے ساتھ۔ کہ قرآن شریف ہے۔ اور تجلّہ کبریا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ ایک دوسرے سے امداد لینا یا دینا قرآنی حکم ہے۔

آیت شریف، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (پارہ ۷ سورۃ انعام) ترجمہ اور اس کے پاس ہیں۔ خزانے غیب کے کنجی یعنی جو کچھ پوشیدہ ہے۔ خلق سے جیسے ثواب و عذاب۔ اور وقتوں کا انقضا اور انجام اور کاموں کا خاتمہ اور انجام نہیں جانتا اسے کوئی مگر وہی۔ پھر عذاب میں جلدی اور دیر اُسی کی حکمت سے وابستہ اور اسی کی مشیت سے متعلق ہے۔ اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ کہ مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں کہ اُنہیں خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بعدہٗ یہ حکم عام مخلوقات کے لیئے ہے۔ اور نبیوں پر خداوند کریم نے علم غیب کے خزانے کھول دیئے ہیں۔ اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔ علم قیامت کا اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے

Marfat.com

جو کچھ بچہ دانیوں میں ہے۔ اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کمائی کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین پر مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا اور خبردار ہے یہ حکم عام کے لئے ہے۔ اور انبیاء کے لئے خداوند کریم نے علم غیب کے خزانے کھول دئے ہیں۔ جس سے معلومات اولین و آخرین کر سکتے ہیں اور علم غیب کا خزانہ وہ ہے کہ جس سے انبیاءؑ کو بھی پتہ نہیں ہے۔ کہ آج خداوند کریم کے ذاتی وجود سے کیا حکم یا ارادہ نکلے گا۔ کیونکہ حکم یا ارادہ علوم غیبیہ ذاتی ہے۔ اور قیامت کے بعد کے متعلق واقفیت نہیں کہ کیا ہوگا۔ اور خداوند کریم نے انبیاءؑ کے سینوں میں اپنی ذات کی طرف سے نور کا تجلّہ ڈالا ہے۔ جس سے علومِ غیب کھول دئے۔ مخلوقات کی پیدائش سے لیکر قیامت تک سب حالات خداوند کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول دیئے ہیں کیونکہ اس کے متعلق سینکڑوں آیات قرآنی اور حدیث متواترہ وارد ہیں۔ اور اولیاءؑ اللہ کو بھی بواسطۂ نبی علوم غیبیہ عطا ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران) ترجمہ اور ایسا نہیں ہے منافقو کہ اللہ مطلع کر دے تمہیں اوپر اس بھید کے کہ کون شخص ایمان لائے گا۔ اور کون کافر رہے گا۔ مگر اللہ برگزیدہ کر لیتا ہے۔ اس پر اطلاع دینے کیواسطے اپنے رسولوں میں سے علم غیب جسے چاہتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

تفسیر روح البیان جلد ۳۔ صفحہ ۶۷ میں ہے۔ یعنی یہ پانچ در خزانۂ مشیت الٰہی میں ہے۔ اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی کے دست اجتہاد میں نہیں دیتا ہے۔ کہ عقل سے اور اٹکل سے یا قیاس سے ان کو معلوم کر سکے

Marfat.com

اس میں کاہنوں اور نجومیوں کے قول و افعال کا رد فرمایا ہے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں چنانچہ اسی روح البیان صفحہ ۶۹ میں ہے۔

فَعُلِمَ اَنَّ الْغَیْبَ مُخْتَصٌّ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا رُوِیَ عَنِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنِ الْغُیُوْبِ فَبِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِمَّا بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ اَوْ بِطَرِیْقِ الْاِلْہَامِ۔

Marfat.com

بیان ختم نبوت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (القرآن پارہ ۲۲، سورۃ احزاب) ترجمہ، نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی مرد کے تم میں سے۔ مگر وہ تو رسول ہیں اللہ کے۔ اور مہر ہیں پیغمبروں کی یعنی آپ کے سبب سے نبوت پر مہر ہو گئی۔ اور پیغمبری آپ پر ختم کی گئی۔ اور خاتم آخر کے معنی میں بھی ہے یعنی آپ آخر انبیاء ہیں۔ نور ظہور میں۔ جس طرح اول تھے ظہور نور میں۔

رفع اشتباہ، اگرچہ حضرت طیب علیہ السلام، طاہر علیہ السلام اور قاسم علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے۔ مگر یہ چاروں پیغمبر زادے جوانی کی حد تک نہیں پہنچے۔ کہ ان کی ازواج آپ پر حرام ہوں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (ترجمہ) فرما دیجئے۔ اے لوگو تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں خدا کی طرف سے تم سب کی طرف

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ۔ (ترجمہ) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کی طرف۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین میں ہے۔ وَعَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ

Marfat.com

لَمُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهٖ وَسَأُخْبِرُكُمْ
بِأَوَّلِ أَمْرِيْ (ترجمہ) عرباض بن ساریہ رسول اللہ علیہ و
سلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ تحقیق فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیشک میں خدا کے نزدیک تمام نبیوں کا ختم کرنیوالا لکھا ہوا ہوں۔ کہ
میرے کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حال میں کہ تحقیق آدم علیہ السلام البتہ
گوندھی ہوئی مٹی میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔

تحقیق مقام

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔ امر اول خاتم بالفتح اور بالکسرہ کئی معنوں
میں مستعمل ہوتا ہے۔ نگینہ، انگشتری، مُہر، آخر قوم۔ لیکن کئی ائمہ لغت
اور علمائے عربیت نے تصریح کی ہے۔ کہ لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت
کی طرف مضاف ہوگا۔ تو اس کے معنے صرف آخر اور ختم کرنے والے
کے ہوں گے۔ لہٰذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی اضافت نبیوں کی
طرف ہے۔ اس لئے اس کے معنے آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم
کرنے والے کے ہیں۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے۔ کہ کفر اندر بند ہو گیا۔ کہ اب
اندر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور باہر کی کوئی ہدایت اندر نہیں جا سکتی۔
اور مہر چونکہ سب سے آخر میں لگتی ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُسْقَوْنَ
مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ۔ یعنی اہل جنت کو جو
شراب دی جائے گی سربمہر ہوگی۔ کہ اندر کی خوشبو اور لطافت باہر نہ
جا سکے گی۔ اور باہر سے کوئی چیز اس کے اندر داخل ہو سکے گی۔

Marfat.com

امر دوم شب معراج اور روز قیامت میں انہی انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ جو آپ سے پہلے مبعوث ہوئے۔ آپ کے بعد مبعوث ہونے والے نبی کا کہیں نام ونشان نہیں۔ قَالَ بْنُ عَبَّاسٍ۔ یُرِیْدُ لَوْلَمْ اَخْتِمْ بِهِ النَّبِیِّیْنَ لَجَعَلْتُ لَهٗ اِبْنًا یَکُوْنُ بَعْدَهٗ نَبِیًّا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے۔ کہ اگر میں آپ پر انبیاء کے سلسلے کو ختم نہ کرتا۔ تو آپ کو بیٹا عطا کرتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔

نبی اور رسول میں فرق

امر سوم جمہور علماء کا قول یہ ہے۔ کہ نبی عام ہے۔ اور رسول خاص۔ اصطلاح شریعت میں رسول اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب اور شریعت لے کر آیا ہو۔ اور نبی وہ ہے۔ جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کیلئے جدید کتاب وشریعت کا ہونا شرط نہیں۔

کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ۔ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ، یعنی تحقیق ہم نے توراۃ اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے جس سے انبیاء فیصلہ کرتے ہیں

اتحاف صـ۲۰۱ ج ۲، میں ہے۔ کہ یہ آیت انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں اتری کہ جو توراۃ اور شریعت موسویہ کے مطابق حکم دیتے تھے۔ اور نبی تھے۔ مگر ان کے پاس کوئی مستقل کتاب نہ تھی۔ اور نہ مستقل شریعت خلاصہ یہ کہ رسول خاص اور نبی عام ہے۔ اور آیت میں لفظ خاتم النبیین کا ہے خاتم المرسلین کا نہیں۔ حالانکہ ظاہر کلام کا مقتضیٰ یہ تھا۔ کہ خاتم المرسلین

Marfat.com

فرماتے۔ لیکن بجائے لفظ خاص کے لفظ عام یعنی خاتم النبیین فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ۔ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ یعنی عنقریب میری اُمت میں تیس بڑے بڑے کذاب اور دجال ظاہر ہوں گے۔ ہر ایک کا گمان یہ ہو گا۔ کہ میں نبی ہوں۔ اور حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

حکایت

حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اپنی نبوت پر دلائل پیش کرنے کے لئے مہلت مانگی۔ تو امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا۔ کہ جو شخص اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا۔ وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ ارشاد نبوی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا مکذب اور منکر ہے۔ مرزا محمد علی لاہوری نے اپنی تفسیر میں اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ختم نبوت کے بارہ میں جو احادیث آئی ہیں۔ وہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر ہیں۔

چنانچہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اور خاتم کے معنے مہر بھی ہیں اور انگوٹھی بھی۔ اور کسی قوم کے خاتم اور خاتم سے مراد ان میں سے آخری ہوتا ہے خَاتَمُ الْقَوْمِ خَاتِمُھُمْ وَ آخِرُھُمْ۔

Marfat.com

امر چہارم ، خَاتَمٌ اور خَاتِمٌ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمأ میں سے ہیں ۔ اور خاتَمُ النبیین اور خَاتِمُ النبیین کے معنے ہیں آخری نبی ۔ اور آپ کو خاتم النبیین اسی لئے کہا گیا ہے ۔ کہ نبوت کو آپ پر ختم کر دیا ہے ۔

اسی مفسر نے آخر میں اس امر کا صاف اقرار کیا ہے ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصول دین کا انکار ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ اصولِ دین کا انکار صریح کفر ہے ۔ اب سوال یہ ہے ۔ کہ یہ مدعیان نبوت ان آیات بینات اور اصول دین کے منکر تھے یا نہیں ؟ ان کی بیشمار عبارات سے صاف طور پر ظاہر ہے ۔ کہ یہ نبوت کے مدعی تھے ۔ اور دعویٰ نبوت کے بعد ان تمام آیات و احادیث کا انکار کر بیٹھے ۔ اور دعویٰ کی تأئید و تاکید کے لئے ۔ معاذ اللہ ۔ آیات و احادیث کی اپنے مطلب برآری کی نفسانی و شہوانی تاویلیں کرنی شروع کیں ۔ ضرب المثل مشہور ہے ۔ کہ جھوٹ کی رسی چھوٹی ہوا کرتی ہے ؎

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

مدعیان نبوت کو نبوت سے پہلے کے تمام عقائد جن میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے ادعائے نبوت کو کفر اور خروج از اسلام کہہ رہے ہیں ۔ بھول گئے ۔ جیسا کہ حمامۃ البشریٰ ص۹۶ میں لکھتے ہیں ۔ کہ وَمَا کَانَ لِیْ اَنْ اَدَّعِیَ النُّبُوَّتَ وَاَخْرُجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَاَلْحَقَ بِقَوْمٍ کَافِرِیْنَ ؟ یعنی یہ مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے ۔ کہ میں نبوت کا دعوےٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں ۔ اور کفار سے جا ملوں ۔

Marfat.com

ازالۃ الاوہام مصنفہ مدعی نبوت صہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں۔

"قرآنِ کریم، خاتم النبیین کے بعد کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل علیہ السلام ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے۔ یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے اور سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن کریم خاتم النبیین کے بعد نہ کسی نئے نبی کا آنا جائز رکھتا ہے۔ نہ کسی پرانے نبی کا۔ پس اگر کوئی صاحب نئے نبی ہیں تو تب بھی نہیں آسکتے۔ اور اگر پرانے نبی ہیں۔ تو تب بھی نہیں آسکتے۔ جیسا کہ اوپر کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔

ان تمام عبارات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ دعویٰ نبوت سے پہلے خود وہ بھی خاتم النبیین کے وہی معنے سمجھتے تھے کہ جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے۔ اور کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا ختم النبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ اور ختم نبوت کے انکار اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوے نبوت کو کفر بتلاتے تھے

اب مدعیانِ نبوت خاتم النبیین کے دوسرے معنے بیان کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہو گیا۔ جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو۔ وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اور یہ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ وہ کافر اور بے ایمان ہے)

اب سوال یہ ہے۔ کہ خاتم النبیین کے کون سے معنے صحیح ہوئے؟

Marfat.com

پس اگر خاتم النبیین کے جدید معنے صحیح ہوں۔ کہ جو مدعی نبوت نے دعوی نبوت کے بعد بیان کئے۔ اور جن کی بنا پر نبوت کا جاری رہنا ضروری ہوا۔ تو یہ لازم آئے گا۔ کہ ان تیرہ صدیوں میں جس قدر بھی مسلمان اس عقیدہ پر گزرے۔ وہ سب معاذ اللہ کافر و بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے لے کر اس وقت تک تمام امت کفر پہ گزری۔ اور دعویٰ نبوت سے پہلے خود وہ بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے۔ دعویٰ نبوت کے بعد مدعی نبوت کا ایمان صحیح اور درست ہوا۔ اور پچاس برس تک وہ کفر اور شرک کی گندگی میں آلودہ اور ملوث رہے۔ اور عبادت و بدعقلی کے داغ سے داغی رہے۔ کہ پچاس برس تک آیات اور احادیث کا مطلب غلط سمجھتے رہے۔

ظاہر ہے۔ کہ جو شخص شرک جیسی گندی چیز کا مرتکب رہا۔ اور ظلم عظیم میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزار دیا۔ عبادت اس کی خلقت رہی ہو۔ وہ ہرگز ہرگز نبوت جیسے عظیم و رفیع مرتبے پہ فائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پہلی چیز تو یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے پاک ہوتے ہیں۔ چہ جائیکہ شرک جیسے قبیح اور عظیم گناہ کے صدور کا تصور بھی ان نفوس قدسیہ کی طرف معاذ اللہ ظلم عظیم ہے۔ نیز پوری امت کا اجماع ہے کہ کافر اور غبی نبی نہیں ہو سکتا۔

مدعی نبوت ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۶۹ پر لکھتے ہیں۔ کہ

میں ظلی طور پہ محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ والخ

Marfat.com

یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھہ اور تمسخر ہے۔ کہ مال بھی چوری ہو گیا اور مہر بھی نہیں لوٹی۔ اللہ تعالےٰ نے نبوت پر مہر لگائی۔ مگر انہوں نے نبوت کو اس طرح ہوشیاری سے چرایا۔ کہ چوری بھی کر لی۔ اور خدا کی لگائی ہوئی مہر بھی اسی طرح رہی۔ کیا یہ حق جلّ شانہٗ کے ساتھ تمسخر نہیں؟ جو شخص بادشاہ کے ساتھ اتحاد کا دعویٰ کرے۔ اور بادشاہ کا لقب اپنے لئے ثابت کرے۔ بلاشبہ وہ شخص باغی اور قابل گردن زدنی ہے۔

نیز حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اگرچہ نور نبوت کے اعتبار سے سب منور ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ لیکن شخصیت کے اعتبار سے بلاشبہ اشخاص متغائرہ ہیں۔ ہر نبی کی ذات بابرکات علیحدہ اور جدا ہے۔ زمان و مکان۔ صفات و معجزات ہر ایک کے جدا ہیں۔ اس تغائر شخصی کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ختم نبوت کا دار و مدار روحانی اتحاد پر نہیں ہے۔ بلکہ شخصی تغائر پر ہے۔

نیز یہ بھی صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اجرائی نبوت۔ یعنی دعویٰ پیغمبری کے لئے محبانہ اتحاد کا دعویٰ ذرہ برابر مفید نہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام میں اتحاد نہیں تھا۔ لیکن باوجود کمال اتحاد و محبت اور باوجود کمال صداقت و اخوت کے موسیٰ علیہ السلام اپنے مقام پر تھے۔ اور ہارون علیہ السلام اپنے مقام پر۔ نیز اگر ثابت ہو جائے کہ اس شخص کو حقیقتاً یا بالفرض والتقدیر سیاستہ فنا فی الرسول کا مقام حاصل ہے۔ تب بھی اس کو نبی کا لقب نہیں مل سکتا۔ اس لئے

Marfat.com

کہ اگر فنافی الرسول کی وجہ سے غیر تشریعی اور غیر مستقل نبی کا لقب مل سکتا ہے؟ تو مستقل رسول اور مستقل نبی کا لقب کیوں نہیں مل سکتا اور فنافی اللہ کی وجہ سے اللہ ۔ اور خدا کا لقب کیوں نہیں مل سکتا ظلی اور بروزی نبوت کا عنوان محض فریب ہے۔

جدید اصطلاح کی اختراع

ختم نبوت کا مسئلہ چونکہ قرآن اور حدیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اس لئے مدعیان نبوت نے ان دلائل قطعیہ کی ظاہری مخالفت سے بچنے کے لئے ۔ ایک جدید راہ نکالی اور دعوئ نبوت کی پردہ پوشی کے لئے ایک جدید اصطلاح اختراع کی جس کا کہیں۔ کتاب و سنت اور اقوال صحابہ اور علمائ امت میں کوئی نام و نشان نہیں ۔ وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کے تو ہم قائل ہیں۔ اور ہماری نبوت محض ظلی اور بروزی نبوت ہے ۔ یہ سب دھوکہ اور فریب ہے ۔ درحقیقت مدعیان نبوت حقیقی نبوت کے مدعی ہیں ۔ کیونکہ ان کی بے شمار عبارات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ تشریعی اور مستقل نبوت کے مدعی ہیں ۔ جس پر مفصل کتابیں لکھی جا چکی ہیں ۔ حقیقت النبوت ص ۲۶۵ و ص ۲۶۶ میں باحوالہ ایک غلطی کا ازالہ لکھتے ہیں ۔ کہ

"میں کہتا ہوں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے

Marfat.com

اور نہ ہی اس سے مہر خاتمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا
بتلا چکا ہوں۔ کہ بموجب آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ
لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ بروزی طور پر وحی نبی خاتم الانبیاءؐ
ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ
میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور میرے وجود کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء علیہم السلام ہونے
میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ سایہ اپنے
اصل سے علیحدہ نہیں۔" انتہی۔

اس عبارت میں مدعی نبوت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خاتمیت کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں بعینہٖ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہوں۔ معاذ اللہ

اور پھر اس پر دلیل یہ کہ سایہ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ نہ
معلوم اس سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے۔ کہ سایہ اور ذی سایہ
بالکل عین اور متحد ہوتے ہیں۔ تو یہ سراسر مکابرہ اور عقل کے خلاف
ہے۔ ظل اور اصل کا عین اور متحد ہو جانا بدیہی البطلان ہے۔ اور اگر یہ
مراد ہے۔ کہ ذی ظل کی کوئی صفت اور کوئی شان اس میں آجائے۔
تو اس اعتبار سے یہ مطلب ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات
نبوت اور کمالات رسالت کا ایک سایہ یا پرتو ہوں۔ تو اس سے
نبوت ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اتحاد اور عینیت کا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

Marfat.com

اَلسُّلطَانُ العَادِلُ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ بادشاہ عادل زمین میں اللہ کا سایہ ہوتا ہے۔ تو اس سے خلفاً اور سلاطین کا بعینہٖ خدا ہو جانا ثابت ہو جائے گا۔ حاشا و کلا۔ استغفر اللہ معاذ اللہ

علاوہ ازیں یہ ظلیت، امت محمدیہ کے تمام علماء صلحا کو حاصل ہے۔ اس میں کسی مدعی نبوت کی کیا خصوصیت ہے۔ امت کے ان افراد میں جو بھی کمال حاصل ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سایہ اور پرتو ہے

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ مدعی نبوت نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے اس قسم کا تلبیس آمیز عنوان اختیار کئے بھی اپنے آپ کو ظلی نبی ظاہر کیا۔ کہ میں ظلی نبی ہوں۔ کبھی بروزی۔ تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے سکیں۔ کہ میری نبوت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ درحقیقت یہ اپنی نبوت کو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے افضل و اکمل جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر اہل علم و فہم خوب جانتے ہیں۔ کہ اس قسم کی تلبیسات اور ملمع کاریوں سے حقائق شرعیہ نہیں بدل سکتے۔

امکان نبوت کا تصور تک قرآن و حدیث کے خلاف ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہوتا۔ تو سب سے پہلے ان مقدس اور پاک ہستیوں پر کھلتا۔ کہ جو شمع نبوت پر پروانوں کی طرح گرے۔ اور آپ کے عشق و محبت میں اس طرح غرق و فنا ہوئے کہ اولین و آخرین میں۔ کہیں اس کی نظیر نہیں جس طرح

Marfat.com

آپ پر نبوت ختم ہوئی اسی طرح آپ پر محبوبیت۔ اور آپ کی امت پر محبت و عاشقیت ختم ہو گئی۔ زمین و آسمان نے نہ ایسا محبوب دیکھا اور نہ ایسے عاشق جان نثار دیکھے۔ اور نہ ایسی شمع نبوت دیکھی اور نہ ایسے پروانے دیکھے۔ اگر کسی قسم کی نبوت کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہوتا۔ تو اس یار غار اور رفیق جان نثار کو جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی کتاب میں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اور اَتْقٰی اور اُولُوالْفَضْلِ کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ ضرور کوئی نہ کوئی ظلی یا بروزی نبوت ملتی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو البتہ عمر ہوتا۔

اتمامِ دین و نعمت

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

اس آیت شریفہ میں حق جل شانہٗ نے ایک خاص انعام ذکر فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو ہر طرح سے کامل و مکمل کر دیا۔ قیامت تک کے لئے معاش و معاد کی تمام ضرورتوں کے لئے ایک مکمل دستور العمل عطا فرمایا۔ کہ جو حکمت علمیہ و عملیہ اور سیاست ملکیہ و مدنیہ اور عقائد و اعمال۔ اور احکام حرام و حلال کا جامع ہے۔ کوئی حکمت نہیں چھوڑی۔ کہ جس کو صراحتہً یا اشارۃً بیان نہ کر دیا ہو۔ جو علوم و معارف ادیان سابقہ میں تھے

Marfat.com

ان سب کا لب لباب اس دین متین میں لیا گیا ہے۔ جس چیز کا صراحتاً بیان کرنا مناسب تھا۔ اس کو صراحتاً بیان کر دیا۔ اور جس کو اشارتاً بیان کرنا مناسب تھا۔ اس کو اشارتاً بیان کر دیا۔ غرضیکہ کوئی شی ایسی نہیں چھوڑی جس کی ضرورت اور حاجت ہو۔ لہٰذا اب اس میں نہ کسی اضافہ اور ترمیم کی گنجائش ہے نہ کسی کمی اور زیادتی کی۔ اس لئے آپ کا دین تمام ادیان سے بہتر اور تمام ادیان کو منسوخ کر کے سب کے لئے ناسخ ٹھہرا۔ معلوم ہوا کہ یہ دین آخری دین ہے۔ اور یہ امت آخری امت ہے۔ اور یہ نبی آخری نبی ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَهُمْ بِتَصْدِيْقِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَالْاِعْلَانُ بِاَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ ، كَذَا فِى الدر المنثور، حضرت قتادہ سے روایت ہے۔ کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں۔ اور اپنے اپنے زمانے میں اس کا اعلان کریں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ بھی اعلان کر دیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم (درمنثور)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا - یعنی اے اللہ، اس امت مسلمہ میں ایک عظیم الشان رسول بھیج۔ اور یہ نہیں فرمایا۔ کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رُسُلًا۔ کہ اے اللہ اس امت میں بہت سے رسول بھیج۔ معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صرف ایک رسول کے مبعوث ہونے کی دعا فرماتے تھے۔ کہ جس کے آنے کے بعد کسی نبی اور رسول

Marfat.com

کی حاجت نہ رہی۔ نہ رہے گی۔

یاد رہے۔ کہ اس امت مسلمہ کے ظہور کی دعا اور اس امت کا نام مسلمان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ کہ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا۔ الایہ والقرآن، اور اس اُمت مرحومہ کیلئے نبی آخر زمان کے ظہور اور بعثت کی دعا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی جو بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا امت محمدیہ پر عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔ اس لئے بمقتضائے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ امت محمدیہ پر یہ لازم قرار دیا گیا۔ کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ پڑھا کریں۔ تاکہ اس احسان کا کچھ حق ادا ہو۔

آیت شریف، هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ یعنی وہی برتر ذات ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

شہادت انبیاء سابقین حضورؐ کی ختم النبوۃ پر

حدیث شریف، عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ فِیْ مَجَلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ

علیہ الصلوٰۃ والسلام ، اِنَّہٗ کَائِنٌ مِنْ وُلْدِکَ شُعُوْبٌ حَتّٰی یَاْتِیَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَکُوْنُ خَاتِمُ الْاَنْبِیَآءِ (طبقات ابن سعد صہ ۱۰۷ ج ۱) امام شعبی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام تیری اولاد میں بہت سے گروہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ نبی امی ظاہر ہوگا۔ جو خاتم الانبیاء یعنی آخری نبی ہوگا۔ (طبقات ابن سعد)

عن محمد بن کعب القرظی ، قال اوحی اللّٰہ تعالیٰ اِلیٰ یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکاً وانبیآء حتی ابعث النبی الحرمی تبنی امتہٗ ھیکل بیت المقدس وھُوَ خاتِم الانبیآء واسمہٗ احمد۔ (طبقات ابن سعد صہ ۱۰۷)

یعنی محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی بھیجی۔ کہ میں تیری اولاد میں سے بہت سے بادشاہ اور بہت سے نبی بھیجوں گا۔ یہاں تک کہ آخر میں حرم والے نبی کو بھیجوں گا۔ جس کی امت بیت المقدس کا ہیکل بنائے گی۔ اور وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ اور اس نبی حرمی کا اسم گرامی احمد ہوگا۔

پس پچیس سال کی عمر میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خدیجۃ الکبریٰ کا مال تجارت لے کر میسرہ غلام کی معیت میں شام تشریف لے گئے۔ اور بسطورا راہب سے ملاقات ہوئی۔ تو بسطورا راہب نے آپ کا جلیہ مبارک نہایت غور سے دیکھ کر کہا۔

Marfat.com

هو هو آخر الانبیاء إلی آخر القصه ۔ یہی یہی شخصیت
ی نبی کی ہے ۔ (طبقات ابن سعد ص۱۰۱ ج ۱)

سعد بن ثابت سے روایت ہے ۔ کہ یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر
علماء نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جب صفات بیان کرتے
ے ۔ تو یہی کہا کرتے تھے ۔ کہ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ
سْمُهٗ اَحْمَدُ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یعنی وہ بلاشبہ نبی
۔ اور تحقیق آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ۔ اور توراۃ وانجیل میں آپ کا
سم گرامی احمد ہے ۔ زید بن لبید راوی ہیں ۔ کہ ہم مدینہ کے ایک ٹیلہ پر
تھے ۔ کہ یکایک ایک آواز سنائی دی ۔ کہ یَا اَهْلَ یَثْرِبَ
قَدْ ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ نُبُوَّةُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ هٰذَا النَّجْمُ
قَدْ طَلَعَ بِمَوْلِدِ اَحْمَدَ وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ مُهَا
جْرَتُهٗ اِلٰی یَثْرِبَ ۔ (خصائص الکبریٰ) یعنی اے اہل یثرب
ھا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو چکی یہ ستارہ ہے ۔ کہ
ہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی وجہ سے طلوع ہوا ہے ۔ اور
وہ آخر نبی ہیں ۔ اُن کا دار ہجرت یثرب (مدینہ) ہوگا ۔ (خصائص الکبریٰ
ص۱۲۷ ج ۱)

Marfat.com

بیان خلافت وکرامت

آیت شریفہ ، وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط یعنی اور یاد کرو تم اے محمد ، جب کہا تمہارے رب نے واسطے سب فرشتوں کے . کہ بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں . زمین میں ایک بدلے کو جو قوم بنی الجان کا بدلہ ہوگا . یا کسی کو جو عمارت زمین اور عبادت رب العلمین میں تمہارا خلیفہ ہو . اور اعانت حق اور اہانت باطل میں میرا خلیفہ ہو .

بحر الحقائق میں لکھا ہے . کہ خلیفے کے یہ معنے ہیں . کہ جمیع موجودات اور تمام مخلوقات سب کی سب کا وہ بدلہ ہے . یہ بدلہ آدمی ہی ہو سکتا ہے . اس واسطے کہ وہ عالم غیب اور عالم شہادت کے عجائبات کا مجمع اور نادرات کا منبع ہے . اور عالم جسمانی اور عالم روحانی کا خلاصہ اس کے ساتھ ہے . اور حقائق علوی وسفلی کا جامع وہی ہے تو پس معلوم ہوا . کہ خداوند کریم نے انسان کے وجود میں اپنی ذات کی طرف سے نور کا تجلی ڈالا ہے . جس کے ذریعہ سب باطنی اور ظاہری مغیبات کھل گئے . اور حضرت آدم علیہ السلام کو بلکہ جمیع انبیآء علیہم السلام کو خلافت بھی ہے . اور نبوت بھی ہے . اسی لئے اپنے رسولوں کے لئے خداوند کریم نے اپنی طرف سے الہامی کتابیں بھیجیں . تاکہ جملہ مخلوقات کو حقوق خدا کی ہدایت دیں . اور راہ ہدایت پر لائیں . اسی شریعت میں خداوند کریم نے ہر قوم میں نبی بھیجے . تاکہ توحید خدا سے واقف ہو

Marfat.com

جائیں۔ اور اسلام میں داخل ہو جائیں۔ تو ہر رسول کی شریعت میں بہت سی تعداد میں نبی ہوتے تھے۔

اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں نبوت ختم ہے اور خلافت باقی رہی ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (القرآن پ ۱۸ سورۃ نور) ترجمہ، یعنی وعدہ دیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کیے انہوں نے کام اچھے۔ البتہ خلیفے بناوں گا بیچ زمین کے۔ جیسے خلیفے بنائے تم سے پہلے۔ تو پہلے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کو ملی۔ وہی خلافت وہی علوم خدا کے دوستوں کو ہیں۔ اور خلافت کبریا میں اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی توحید کی خلافت قائم رہے گی۔ جس سے ظاہری اور باطنی خلافت مراد ہے۔

ظاہری خلافت کے حقدار علماء شریعت ہیں اور باطنی خلافت کے مالک اولیاء لوگ ہیں۔ جس سے مراد صراطِ مستقیم ہے اور صراطِ مستقیم اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ میں ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی ہمیں راہ دکھا۔ راہ سیدھی (کہ اقوال و افعال و اخلاق میں اولیاء انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے۔ اس واسطے کہ افراط و تفریط اور زیادتی یا کمی میں وہ راہ متوسط ہے۔ یا راہِ مستقیم پر ہمیں ثابت رکھ۔ کہ وہ دین اسلام اور سنت سید الانام علیہ السلام ہے۔ اور حضرت قطب الاولیاء غوث الواصلین۔ ناصر الحق والدین خواجہ عبید اللہ قدس اللہ

Marfat.com

سرہُ العزیز نے اس کے معنے میں ایک اچھی بات فرمائی ہے۔ وُہ یہ کہ دکھا تو ہمیں سیدھی راہ۔ یعنی اپنی ذات کی محبت اور مشاہدہ سے مشرف رکھ۔ تاکہ اپنی طرف اور تیرے غیر کی طرف التفات کرنے سے آزاد ہوکر ہم بالکل تیرے ہی گرفتار ہو جائیں۔ اور تیرے سوا نہ ہم کچھ جانیں اور نہ کچھ دیکھیں اور نہ ہی کچھ خیال کریں۔

دوسرا معنے یہ ہے۔ دکھا تو ہمیں سیدھی راہ یعنی وہ راہ جو تیری ذات پاک جو کہ ہر موجود کے ساتھ ہے۔ کہ وہ موجود اس راہ کے بغیر کچھ ظہور ہی نہیں رکھتا۔ اور بے اس کے اپنے کمال کی انتہا کو نہیں پہنچتا۔ کہ ہر حال میں تیرے سوا کچھ نہ دیکھیں۔ اور تیرے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے ہم آزاد ہو جائیں۔ دکھا ہمیں اُن لوگوں کی راہ کہ اپنے فضل وکرم سے انعام کیا تو نے اُن پر۔ نبوت رسالت ولایت صدّیقیت، شہادت، صلاحیت کی نعمت دے کر۔ یا ان لوگوں کی راہ جو اہلِ قرب ہیں۔ اور کمال نعمت ظاہری سے۔ کہ قبول شریعت ہے۔ اور جمال نعمت باطن سے۔ کہ اسرارِ حقیقت کی واقفیت ہے۔ ان کو تو نے عزت دی۔ اور بزرگی بخشی۔

پس معلوم ہوا۔ کہ صراطِ مستقیم ان لوگوں کو خداوند کریم نے عطا کی ہے۔ جو کہ صاحب خلافت ہیں۔ جس سے مراد خلافت ذاتِ کبریا ہے۔ اور یہ خلافت اور یہ صراطِ مستقیم اُن لوگوں کو حاصل ہے۔ جو کہ منزل فنافی الشیخ میں اور منزل فنافی الرسول میں اور منزل فنافی اللہ میں داخل ہیں۔ اور یہ خلافت متابعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔ جو شخص بغیر متابعت رسول اللہ علیہ وسلم کے خلافت کا

Marfat.com

دعوی کرے وہ مردود ہے۔ اور اپنے دعویٰ میں کاذب ہے۔ اور خلافت کبریا بغیر ذاتی تجلے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا کے راز کو وہ شخص سمجھتا ہے۔ جس کے وجود میں خدا کا نور یعنی تجلّی ہو۔

ولی کی تعریف اور پہچان

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (پ۱۱، سورۃ یونس) خبردار ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو۔ کہ بیشک خدا کے دوستوں پر نہ کچھ خوف ہے۔ مکائد اور شدائد کے پہنچنے سے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ مطالب و مقاصد کے فوت ہونے سے۔

عین المعانی میں لکھا ہے۔ کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی ملاقات کے سبب سے خدا یاد آئے۔

اور بحر الفائق میں لکھا ہے۔ کہ اولیاء سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو اپنے نفس کے دشمن ہیں۔ یعنی خدا کی محبت میں اپنی نفس کشی کریں۔

اور کشف الاسرار میں اولیاء کی یہ صفت لکھی ہے۔ کہ وہ لوگ عنوانِ شریعت اور برہان حقیقت ہیں۔ ان کا ظاہر تو احکام شرع سے آراستہ ہے۔ اور ان کا باطن انوار فقر سے۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے واسطے دوستی کریں۔ اور اس بات کی تائید کو یہ کلام کافی ہے۔ کہ وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ اور ان لوگوں کو سخت مقاموں میں کچھ خوف نہیں۔ اور روزِ قیامت کے ہولوں سے غمگین نہ ہوں گے۔

Marfat.com

پس معلوم ہوا۔ کہ خدا کا عشق تب ہی حاصل ہو سکتا ہے
خدا کا نور یعنی تجلّی، نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْ
کی منزل میں پہنچے۔ کیونکہ جسمانی بدن کی زندگی رُوحانی بدن سے ہوتی
اور روحانی بدن کی زندگی ذاتی نور کے تجلّے سے ہوتی ہے۔ تو ایسے بدن
کے لئے موت نہیں۔ تب ہی مقاصد اور مطالب فوت نہیں ہوتے
ہر طالب کے مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔ اذن خدا کے ساتھ۔
لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (القرآن
یعنی ان کے واسطے خوشخبری ہے۔ دنیا کی زندگی میں۔ یعنی وہ خوشخبری
جو رسول علیہ السلام کی زبانی ان کے باب میں گزری۔
تبیان میں لکھا ہے۔ کہ مسلمان بہشت میں اپنی جگہ مرنے سے پہلے
دیکھ لے۔
تفسیر مدارک میں لکھا ہے۔ خوشخبری سے مراد مسلمانوں کی محبت
ہے۔ ان کی نیک نامی میں۔
سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ دیدار الٰہی کا وعدہ دنیا میں خوشخبری
ہے۔ اور وعدہ وفا ہونا آخرت میں خوش خبری ہے۔
حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے کہا ہے۔ کہ ولی کو دو بشارتیں
ہیں۔ دنیا میں معرفت خدا اور عقبیٰ میں سرفرازی کی خلعت۔ یہاں مجاہدہ و
مشاہدہ نور ذات کبریا کا اور صفا و وفا۔ وہاں رضا و لقاء
پس معلوم ہوا۔ کہ خداوند کریم اپنے دوستوں کو اپنے نور میں فنا کر دیتا
ہے جس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں
آیت، لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ

Marfat.com

لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ نہیں بدلتا ہے خدا کی باتوں کو۔ یعنی اس کے وعدے میں فرق نہیں۔ وہ خوشخبری دنیا میں جس کا وعدہ کیا گیا۔ اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اور کسی عاقل کی عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ کہ اس کی کُنہ اور باریکی کو دریافت کرے۔

آیت شریفہ، نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ (ترجمہ) ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے وہ چیزیں اس میں جن کی آرزو تمہارے نفس کریں۔ اور تمہارے لئے وہاں بھی وہی ہے۔ جو تم چاہو۔

یعنی دنیا میں تم کو آفتوں سے بچاتے ہیں۔ اور سچا الہام دیتے ہیں۔ اور بھلائی کی باتیں بتاتے ہیں۔ اور مدد کرتے ہیں۔ اور آخرت میں تکریم و تعظیم کرکے۔ اور شفاعت میں تمہاری مدد کرکے۔ یعنی قبولیت شفاعت جس کسی کو خدا چاہے۔ اور تمہارے واسطے ہے دنیا میں وہ چیز جس کی آرزو اور خواہش کرتے ہیں نفس تمہارے۔ لذتوں اور کرامتوں میں سے۔ اور تمہارے واسطے ہے عقبےٰ میں وہ چیز جو تم چاہو گے۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ، روزی مہیا ہوئی۔ خدا بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ نہایت کرامت نتیجۂ استقامت ہے۔ اس واسطے کہ سلوک و طریقت میں اس سے اعلیٰ کوئی درجہ نہیں۔

شیخ المحقق والمدقق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ استقامت

Marfat.com

ماسوی اللہ سے سر کی نگہداشت ہے۔ یعنی چاہیئے کہ غیر حق کو خلوت خانۂ سر میں راہ نہ دے۔ اور اغیار کو حریمِ منزلِ دل میں نہ چھوڑے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ عارف لوگوں کے سینے میں ماسوئی ذاتِ کبریا کے تجلّے کے اور کوئی چیز مٹ نہیں سکتی۔ اور خداوند کریم کی دوستی دنیا و آخرت میں یکساں قائم ہے۔ اور عارف باللہ لوگوں کا دنیا سے فوت ہونے کے ساتھ خدا کی دوستی نہیں ٹوٹ سکتی۔ کیونکہ خداوند کریم نے آخرت و دنیا دونوں میں دوستی کا وعدہ کیا ہے۔ اور دنیا کے کیئے ہوئے اعمال اور خدا کی دوستی اور معرفت کا سلسلہ دنیا سے سفر کرنے کے ساتھ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ کیونکہ انبیاء اولیاء علماء صرف مکان تبدیل کرتے ہیں۔ حقیقت میں واصل خدا ہوتے ہیں۔ اور جو اولیاء اللہ دنیا کی زندگی میں مخلوقات خدا کو فیض پہنچاتے ہیں۔ وہ تمام روحانی بدن کے ساتھ فیض پہنچاتے ہیں اور عالمِ برزخ سے بھی روحانی بدن کے ذریعہ سے فیض پہنچاتے ہیں۔ جس طرح خدا دنیا میں اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ تو عالمِ برزخ سے بھی دعائیں مستجاب کرتا ہے۔ اور امداد کرتا ہے۔

آیت شریفہ، مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ (الایۃ) (ترجمہ) کون شخص ہے۔ وہ جو درخواست کرے اللہ سفارش انبیاء اور ملائکہ وغیرہ میں سے نزدیک اس کے قیامت کے دن کسی کی۔ مگر ساتھ حکم اس کے کے۔ کہ وہ شفاعت کی اجازت دے جانتا ہے اللہ جو کچھ کہ سامنے آسمان اور زمین والوں کے ہے۔ اس

Marfat.com

جہاں کے امور سے جو کچھ ہوگا۔ ان کے پیچھے اس جہان کے کاموں سے۔

اس آیت کریمہ سے دو معنے لئے جاسکتے ہیں۔ ایک جو مذکور ہے تقدیس خدا کے ہے۔ اور دوسرا معنے شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یَعْلَمُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ مِنْ اَوَّلِیَاتِ الْاَمْرِ قَبْلَ الْخَلَائِقِ وَمَا خَلْفَھُمْ مِنْ اَحْوَالِ الْقِیَامَۃِ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے پہلے معاملات بھی جانتے ہیں۔ اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے حالات ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔

آیت شریف، وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی۔ (ترجمہ) اور ایمان لائے ساتھ اللہ کے۔ پس تحقیق ہاتھ مارا اس نے ساتھ پکڑ مضبوط کے۔ کہ قرآن ہے یا سُنت کی اتباع یا امر و نہی پر ٹھہرنا۔ کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلنا ہے۔

سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ ابتدا میں توفیق اور انتہا میں سعادت عروۂ وثقیٰ ہے۔ اور حقائق نجمیہ میں ہے۔ کہ عروۂ وثقیٰ عوام کیواسطے تو توفیق طاعت ہے۔ اور خواص کے واسطے محبت کے ساتھ مزید عنایت۔ اور اخص الخواص کے واسطے ربوبیت کا جذبہ۔ کہ انہیں وجود کی ظلمتوں سے صاف کردیں۔ اور اخلاق واجب الوجود کے انوار کے ساتھ باقی رکھیں۔

حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین جو نقشبند مشہور ہیں۔ قدسنا بحقائق کلامہٖ کے مقامات میں مذکور ہے۔ کہ اس راہ میں حق کے سوا سب

Marfat.com

طاغوت ہے ۔ اس کے ساتھ کفر اور حق کے ساتھ ایمان سالک کے واسطے ہر قدم پر شرط لازم ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْھَوٰی عِنْدَ اللّٰہِ اَبْغَضُ مِنْ جَمِیْعِ الْاٰلِھَۃِ ۔ یعنی جن خداؤں کو زمین میں پوجتے ہیں۔ ان سب میں بدتر اُن کی خواہش ہے ۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ ۔ یعنی کیا، پس دیکھتے ہو۔ آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے جس نے اپنی خواہش کو خدا ٹھہرایا۔ اور وہ بیچارہ یہ سمجھتا ہے ۔ کہ میں خدا کا بندہ ہوں ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے ۔ تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْھَمِ وَتَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَۃِ ۔ یعنی ہلاکت میں پڑا ہے ۔ بندہ سونے چاندی کا ۔ اور زن و فرزند کا ۔ بے شک جو جس کا بندہ ہوتا ہے ۔ اسی چیز کو پوجتا ہے ۔ سب چیزوں سے ضرور قطع تعلق کرنا چاہیئے ۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ سے کو لگانی چاہیئے ۔ یہ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی کا بھید ہے ۔ اور یہ عروہ یعنی دست آویزی ایسی ہے ۔ کہ لَا انْفِصَامَ لَھَا ۔ کہ اس کے لئے ٹوٹنا یا کٹنا کچھ نہیں ۔ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے ۔ اس کی بات جو عروۂ وثقیٰ کے ساتھ توسل رکھتا ہے ۔ اور جاننے والا ہے ۔ اس شخص کی نیت خالص جس نے اس عروۂ وثقیٰ کو مضبوط پکڑ رکھا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرۃ) یعنی اللہ دوست اُن لوگوں کا ہے ۔ جو ایمان لائے ۔ (اس کی راہ دکھانے میں اُن لوگوں کے کاموں کا متولی ہے) نکالتا ہے انہیں کفر اور ضلالت سے ایمان و معرفت کی

Marfat.com

روشنی کی طرف۔

پس معلوم ہوا۔ کہ اللہ کے دوستوں کے بھید اللہ کریم کے ہی پاس ہیں۔ اور اللہ کریم کے علوم غیب کے بھید اس کے دوستوں کے سینے میں ہیں۔ بے استقامت اور بغیر معرفت کے کوئی بچارے کیا جانیں خدا کے بھید کو۔ جو اپنی بے خبری کی وجہ سے انبیاءؑ و اولیاء کو بے خبر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں ابلیس نے دنیا کی محبت کا پردہ ڈالا ہے

آیت شریف، وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (ترجمہ) اور جس طرح اے مسلمانو تمہارے قبلہ کو ہم نے سب قبلوں سے افضل کیا ہے۔ تم کو بھی کیا ہے ہم نے گروہ معتدل۔ اور برگزیدہ تاکہ ہو تم قیامت کے دن گواہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے۔ ان لوگوں پر جو ان کی نبوت سے منکر ہوئے اور ہوگا رسول میرا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سچے ہونے پر گواہ عادل۔ پس معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا اور اُن کا علم ہوگا۔ کیونکہ گواہ اس کو کہتے ہیں۔ کہ موقع پر حاضر ہو۔ اور معاملے کو دیکھ کر گواہی دے۔ اور ان کی گواہی پر سچائی کے واسطے رسولؐ گواہ ہے۔ یہ گواہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ لوگ دیں گے جو صاحب کرامت ہوں گے۔ اور پرہیزگار علماءؑ۔ کیونکہ پرہیزگار علماء شریعت نبی کی گواہی دیں گے۔ اور صاحب کرامت یعنی اولیاءؑ انوار مشاہدہ کے ساتھ، دنیا و آخرت میں گواہی دیں گے۔

حدیث قدسی كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ

Marfat.com

وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِہٖ ۔ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ ۔ جب انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے ۔ تو خدا کی عطائی طاقت سے دیکھتا سنتا اور پوچھتا بولتا ہے ۔ دور ہو یا نزدیک ظاہر ہو یا باطن ۔

آیت شریفہ ، یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ اے گروہ ایمان والو۔ اطاعت کرو اللہ کی ۔ فرائض اور قرآن کی ۔ اور فرمانبرداری کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں حکم حدیث کی اور اطاعت کر و صاحب حکم کی جو تم میں سے ہو ۔

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ۔ کہ اولی الامر حضرت ابوبکر صدیق ۔ حضرت عمر فاروق ۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں ۔ کیونکہ یہ چاروں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وزیر و خلیفہ تھے ۔ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ کا اشارہ انہیں کی شان میں نافذ ہوا ۔ اور حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ۔ کہ اولی الامر خلفاء اربعہ ہیں ۔ اور سب صحابہ کو بھی کہا ہے ۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ۔ ان میں سے جس کی بھی اقتدا کروگے ۔ تو تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے ۔ یا فقہا اور علماء ہیں اور عارفوں کے نزدیک اولی الامر مشائخ اور پیرانِ طریقت ہیں ۔ کہ اہل سلوک کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے ہیں یہ خلافت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۔

Marfat.com

بحث وسیلہ

آیت شریف ، یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ط (ترجمہ) اے گروہ مومنوں کے ڈرو خدا سے ۔ اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ ۔ یعنی وہ چیز جس سے اس کی درگاہ میں قرب حاصل کرنے کے واسطے وسیلہ کر سکیں اور جامع بات اس باب میں یہ ہے ۔ کہ جناب الٰہی میں تقرب حاصل کرنے کو اور اوامر و نواہی کا لحاظ رکھنا وسیلہ کلی ہے ۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے ۔ کہ عابدوں کا وسیلہ فضائل ہیں ۔ اور عالموں کا وسیلہ دلائل ہیں ۔ اور عارفوں کا وسیلہ ترک وسائل ہیں ۔ عابد تو معاملے سے توسل ڈھونڈتا ہے ۔ اور عالم مکاشفہ سے راہ پر چلتا ہے ۔ اور عارف معائنہ سے راہ دیکھ لیتا ہے ۔ عابد تو اس آیت میں فکر کرتا ہے ۔ کہ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا ط اور عالم اس آیت پر نظر کرتا ہے ۔ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ ۔ اور عارف اس بات سے درگزر نہیں کرتا ۔ کہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ ۔

پس معلوم ہوا ۔ کہ عارف باللہ لوگوں کے سینے میں ذاتِ کبریا کی طرف سے نور کا تجلّی ہوتا ہے ۔ جس سے خدا کا مشاہدہ کرتا ہے ۔ ایسے لوگوں کا وسیلہ ڈھونڈنا اور معرفت خدا حاصل کرنا اور عشق الٰہی میں غرق ہونا فرض ہے ۔ جو لوگ صوفیاء کرام سے انکار کرتے ہیں ۔ اور کرامت کو نہیں مانتے ۔ وہ زندیق ہیں ۔ کیونکہ ان لوگوں کے دلوں پر ابلیس

Marfat.com

نے غفلت یعنی اندھیرے کا پردہ ڈالا ہے ۔ اس اندھیرے سے وہ بیچارے نور کی طرف نکل نہیں سکتے ۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ۔ (ترجمہ) اور واسطے ہر ایک گروہ کے ایک مدت ہے جو خدا نے مقرر کر دی ہے ۔ ان کی زندگی کے واسطے ـــــ کہ اس میں عذاب ہلاک ان پر نازل ہو ۔ یا پھر جب آتا ہے وقت ان کے عذاب اور ہلاکت کا یا جب وہ مدت مقررہ تمام ہو جاتی ہے ۔ تو نہیں پیچھے رہتے اس مدت سے اور نہ آگے ہوتے ہیں ۔ مگر مسلمانوں کے لئے مغفرت ہے ۔ (پ ۔ سورۃ اعراف)

آیت شریف ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (پ ۹ ۔ سورۃ انفعال) (ترجمہ) اے گروہ ایمان والوں کے قبول کرو واسطے اللہ کے اور واسطے رسول کے جب پکارے تمہیں رسول واسطے اس چیز کے ۔ جو زندہ کر دے تمہیں ۔ یعنی علوم دینیہ اور نور معرفت کا تجلّی دل کی زندگی ہے ـــ اور جان لو تم یہ کہ اللہ حائل ہوتا ہے ۔ درمیان مرد اور اس کے دل کے ۔

صاحب انوار نے فرمایا ہے ۔ کہ بندہ کے ساتھ کمال قرب الٰہی تمثیل ہے ۔ کہ عارف باللہ لوگوں کی دلی زندگی اللہ کی طرف سے نور کے تجلّی کے ساتھ ہوتی ہے ۔

پس معلوم ہوا ۔ کہ خداوند کریم نے انسان کے ساتھ دوستی میں مزید قدرت و محبت پیدا فرمائی ہے ۔

Marfat.com

آیت شریف، یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ اے گروہ مسلمانوں کے ڈرو اللہ سے۔ کہ جس وقت پرہیزگار ہو گئے۔ اور علوم دینیہ سے واقف ہو گئے۔ تو ہو جاؤ۔ ان صادقوں کے ساتھ۔ جو اللہ کے تجلّی کے بغیر ان کے دلوں میں کسی غیر چیز کی گنجائش نہ ہو۔ اور نور معرفت میں غرقاب رہتے ہوں ان لوگوں کی صحبت کرنی قرآنی حکم ہے۔ (پ۱۱۔ سورۃ التوبہ)

آیت شریفہ، اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (پ۱۳۔ سورۃ رعد) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور آرام پاتے ہیں اُن کے دل ساتھ ذکر الٰہی کے۔ ان کے دل خدا کی توحید کے ساتھ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس کی رحمت کے ذکر سے دل کے خزانے بھر جاتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر الٰہی سے آرام پاتے ہیں دل مومنوں کے۔ اور خواص کے دل کو اطمینان صفاتِ اعلیٰ سے اور علماء ربانی کے دل کو آرام حقائق اسماء حسنیٰ سے مگر موحدوں کے دل کو چین نہیں بغیر مشاہدہ لقا کے اور یہ مقصد اعلیٰ ہے۔

آیت شریف، وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ (ترجمہ) اور بیشک ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو واسطے قدرت کے آثار اور دلائل اور معجزات کے ظاہر کرنے کے لئے۔ مگر خاص روحانی بزرگی وہ ہے۔ کہ جس کی وجہ سے انبیاء اولیاء مومنوں کو بزرگ کیا ہے۔ وہ نبوت رسالت ولایت، ہدایت، ایمان، اسلام، ارشاد کمال اخلاق آداب سیر الی اللہ اور من اللہ کی منزل سے لاہوتی جذبوں کے سبب ناسوتی تنگیوں

Marfat.com

سے ترقی اور مقامات پر عبور انانیت سے فنائیت کے ساتھ بقا حاصل کرنا ہے۔

کرامت یہ چیز ہے کہ اللہ کریم کرامت والوں پر ظاہری و باطنی رحمت والے خزانے کھول دیتا ہے۔ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ یہ محبت کا درجہ ہے۔ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ یہ ذکر کی بزرگی ہے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ یاد کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس دن کو کہ پکاریں گے ہم ہر گروہ کو لوگوں میں سے اُن کے پیشوا کے ساتھ۔

پس معلوم ہوا۔ کہ قیامت کے دن بغیر پیشوا کے اللہ کریم نہیں بلاتا۔ اور بغیر پیشوا کے شفاعت قبول نہیں ہوتی۔

حدیث نبوی، من لا شیخ لہٗ یتخذہٗ الشیطان تو جو آدمی اولیاء اللہ کے وسیلے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ خدا کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔ وہ بیچارے کیا جانیں۔ یعنی اندھے کہاں راستہ بتا سکتے ہیں۔ اور جو اولیاء اللہ کے وسیلے سے یا استمداد سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ملامت ہیں۔ کیونکہ انہیں سکھانے والا ابلیس ہے۔

آیت شریف، وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرآئیل، ترجمہ) اور تھوڑی رات میں سے پس جاگ، قرآن یعنی نماز کے ساتھ زیادتی ہے تیرے واسطے فرض نماز پر یا فضیلت ہے۔ تیرے لئے اور بزرگی ہے خاص تیرے واسطے۔ چاہیے اور البتہ ایسا ہی ہوگا۔ کہ رکھے گا تیرا خدا تجھے

Marfat.com

مقامِ سپندیدہ میں یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونے والے کی سب تعریف کرنے والوں نے تعریف کی ہوگی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے کہ اس مقام پر سب اگلے پچھلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں گے۔

حدیث شریف کی عبارت یہ ہے۔ یُدْنِیْنِی اللّٰہُ فَیُقْعِدُنِیْ مَعَہٗ عَلَی الْعَرْشِ (ترجمہ) نزدیک بلایا مجھے اللہ نے پھر بٹھالیا مجھ کو عرش پر یعنی مراد منزلت ہے۔ منزل نہیں اور مقصود مکانیت ہے مکان نہیں۔

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ عرش پر اللہ جل شانہٗ کا قرار پکڑنا اس طرح پر نہیں کہ اُسے چھو جائے تاکہ عرش اس کا مکان ہو جائے۔ وہ اب بھی اسی صفت پر ہے جس پر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا۔ اس لئے کہ ازل اور ابد میں وہ اپنی ذات سے قائم ہے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھانا اسے اپنی ذات کی بہ نسبت یکساں ہے۔ اور عرش پر بٹھانے سے مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ۔ اس آیت میں کہتے ہیں۔ کہ تحقیق جو لوگ پاس ہیں تیرے رب کے یا مقام محمود ہے۔ تو پس معلوم ہوا کہ نوافل سے مراد صلحا لوگوں کی نماز ہے۔ آخری شب میں اور مراقبہ و مجاہدہ ہے جس سے انسانی لطائف جاگ جاتے ہیں۔ اور قلب روح۔ سر۔ خفی۔ اخفیٰ یہ لطائف ہیں ان لطائف کے ساتھ مقام محمود حاصل ہوتا ہے اور مقام محمود سے مشاہدہ استغراق فی اللہ ہو جاتا ہے۔ ایسی منزل والے لوگوں کے سینے میں ذات کبریا

Marfat.com

کی طرف سے نور کا تجلی قائم ہو جاتا ہے جس تجلے سے قرب ربوبیت حاصل ہوتا ہے۔ اس تجلے سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

آیت شریف، وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (پارہ ۱۵، سورہ کہف) ترجمہ، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر جب بھول جاؤ۔ تو جس وقت یاد آئے ذکر کر بہت۔ حقیقت یہ ہے کہ ذکر کرنے والا فنا ہو جائے اس میں جس کا ذکر کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ ذکر ذاتِ الٰہی کی طرف سے نور کا تجلّہ ہے۔ کیونکہ اللہ کریم نے فرمایا کہ تو مجھ کو زبان سے یاد کرے گا تو میں تجھے اپنی ذاتی زبان سے یاد کروں گا اگر تو مجھے دل میں یاد کرے گا تو میں تم کو اپنی ذات میں یاد کرونگا۔ اور ذکر جو ہے۔ کہ فاذکرونی اذکرکم، کہ عابد اور معبود کے درمیان کلام ہے۔ اور عابد معبود کے ساتھ اس وقت کلام کر سکتا ہے۔ کہ جسمانیت وحیوانیت سے فناہ ہو جاوے۔ اور خدا کی ذات کی طرف سے اس کے روشن دل پر نور کی چمک ہو۔

آیت شریف، وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ (پارہ ۱۵، سورہ کہف، ترجمہ) اور روک رکھ اپنے دل کو یا نفس کو اور صبر کر ان لوگوں کے ساتھ جو عبادت کرتے ہیں اپنے رب کی صبح وشام عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم عرب کے اشراف ہیں۔ سلمان اور ابوذر اور مسلمان فقیروں کے پاس ہم نہ بیٹھ سکیں گے۔

Marfat.com

کہ احکام شرع سیکھا کریں۔) فرمایا خداوند کریم نے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صبر کر وان فقیروں کی صحبت پہ جو خدا کی رضامندی کے شب و روز ہر وقت خداوند کریم کی رضا مندی کے لئے اس کی عبادت میں اور ذکر میں غرقاب ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو لازم ہے۔ کہ خدا کے دوستوں کی صحبت میں اپنے قلب کو روک رکھیں۔ اور عشق خدا حاصل کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پاس جانے کا اور خدا کا ذاتی عشق حاصل کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ جو لوگ خدا کے دوستوں کی مجلس سے منع کرتے ہیں۔ وہ علامت ہیں۔ کیونکہ ان پہ ابلیس کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

آیت شریف، وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ترجمہ اور اطاعت نہ کر اس شخص کی کہ غافل کر دیا ہے۔ ہم نے اس کے دل کو اپنے ذکر سے اور پیروی کی اس نے اپنی خواہش نفسانی کی اور ہے اس کا کام خراب اور ضائع۔

آیت شریف، فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (پارہ ۱۶، سورہ کہف) ترجمہ تو میری مدد کرو قوت سے یعنی قوی لوگوں سے یا ایسی چیز سے جس کے سبب سے اس کام میں مجھے قوت مل جائے تاکہ کروں تمہارے اور ان کے درمیان آڑ سخت۔ پس خدا کی مخلوقات سے مدد حاصل کرنا اور مانگنا قرآنی حکم ہے۔ کیونکہ سلطان سکندر نے بھی لوگوں سے مدد مانگی تھی۔

Marfat.com

آیت شریف ، وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ) لکھا ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام وحی لاکر کوئی آیت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خوف سے کہ مبادا کچھ فرق ہو جائے یا بھول جائے۔ وہ آیت تمام کرنے سے پہلے حضرت جبرائیل امین کے ساتھ ساتھ پڑھتے تو یہ آیت نازل ہوئی اور نہ جلدی کر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھنے میں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب علوم اولین و آخرین یاد تھے۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۝ اور کہو کہ اے میرے رب زیادہ دے مجھ کو علم احکام شرع کا یا قرآن سے۔

لطائف قشیری میں لکھا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبکہ علم کی زیادتی کی طلب کی تو حق تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام پر حوالہ فرمایا۔ اور ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی طلب علم زیادہ ہونے کی دعا تعلیم فرمائی۔ اور اپنے سوا کسی پر حوالہ نہ فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس نے اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ کے مکتب ادب میں قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۝ کا سبق پڑھا۔ اور البتہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ کے مدرسے میں فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مستفیدوں کے گوش ہوش میں پہنچا سکتا ہے۔

آیت شریف، نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ (ترجمہ) فرمایا اللہ کریم نے کہ نور کے اوپر نور ہے کہ نور معرفت سے نور روحانی کو راہ دکھاتا ہوں بطرف ذاتی نور اپنے

Marfat.com

کے جس پہ میری ذات کی رضامندی آجائے۔ خدا کی رضامندی خدا کے ذکر میں ہے۔

آیت شریف، لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ اور نہ کرو اور نہ جانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے کو جیسے کہ تم پکارتے ہو۔ آپس میں ایک دوسرے کو۔ اور تعظیم کے ساتھ پکارو جیسا یارسول اللہ یانبی اللہ یاحبیب اللہ یاایھا النبی اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ جو حقارت کے نام سے پکارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آدمی ابلیس کا حقیقی بھائی ہے۔

آیت شریف، وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پارہ ۲۱ سورۃ روم) ترجمہ، اور جو لوگ کوشش کرتے ہیں اور ہمارے کام میں اور ہمارا دین قائم رکھتے ہیں تو ضرور راہ دکھاتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں۔ یہاں مجاہدہ کا لفظ مطلق فرمایا کہ ظاہری اور باطنی دونوں جہادوں کو شامل رہے۔

بحر الحقائق میں لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو کوئی کوشش کرتا ہے میری طلب میں تو میں اسے اپنے ملنے کی راہ بتاتا ہوں۔ اَنَا مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ حدیث قدسی میں اللہ کریم نے فرمایا۔ یعنی آگاہ ہو جس نے مجھے ڈھونڈا پایا۔

بعض کلامات زبور شریف کے ترجمے میں یہ شعر کہا ہے ؎

اَنَا الْمَعْبُوْدُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ
اَنَا الْمَقْصُوْدُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ

Marfat.com

آیت شریف ، اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ط (پارہ ۲۱ سورۃ لقمان) ترجمہ کیا نہیں دیکھتے ہو تم اے لوگو بے شک اللہ نے مسخر کر دیں تمہارے واسطے وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور پوری کر دیں تم پہ نعمتیں اپنی ظاہر اور پوشیدہ . یعنی جو نعمتیں تم پہچانتے ہو۔ اور جو نہیں پہچانتے .

پس معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے انبیاء و اولیاء کیلئے مسخر کر دیں ۔ جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ جس سے مراد علوم ظاہر اور علوم باطن ہیں ۔ اور اللہ کریم نے رحمت کی ظاہری اور باطنی نعمتیں اپنے دوستوں کے لئے مسخر کر دیں ۔ معلوم کرنا چاہیئے ۔ کہ خداوند کریم نے اپنی موجودات کی سلطنت اپنے دوستوں کے لئے مسخر کر دیں ۔ جس میں چاند سورج ، آسمان ، عرش و کرسی ، فرشتے جنت و دوزخ ۔ آگ ہوا پانی درخت ، حیوانات و جمادات سب انسان کیلئے اللہ کریم نے مسخر کر دیئے ہیں ۔ اس کا ثبوت قرآن مجید سے ہے ۔

سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا ۔ درندے ، پرندے اور سورج سب چیزیں مسخر تھیں ۔ ہر چیز سے کام لیا ہے ۔ ۱۔ آدم علیہ السلام کے لئے سب فرشتوں نے سجدہ کیا اور سب چیزیں اولین و آخرین مسخر کر دیں اور دکھا دیں ۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے لئے مکان بنایا زمین پہ جس میں خدا تعالیٰ کا تجلے اُترتا ہے ۔ اور اپنے سینے کی عشق والی آگ سے دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ۔ اور مچھروں کی فوج سے نمرود کی فوج کو تباہ

Marfat.com

کیا۔ اور ذبح کئے ہوئے پرندوں کو زندہ کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا۔ اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عرش و کرسی لوح و قلم زمین آسمان یعنی تمام موجودات اللہ کریم نے مسخر کر دیں۔ اور ہر ایک پیدا کی ہوئی چیز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے اور کرامات و معجزات تب ظاہر ہوتے ہیں کہ سب چیزیں مسخر ہوں۔ یہ چیزیں ان لوگوں کے لئے مسخر ہو جاتی ہیں۔ جن کے وجود میں خدا کی طرف سے نور کا تجلّی ہو۔ اور معجزات اور کرامات خدا کی قدرت کی چیزیں ہیں۔ اور اپنی قدرت اپنے دوستوں کے وجود میں ڈالتا ہے۔ بقایا مخلوقات کسی چیز کی قدرت نہیں رکھ سکتی۔

آیت شریف، یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا۔ (پارہ ۲۲۔ سورۃ السبا) ترجمہ، جانتا ہے اللہ جو چیز اترتی ہے۔ زمین میں جیسے مینہہ کا پانی اور جو چیز نکلتی ہے زمین سے جیسے بوٹی پتے یا جاننے والا ہے اُسے جو کچھ زمین کے اندر ہے خزانے دفینے مُردے اور جو کچھ زمین کے اُوپر ہے۔ حیوان چشمے سونا چاندی اور جانتا ہے۔ اُسے جو کچھ اُترتا ہے۔ آسمان سے جیسے فرشتے کتابیں۔ روزی اور مینہہ کے اندازے اور جو کچھ اُوپر جاتا ہے۔ جیسے آسمان میں فرشتے اعمال نامے بندوں کے اور دعائیں اور کلمات طیبہ اور ارواح طاہرہ۔

تفسیر غرائب میں ہے کہ جو آسمان سے اُترتا ہے اُس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں اور جو آسمان پر جاتا ہے اس سے جناب سلطان الانبیاء فخر دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شب معراج

Marfat.com

ہیں آسمان پر تشریف لے جانا مقصود ہے۔

صاحب کشف الاسرار نے فرمایا ہے۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس علم قدیم پر پوشیدہ نہیں۔ جو اُترتے ہیں اولیاء کے دلوں پر واردات اور کشوفات اور جو کچھ اُوپر جاتے ہیں اولیاء اور اصفیاء کے نفائس انفاس سب اوقات میں یا جو کچھ اُترتا ہے الطاف وکرم کہ بارگاہ قدیم سے دلوں کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ جہاں کہیں آشنائی کی بُو آتی ہے۔ وہیں منزل اور مقام کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ خداوند کریم نے اپنے دوستوں پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں چھوڑی اور اپنے معرفت کے سمندر میں غرقاب کئے۔

آیت کریمہ، مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ط (پ ۲۲۔ سورۃ فاطر) ترجمہ، جو کوئی ہو کہ اپنے واسطے چاہتا ہو عزت اُس سے کہہ دو کہ خدا کی عبادت کرنے سے عزت چاہ کہ خدا کے واسطے ہیں سب عزتیں اور اسی کی عزت سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے عزت حاصل کی ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ عزت اس کی ملازمت میں ہے اور ذلت اس کی مخالفت میں ہے۔

آیت شریف، وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۙ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ط (پ ۲۲ سورۃ فاطر) ترجمہ، اور برابر نہیں ہے اندھا یعنی کافر یا جاہل یا گمراہ اور آنکھوں والا یعنی مومن یا عالم یا راہ پایا ہوا۔ اور برابر نہیں

Marfat.com

سیرے یا باطل یا گناہ اور نہ روشنی یعنی حق یا طاعت اللہ برابر نہیں۔
سایہ یعنی ثواب یا بہشت یا راحت اور نہ حرارت یعنی عذاب یا
وزخ یا زحمت اور برابر نہیں زندے اور نہ مُردے یعنی مومنوں کو
افروں کے ساتھ برابری نہیں۔

پس معلوم ہوا۔ کہ اندھے سے مراد بے معرفت ہیں اور آنکھوں
والے صاحب معرفت اور مشاہدہ ہیں۔ اور اندھیرا تلاش دنیا
اور نور سوائے اللہ کی ذات کے تجلے کے عاشقوں کے دلوں میں اور
کوئی چیز نہیں مٹتی۔ اور حیات سے حیات ابدی مراد ہے۔ کہ آدمی حیات
ابدی حاصل کرے۔ اور حیاتی ابدی منزل فنا فی اللہ ہے۔ اور موت
سے مراد یہ ہے کہ اپنی روحانیت کو نفس کے تابع کر دے۔ اور دن
اور رات دنیا کی محبت میں مستغرق رہے۔

آیت شریف، فَقَالَ اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ
ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا
عَلَیَّ الخ (پارہ ۲۳ سورۃ ص) تو کہا سلیمان علیہ السلام
نے کہ بیشک میں نے اختیار کی محبت بہت مال کی کہ باز رہا۔ میں
اپنے رب کی یاد سے جو شام کے قریب میں مقرر کر رکھا تھا۔ اس
وقت کہ چھپ گیا آفتاب پردے میں رات کے اور بعض عالم اس
بات پر ہیں کہ ذکر سے عصر کی نماز مراد ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام سے
قضا ہو گئی تھی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اذن خدا سے ان
فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ جو آفتاب پر معین ہیں کہ رُدُّوْهَا عَلَیَّ ط کہ پھیرو
آفتاب کو میرے واسطے۔ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ فرشتوں نے آفتاب

Marfat.com

کو پھیر دیا۔ آفتاب اس مقام پر آیا جہاں عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے
حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز ادا کی اور جو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعا سے ڈوبا ہوا۔ آفتاب پھر اُلٹا نکلا۔ اور عصر کی نماز کے
جہاں ہوتا ہے۔ اس جگہ پر آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے نماز پڑھی
پھر غروب ہوا۔ حدیثوں میں مشہور ہے۔ اور یہ معجزہ مقام خیبر میں واقع ہوا
امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شرح آثار میں لکھا ہے کہ اس
حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ اور احمد بن صالح رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا
ہے کہ اہل علم کو لائق نہیں ہے کہ حدیث حفظ کرنے سے غفلت
کریں۔ یہ علامت نبوت ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ ان تمام پیدا کی ہوئی چیزوں پر اللہ کریم قادر ہے
خداوند کریم کے سوا کسی کی موجودات پر قدرت نہیں۔ یعنی زمین آسمان
ہوا۔ آگ چاند سورج تارے ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں رکھ سکتا
اور خداوند کریم نے اپنا ذاتی نور کا تجلّہ اور قدرت اپنے دوستوں کی روحانیت
میں رکھ دی ہے تب مخلوقات پر قدرت رکھتے ہیں۔ جس سے معجزے
اور کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جن لوگوں کے وجودوں میں خدا کی طرف سے
معرفت کا تجلّہ نہیں ہے۔ وہ بیچارے کیا جان سکیں انبیاءؑ و اولیاءؒ کی
شانوں کو۔ ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

آیت شریف، اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ

Marfat.com

قضیٰ عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی
اَجَلٍ مُّسَمًّی ط (پارہ ۲۴ سورۃ الزمر) ترجمہ، اللہ
تعالیٰ قبض کرتا ہے جانیں ان کی موتوں کے وقت۔ اور چھوڑ دیتا ہے
جس کا جی جو نہیں مرا ہے۔ اس کی خواب میں۔

امام محی رحمتہ اللہ علیہ نے معالم میں فرمایا ہے۔ کہ ہر آدمی کے
دو نفس ہیں۔ ایک نفس حیات، دوسرا نفس تمیز۔ نفس حیات تو
آدمی سے موت ہی کے وقت مفارقت کرتا ہے۔ اور اس کے زائل
ہونے سے نفس تمیز بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اور نفس تمیز سوتے وقت
مفارقت کرتا ہے۔ اور اس کے زائل ہونے سے نفس حیات زائل نہیں
ہوتا۔ احقاف میں ابن لبیعہ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ
زندوں اور مردوں کی روحیں باہم جمع کرتا ہے۔ کہ دوسرے کو آشنائی کا
پتہ اور نشان دیتے ہیں۔ پھر نگاہ رکھتا ہے۔ اس عالم میں اس نفس
کو کہ قبل اس سے جاری کر چکا ہے اس پر موت کو اور بھیجتا ہے دوسرے
نفس کو جس کی زندگی باقی ہے۔ ان کے بدنوں کی طرف اُس وقت تک
کہ اُن کی اجل آ پہنچے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ ہر انسان کی روحانیت بدن سے نکل کر ارواحوں کے
ساتھ سیر کرتی ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء کی روحیں نور معرفت کے
سبب ہر وقت ارواحوں کے ساتھ تصرف رکھتی ہیں۔ اور کلام کرتی
ہیں۔ بیہوشی اور ہوش میں اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو خدا کا تجلّی
بھی نظر آتا ہے۔

چونکہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بارہا اللہ کو خواب میں دیکھا

Marfat.com

ہے۔ اور انبیاء اولیاء مقام ناسوت سے لے کر عالم برزخ میں اور عالم الامر تک سیر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے وجودوں میں نور معرفت کا تجلّی ہوتا ہے۔ جس سے سب موجوداتِ خدا نظر آتی ہیں۔ اور انبیاء اور اولیاؤں کے روحوں نے باہم ملاقات کی ہے۔ اور وہ ان ملکوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ اور دنیا میں تصرّف کرتے ہیں۔ انبیاء و اولیاء کے فیض سے نا اُمیدی کرنا حقیقت سے بے خبری ہے۔

آیت شریف، رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ۝ (پارہ ۲۴ سورۃ المومن)

ترجمہ، وہ ہے بلند کرنے والا بندوں کے درجے دنیا میں تفاوت طبقات کے ساتھ اور عقبیٰ میں مراتب اور مقامات کا تفاوت کرکے یا انبیاء علیہم السلام کے درجے بلند کرنے والا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا درجہ صفوت کے ساتھ بلند کیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کا درجہ دعوت کے سبب سے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلّت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قربت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زہادت اور حضرت سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عطا فرمایا۔

سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ جس کسی کا درجہ چاہتا ہے بلند کرتا ہے۔ حقائق کی شناخت اور معرفت کے سبب سے۔

بحر الحقائق میں ہے۔ کہ محبوں کا درجہ بلند کرنے والا ہے۔ محبیت سے فنا کرکے محبوبیت کے ساتھ باقی رکھ کر ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

کہ، لَا یُوْجَدُ الْبَقَاءُ اِلَّا بِالْفَنَاءِ جب تک تو شربت فنا نہ پئے گا خلعت بقا نہ پہنے گا۔ خداوند تعالیٰ صاحب عرش ہے یعنی عرش کا خالق اور مالک ہے۔ یا ملک اور سلطنت کا خداوند ہے ڈالتا ہے رُوح کو اپنے حکم سے یا بھیجتا ہے جبرائیل علیہ السلام کو جس پر چاہتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے یعنی جسے چاہتا ہے۔ مرتبہ نبوت عطا فرماتا ہے۔ تاکہ ڈرائے وہ جس پر وحی آئے لوگوں کو ملاقات کے دن یعنی جس دن روحیں بدنوں سے ملیں گی یا اہل زمین یا اہل آسمان باہم ملاقات کریں گے یا اولین یا آخرین یا معبود اور ان کی عبادت کرنے والے یا مظلوم اور ظالم یا ہر عمل کرنے والا ملاقی ہوگا۔ اپنے عمل سے یا یہ سب جو مذکور ہوئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔

پس معلوم ہوا کہ درجے بلند کرنے سے خلافت ذات کبریا ہے کہ صاحب خلافت اور صاحب کرامت اور صاحب معرفت اور صاحب ولایت اور صاحب نبوت بنا دیتا ہے۔ نبوت ختم ہے اور خلافت باقی ہے اور ولایت بھی باقی ہے۔ جب تک اپنے بدن کو ذاتی نور کے تجلے کے ساتھ فنا فی اللہ کی منزل میں نہ پہنچا سکے تو قربت خدا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جو کہ لکھا ہے کہ محبیت سے فنا کر کے محبوبیت کے ساتھ باقی رکھ کر محبیت سے مراد ابتدا ہے اور محبوبیت سے مراد انتہا محبت ہے۔ اور محبت اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ کہ دوست دوست کے ساتھ ملاقی ہو جائے۔ ملاقات ہونے کے ساتھ دوستوں کے درمیان عشق جوش

Marfat.com

مارتا ہے۔ عشق سے مراد مشاہدہ ذوالجلال ہوتا ہے۔ اور روح سے مراد اپنی ذات کبریا کی طرف سے نور کا تجلّی ڈالتا ہے۔ اپنے سچے دوستوں کے سینے میں جس کے ذریعہ سے خدا کی طرف سے الہام سمجھتے ہیں اور مخلوقات خدا کو بشیراً و نذیراً کا خطاب سناتے ہیں۔ اس کو رُوح سلطانی کہتے ہیں۔ باقی روح رواں اور روح سائنسی تمام مخلوقات میں ہے۔ اور یہ رُوح سُلطانی اُن کے سینے میں خدا تعالیٰ ڈالتا ہے۔ جس پہ اس کی رضامندی آجائے۔ اور خدا کی رضامندی خداوند کریم کے ذکر میں ہے۔ کیونکہ خداوند کریم اپنے ذکر کا دوست ہے۔ کسی خوشامدی یا دولت کو پسند نہیں کرتا۔ ؎

بے فنائے خود میسر نیست دیدار شما
مے فروشد خویش را اول خریدار شما

آیت شریف، وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ د پارہ ۲۴۔ سورۃ المومن، ترجمہ، اور تمہارے رب نے کہا کہ پکارو مجھ کو تاکہ قبول کروں میں تمہارے واسطے دعا تمہاری۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دعا استغاثہ کے معنی میں ہے یعنی فریاد چاہو مجھ سے عاجزی کے وقت کہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں اور ایک گروہ علماء کے قول کے موافق دعا سے سوال مراد ہے۔ یعنی مجھ سے سوال کرو تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔ اس واسطے کہ میری رحمت کا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ اور میرا کرم آرزوئیں بر لانے والا ہے کون فقیر ایسا ہے۔ جس نے میرے سامنے ہاتھ پھیلایا اور میں نے نقد مراد اس کے ہاتھ پہ نہیں رکھی۔

Marfat.com

آیت شریف، اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح)

ترجمہ، بیشک ہم نے بھیجا تم کو گواہ تیری امت کے اقوال و افعال پر اور خوشخبری دینے والا ان کو جن کے دلوں پر سکینہ نازل ہوئی اور ڈرانے والا ان لوگوں کو جنہوں نے بُرا گمان کیا۔

• گواہ حاضر کو کہتے ہیں۔ جو موقع پر حاضر ہو۔ اور دیکھ کر گواہی دے جب کہ موقع پر حاضر ہو کر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے تو عدالت میں گواہی نہیں دے سکتا۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے اقوال۔ افعال سب معلوم ہیں روزِ اول سے قیامت تک۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے اعمال و اقوال سب معلوم ہیں تب خداوند کریم نے تمام مخلوقات کے اعمال و افعال پر گواہ بنایا۔ اس واسطے کہ تم تصدیق کرو۔ یعنی وحدانیت کے ساتھ اس پر ایمان لاؤ اور تصدیق کرو۔ اس کے رسول کی اور تقویت دو اس کے دین کو اور بزرگ رکھو اس کا حکم اور پاکی کے ساتھ یاد کرو۔ اسے یا اس کے واسطے نماز پڑھو صبح و شام۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کی ضمیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی آپ کی مدد کرو اور تعظیم بجا لاؤ اس واسطے کہ آپ کی تعظیم حقیقت میں تعظیم حق ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ پس معلوم ہوا کہ ایک دوسرے سے مدد مانگنی جائز ہے۔ اور قرآنی حکم ہے۔

آیت شریف، اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ

Marfat.com

اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ (ترجمہ) یقینی جن لوگوں نے بیعت کی تیری حدیبیہ میں سوای اس کے نہیں کہ انہوں نے بیعت کی اللہ کی اس واسطے کہ بیعت سے مقصود وہی ہے اور بیعت اسی کی رضامندی ڈھونڈھنے کو ہے۔ اس بیعت سے بیعت رضوان مراد ہے: اور ذکر انشاء اللہ آتا ہے سلمی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بات مقام جمع میں ہے اور حق تعالیٰ نے جمع کا مرتبہ کسی کے واسطے تصریح نہیں فرمایا۔ مگر اسی کے واسطے جو تمام موجودات میں اخص اور اشرف ہے۔ اور اسی مقام سے ہے کہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ قوت اللہ کی اپنا وعدہ وفا کرنے میں یا پیغمبر کی نصرت کے باب میں ہے۔ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ عہد وفا کرنے یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت یا موافقت کرنے میں۔

معالم میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتے تھے۔ اور ید اللہ ان کے ہاتھوں پر تھا۔ بیعت لینے اور بیعت کرنے میں۔ ید اللہ سے تجلّیٔ کبریا مراد ہے۔ پھر جو کوئی توڑے گا عہد تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ توڑتا ہے اپنے نفس پر یعنی اس کا ضرر اسی کو ضرور پہنچے گا۔

پس معلوم ہوا کہ بغیر بیعت ہونے سے انسان درجۂ کمالیت کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خداوند کریم کا خود امر ہے۔ جو آدمی بیعت کے سلسلے سے انکار کرے وہ ابلیس کا ہم نشین ہے۔ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ مُرْشِدًا ط (پارہ ۱۵ سورۃ کہف

Marfat.com

آیت شریف ، قٓ ، (پ ۲۶ ، سورۂ قٓ) کہا ہے کہ بعینہٖ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے یا قرآن کا نام ہے یا اسم قادر اور قدیر اور قہار اور قدوس اور قیوم کی کنجی اور ابتدا یا کلمۂ قف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ٹھہر اور قائم رہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل پر جس کا تو مامور ہوا ہے۔ امام ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قاف کے معنی یہ ہیں کہ اَللّٰہُ قَائِمٌ بِالْقِسْطِ اور بعضوں نے کہا ہے کہ قاف ایک پہاڑ ہے زمین کو گھیرے ہوئے حق تعالیٰ نے اسے زمرد سبز کا پیدا کیا ہے یہاں اس کی قسم کھائی ہے قدرت خدا اور قرب الٰہی کی کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ، کا بھید اس سورۃ میں اس کی خبر دیتا ہے یا اپنے حبیب کی قوت قلب کی قسم کھاتا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ خداوند کریم نے اپنے بھید جملہ امور کے اوّلین و آخرین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں ڈالے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ میں قائم بالقسط ہوں ساتھ تمہارے اے حبیب اور آپ کو میں نے حاکم بنایا۔ روز قیامت تک اور خانہ کعبہ کا اور بیت المقدس کا اور قاف سے لے کر قاف تک اور کھول دیا میں نے واسطے تمہارے راستہ اپنے قرب کا اور قاب قوسین تک قاف قرب خدا قاف قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ خداوند کریم نے اپنے حبیب کے ساتھ یہی انصاف کیا ہے کیونکہ معراج پر جانا بدن جسمانی کے ساتھ اور بڑی بڑی نشانیاں اللہ کریم کی دیکھنا اور اللہ کی ذات کے ساتھ کلام کرنا اور سورج کو موڑنا اور چاند کو دو ٹکڑے کرنا۔ اللہ کریم نے اپنا ذاتی نور کا تجلّہ اور اپنی قدرت اپنے حبیب کے سینے میں ڈالی کہ کے ذریعے سے معجزے اور یہ احکام ظاہر ہوئے۔ اور کوئی عابد زاہد

Marfat.com

عالم فاضل کسی کی یہ قدرت نہیں کہ وہ چاند کے ٹکڑے کریں یا معراج پر جا
یا اللہ کے ساتھ مخاطب ہو کر کلام کریں۔ مگر صاحب معرفت اور مشاہدا
والے لوگوں کو عرش عظیم تک رفتار ہو سکتی ہے۔ اور اللہ کی طرف سے
الہام حاصل کر سکتے ہیں۔ اور منزل فنا فی اللہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور خدا
کریم کے دربار میں دعا کے ساتھ منظوری لے سکتے ہیں۔

آیت ، اَنَّہٗ ھُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا (پارہ ۲۷ سورۃ النجم
ترجمہ ، اور یہ کہ خدا مارڈالتا ہے اور زندہ کرتا ہے یعنی زندہ کرنے اور مار ڈالنے
پر وہی قادر ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کافروں کو مردہ کرتا ہے۔ انکار کے ساتھ
اور مومنوں کو زندہ کرتا ہے معرفت عطا فرما کر۔

امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ مارڈالتا ہے زاہدوں کے نفسوں
کو آثار مجاہدہ سے اور زندہ کرتا ہے عارفوں کے دلوں کو انوار مشاہدہ سے
یا جس کو مقام فنا فی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اسے مقام بقا باللہ سے ایک
گھونٹ چکھاتا ہے ؎

کشتگاں را شربت حیواں دہی
بعد از کشتن حیات جاں دہی

پس معلوم ہوا۔ کہ دنیا سے سفر کرنے سے نیک اعمال ضائع نہیں ہوتے
اور نور معرفت بھی نہیں مرتا۔ اور انوار تجلیہ کبریا اور کرامت باقی رہتی ہے
اور روحانیت جو کہ انوار الٰہی کے ساتھ شامل ہے۔ ان کا صرف دنیا سے سفر
ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے نزدیک زندے ہیں۔ جس طرح دنیا میں کرامت کے
ساتھ اور مہربانی اذن خدا کے ساتھ دنیا میں مخلوقات کی امداد کرتے رہیں
اور کر سکتے ہیں اسی روحانیت اور کرامت اور انوار ذاتی کے ساتھ عا

Marfat.com

رخ سے بھی امداد کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ زندے ہیں۔ کیونکہ
آیت شریف، وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ پ ۲
سورۃ بقر، خدا کے دوست دنیا میں بھی انوار الٰہی کے ساتھ زندے ہیں
اور آخرت میں بھی انوار الٰہی کے ساتھ زندے ہیں۔ خدا کے دوستوں سے
اذن خدا کے ساتھ امداد مل سکتی ہے کیونکہ خداوند کریم اپنے دوست کی دعا
کو اپنے دربار سے کبھی رد نہیں کرتا۔
آیت شریف، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ
اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ پ ۲۸
سورۃ التغابن، ترجمہ، اے مومنو نہ باز رکھیں تم کو تمہارے مال اور
نہ تمہارے فرزند اللہ کے ذکر سے اس واسطے کہ ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ
خدا کی محبت سب چیزوں کی محبت پر غالب ہو۔ کہ اگر دنیا کے تمام مال اور
آخرت کی سب نعمتیں خدا کے دوست کے سامنے پیش کریں تو نظر قبول
سے کسی کو بھی نہ دیکھے۔ ؎

چشم دل از نعیم دو عالم ببستہ ایم
مقصود ما ز دنیا و عقبیٰ توئی و بس

آیت شریف، يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ
فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ پ ۲۹۔ سورۃ المدثر، ترجمہ
اے کپڑے اوڑھنے والے یعنی لباس رسالت پہننے والے۔ قائم ہو جا
مراسم نبوت ادا کرنے پر پس ڈرا خلق کو عذاب الٰہی سے تاکہ اپنے
مولیٰ کو یاد کریں اور اپنے رب کو تعظیم کے ساتھ یاد کریں۔ اور اپنے

Marfat.com

کپڑے کو پاک کر۔ فَاِنَّہٗ اَتْقٰی وَاَنْقٰی وَاَبْقٰی بیشک وہ بہت پاک اور بہت پسندیدہ اور بہت باقی رہنے والا ہے۔

نفحات میں شیخ ابوالحسن علی شاذلی مغربی قدس سرہٗ سے نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی شاذلی کہ تَمَسَّحْ بِمَدَدِ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ نَفَسٍ یعنی اپنے کپڑے کو میل سے پاک کر تاکہ بہرہ مند ہو مدد الٰہی اور تائید خدا سے ہر دم۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کپڑے کیا ہیں۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجھے پانچ خلعت پہنائے ہیں۔ خلعت محبت خلعت معرفت خلعت توحید خلعت ایمان خلعت اسلام۔

پس معلوم ہوا۔ کہ خدا کی محبت کی کوئی حد نہیں جس کے ساتھ خدا کی محبت ہو جائے اس پر اپنا راز کھول دیتا ہے اور اپنی درگاہ سے اس کا ہر سوال پورا کرتا ہے۔ اور تجلّی معرفت سے سب چیزیں اس کو مشاہدہ کرا دیتا ہے اور توحید سے مراد سوائے تجلّی نور الٰہی سے اس کے سینے میں داخل نہ ہو اور ایمان نور الٰہی ہے کہ سب خوفوں سے بے خوف کر دیتا ہے۔ اور اسلام سے مراد سلامتی روحانیت ہے کہ روحانی بدن کو غیریات سے سلامت کر کے نور الٰہی کے ساتھ مقام عالم الامر تک پہنچا دے کیونکہ روح عالم الامر کی چیز ہے۔ اور انوار الٰہی کے ساتھ اپنے مقام پر پہنچ جاتی ہے۔

آیت شریف، وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (پ ۳۰ سورۃ تکویر) ترجمہ، اور نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب بتانے میں بخیل۔ اپنے صحابہ کو اور اولیاء کرام کو۔ اور اس آیت سے ثابت ہے تب خدا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے

Marfat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

حدیث مبارک، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان، قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرٰکَ، قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِھَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا وَاَنْ تَرٰی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَآءَ الشَّآءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتٰکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوَاہُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَعَ اِخْتِلَافٍ وَفِیْہِ وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ رُءُوْسَ النَّاسِ فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ اٰلْاٰیَۃَ مُتَّفِقٌ عَلَیْہِ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ط

ترجمہ، کہا جبرائیل نے پس خبر دو مجھ کو احسان سے فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندگی کرے تو اللہ تعالیٰ کی اس حد تک کہ رب تعالیٰ کا تجھ کو نظر آوے پس اگر نہیں دیکھ سکتا۔ تو اس کو پس تحقیق

وہ دیکھتا ہے تجھ کو اس میں توجو معرفت کے ساتھ اور غیر معرفت کے مراد ہے جس کو معرفت حاصل ہے اُس کو اللہ کریم کا تجلّہ نظر آتا ہے جس کو معرفت حاصل نہیں ہے اس کی عبادت کو خداوند کریم دیکھتا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ پس خبر دو مجھ کو قیامت سے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں وہ شخص کہ پوچھا گیا قیامت سے زیادہ جاننے والا پوچھنے والے سے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم کو قیامت تک کے حالات معلوم ہیں۔ مگر ظاہر بتلانے میں خاموش رہے۔ کہا جبرائیل علیہ السلام نے پس خبر دو مجھ کو علامتوں اُس کی سے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علامت کی یہ ہے کہ جنے گی لونڈی مالک اپنے کو یعنی لونڈیاں کثرت سے پیدا ہوں گی۔ اور علامت یہ ہے کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے پاؤں والوں کو بکریاں چرانے والوں کو فخر کریں گے بیچ عمارتوں کے پس چلا گیا جبرائیل امین۔ پس ٹھہر گیا دیر تک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے میرے۔ اے عمر کہ جانتا ہے تو کہ کون تھا پوچھنے والا۔ کہا میں نہیں جانتا۔ اللہ اور رسول اس کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ جبرائیل تھا آیا تھا تمہارے پاس سکھاتا تھا تم کو دین تمہارا۔ روایت کی ہے مسلم نے اور روایت ہے یہ حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ساتھ اختلاف کے تیسرے اُس روایت کے اور جب دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو بہروں گونگوں کو بادشاہ زمین کے۔ یہ ننگے والے ننگے بدن والے بہرے اور گونگے یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو شریعت طریقت۔ حقیقت و معرفت سے بے خبر اور لا پرواہ ہوں گے۔ انتہا احسان یہ ہے کہ خداوند کریم کی عبادت

Marfat.com

میں کمال تعظیم اللہ تعالیٰ کی۔ خشوع ذوق محبت اور عشق حقیقی کے ساتھ اس مقام کو مشاہدہ اور نور الٰہی میں مشاہدہ اور مستغرق ہو جائے۔ پانچ چیزوں کے کوئی نہیں جانتا۔ ان کو مگر اللہ۔ پھر پڑھی یہ آیت تحقیق اللہ کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور مینہ کا کہ کب برسے گا۔ اور جانتا ہے جو کچھ کہ ارحام میں ہے یعنی بیٹا بیٹی اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا کرے گا کل کو اور نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ دانا خبردار ہے۔ پس یہ باتیں سوائے اللہ تعالیٰ کے عقل سے کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر جس کسی کو اللہ معلوم کرا دے۔ ساتھ وحی یا الہام کے یہ حکم عوام کے لئے ہے۔ کہ عوام نہیں جان سکتے ہیں۔ اور خواص کیلئے معرفت ہے۔ تجلیات الٰہی کے ساتھ ہر وقت ہر چیز کو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل خلائق سے تا قیامت سب حالات معلوم ہیں۔ کیونکہ جبرائیل امین کو بھی تمام حالات قیامت تک کے بتائے۔ اور اولیاء کرام کو بھی بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ علم غیب حاصل ہے۔ اور مشاہدہ حاصل ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر فصل اول۔ حدیث،

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ خَلَقَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَسْكَنَكَ فِیْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِیْئَتِكَ اِلَی الْاَرْضِ۔ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَی الَّذِی اصْطَفَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِرِسَالَتِهٖ وَ

Marfat.com

وَبِكَلَامِهٖ وَاَعْطٰكَ الْاَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَّ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرٰاةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيْهَا وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى رواهُ مسلم.

ترجمہ ، روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھگڑے آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی میں۔ پھر غالب آئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر کہا موسیٰ علیہ السلام نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتوں اپنے سے۔ اور کہا تم کو بیچ جنت اپنی کے پھر اتارا تم نے آدمیوں کو ساتھ لغزش اپنی کے طرف زمین کے یعنی اگر لغزش نہ کرتے تو رہنا تھا کہ زمین پر آتے اور اولاد یہاں پھیلتی۔ کہا آدم علیہ السلام نے تم وہ موسیٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری اپنے کے ساتھ اور ساتھ کلام اپنی کے اور دیں تم کو تختیاں کہ بیچ ان کے بیان ہے ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کے لئے۔ پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ دیکھی تورات پہلے پیدا ہونے میرے

Marfat.com

کہے ۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے چالیس برس پہلے ۔ کہا آدم علیہ السلام نے پس کیا پایا تو نے اس آیت کے مضمون میں ۔ پس نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بھول گیا کہا کہ ہاں آدم نے کیا ۔ پھر اس لئے ملامت کرتے ہو ۔ تم مجھ کو اس پر کہ کروں میں وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر اس کا عمل کرنا ۔ اس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے ۔ چالیس برس ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس غالب آئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر روایت کی یہ مسلم نے فقط ۔

ارواح نہ ناری ہیں اور نہ خاکی بلکہ ارواح نوری ہیں ۔ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے جسموں میں خداوند کریم کی طرف سے ذات کبریا کی طرف سے نور کا تجلّہ ہوتا ہے جس سے ذات کبریا کے ساتھ ہمکلام ہوتے ہیں اور جس سے علوم غیبیہ کھول دیتا ہے کیونکہ خداوند کریم کی ذات سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے ۔ تو جن کے سینے میں تجلّی کبریا ہو ۔ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی ۔ اور آدم پر پیدائش مخلوقات سے لے کر قیامت تک سب چیزوں کا علم دے دیا ۔ اور ظاہر کر دیا ۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا ۔ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ سب علوم سے آدم علیہ السلام کو واقف کر دیا ۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات کے ساتھ ہمکلام کر دیا ۔ معلوم ہوا کہ انبیاءؑ اور اولیاءؒ پر کوئی چیز خداوند کریم نے پوشیدہ نہیں چھوڑی ۔ اور علم کلیہ غیبیات خداوند کریم کے پاس ہیں اور جزئیات علم خداوند کریم نے انبیاءؑ اور اولیاءؒ کو عطا کیا ہے ۔ اللہ کریم کو علم ذاتی ہے ۔ اور انبیاءؑ اور اولیاءؒ کو علم عطائی ہے ۔ اور مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم خداوند کریم کے ذاتی علم کے سامنے ایک قطرہ ہے

Marfat.com

قطرہ جزئیہ سے ہے کلیہ سے نہیں۔

مشکوٰۃ شریف، وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ فَقُلْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ آمَنَّا بِکَ وَبِمَا جِئْتَ بِہٖ فَھَلْ تَخَافُ عَلَیْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَاءُ (رواہ ترمذی وابن ماجہ) (ترجمہ) روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھے پیغمبر خدا بہت فرماتے اے پھیرنے والے دلوں کے ثابت فرما میرے دل کو اپنے دین پر۔ تو کہا میں نے۔ اے نبی اللہ کہ تحقیق ہم ایمان لائے آپ پر اور ساتھ اس چیز کے کہ لائے تم اس کو یعنی کتاب و سنت پس آپ بھی ڈرتے ہو اوپر ہمارے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ ہاں تحقیق دل درمیان دو انگلیوں کے ہے۔ اللہ کی سے پھیرتا ہے ان کو جس طرح چاہتا ہے۔ روایت کی ہے یہ ترمذی اور ماجہ نے

انگلیوں سے مراد ایک قہر ہے اور ایک رحمت ہے۔ یعنی لطف۔ قہر سے ابلیس منفور ہے۔ اور رحمت اور لطف اہل توحید کے سینے کے اندر ہے۔ اہل توحید انبیاء اولیاء و علماء کرام ہیں جن کے سینے میں اپنا ذاتی علم ڈالا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اس دل کو اللہ کریم کی ذات کی طرف راغب کرنے کیلئے اللہ کریم نے

Marfat.com

اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے۔

آیت شریف، وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ

اور اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع لایا۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتب والسنۃ

حدیث، وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ رواہ مسلم، (ترجمہ) اور روایت ہے ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوں گے بیچ آخر زمانے کے جھوٹے فریب دینے والے لاویں گے تمہارے پاس حدیثیں کہ نہیں سنیں تم نے اور نہ باپوں تمہارے نے بیچو۔ بچو ان سے اور بچاؤ ان کو اپنے سے اور نہ گمراہ کریں وہ تم کو اور نہ فتنے میں ڈالیں تم کو۔ یعنی پیدا ہوں گے ایک قسم کے لوگ کہ کہیں گے لوگوں سے ہم علماء اور مشائخ ہیں بلاتے ہیں تم کو دین کی طرف۔ اور وہ جھوٹے ہوں گے۔ جھوٹی حدیثیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریں گے۔ یا اگلے لوگوں پر بہتان باندھیں گے۔ اور احکام باطلہ اور اعتقادات فاسدہ پھیلائیں گے۔ پس بچو ان سے اور نہ فتنے میں ڈالیں۔ یعنی شرک میں مقصود یہ ہے کہ احتیاط کرو دین میں یعنی پرہیز کرو۔ صحبت بدعتیوں سے اور خلط ملط ہونے

Marfat.com

سے ساتھ اُن کے خصوصاً اُن سے کہ دعوت جھوٹی رکھیں روایت کی مسلم نے۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتب والسنۃ فصل اول، حدیث شریف۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم، مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ اَصْحٰبٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذَالِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ رواہ مسلم، (ترجمہ) روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا ابن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی کہ بھیجا ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بیچ امت اس کی کے پہلے مجھ سے۔ مگر تھے واسطے اس کے اس کی امت میں مددگار اور یار کہ لیتے ہیں طریقہ اس کا اور پیروی کرتے ہیں حکم اس کے کی۔ پھر پیدا ہوئے پیچھے اُن کے ناخلف کہتے ہیں لوگوں کو وہ چیز کہ نہیں کرتے آپ اور کرتے ہیں وہ چیز کہ نہیں حکم کئے گئے پس جو شخص کہ جہاد کرے ان سے ساتھ ہاتھ اپنے کے پس وہ مومن ہے۔ اور جو جہاد کرے اُن سے ساتھ زبان اپنی سکے وہ مومن ہے۔ اور جو جہاد کرے

Marfat.com

دل اپنے کے اُن سے پس وہ مومن ہے۔ یعنی جیسے حال بُرے عالموں اور بُرے سرداروں کا ہے۔ یعنی بُرا کہے۔ اور منع کرے دل سے جہاد یہ ہے۔ کہ بُرا جانے اور غمگین ہو۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم فصل الثانی، حدیث شریف،

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، رواہ ترمذی، (ترجمہ) روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے کہا۔ قرآن میں اپنی رائے سے پس چاہیئے۔ ڈھونڈے ٹھکانا اپنا دوزخ میں یعنی کہے کہ وہ معنی نہیں جو کہ مفسرین نے لکھا ہے یہ معنی ہیں۔ جو کہ ہم نے کہا ہے یا کہا۔ قرآن میں بغیر جاننے کے پس چاہیئے۔ کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا وے۔ روایت کی ہے یہ ترمذی نے۔

حدیث شریف، وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ،

ترجمہ، روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھگڑنا بیچ قرآن کے کفر ہے۔ جھگڑنا یہ ہے کہ قصد کرے۔

Marfat.com

جھٹلانے قرآن کا ساتھ قرآن کے یعنی دفع کرے۔ اس کو ساتھ ساتھ بعض کے۔ یہ نہیں چاہیئے بلکہ یوں چاہیئے کہ کوشش کرے۔ بیچ موافق کرنے بعضے کے ساتھ بعضے کے بقدر امکان کے پس اگر مشکل ہو یہ تو پھر اُس پر اعتقاد کرے۔ اور غلط فہمی سے توبہ کرے۔

مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ و تقرب الیہ فصل اول حدیث

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ وسلم مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ مُتَّفِقٌ علیہ ، (ترجمہ) روایت ہے ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ ابی موسیٰ نے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی یاد کرتا ہو یعنی ذکر کرتا ہوا اپنے رب کا اور اس شخص کی کہ نہیں ذکر کرتا رب اپنے کا مانند زندے اور مردے کے ہے۔ نقل کی ہے یہ بخاری اور مسلم نے

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ، یَقُوْلُ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ ، مُتَّفَقٌ علیہ ۔ (ترجمہ) روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہ میں نزدیک گمان بندے اپنے کے ہوں۔ جو ساتھ میرے رکھتا ہے۔ اور میں ساتھ اُس کے ہوں۔ جب

Marfat.com

ذکر کرتا ہے۔ میری ذات کا اپنے نفس میں تو یاد کرتا ہوں میں اس کو ذات اپنی میں اگر یاد کرے مجھ کو اپنی زبان سے تو یاد کرتا ہوں۔ میں اس کو اپنی زبان میں۔ اور یاد کرتا ہوں میں اس کو یعنی شامل کرتا ہوں اس کو اس جماعت میں کہ بہتر ہے اُن سے۔ نقل کی ہے یہ حدیث مسلم اور بخاری نے۔

مشکوٰۃ شریف، وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه تعالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رسول الله صلی الله علیه وسلم اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔

ترجمہ، اور روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جو شخص کہ ایذا دے میرے ولی کو پس تحقیق خبردار کرتا ہوں میں اس کو ساتھ لڑائی کے یعنی میری ذات کے ساتھ۔

وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ الخ (ترجمہ) اور نہیں نزدیکی حاصل کی طرف میرے بندے میرے نے یعنی مومن نے ساتھ کسی چیز کے یعنی

Marfat.com

اعمال سے کہ بہت محبوب ہو ۔ اور ہمیشہ رہتا ہے بندہ میرا نزدیکی ڈھونڈتا ہے طرف میرے ساتھ نفلوں کے یہاں تک کہ دوست رکھتا ہوں میں اس کو اور جب دوست رکھتا ہوں میں اس کو پس ہوتا ہوں میں شنوائی اس کی کہ سنتا ہے ساتھ اس کے اور ہوتا ہوں میں بینائی اس کی کہ دیکھتا ہے ساتھ اس کے ہوتا ہوں ہاتھ اس کا کہ پکڑتا ہے ۔ ساتھ اس کے اور ہوتا ہوں پاؤں اس کا کہ چلتا ہے ساتھ اس کے اور اگر مانگتا ہے مجھ سے یہ بندہ البتہ دیتا ہوں میں اس کو جو چاہے ذات میری سے ۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے ۔

پس معلوم ہوا ۔ حدیث قدسی سے کہ خداوند کریم نے اپنے دوستوں پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں چھوڑی ۔ اور توفیق دی ہر چیز کے سننے کی اور پکڑنے کی ۔ اور قدرت دی خداوند کریم نے ارض و سما میں عرش عظیم سے لے کر تحت الثریٰ تک رفتار کرنے کی ۔ کیونکہ خداوند کریم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور کوئی چیز دور نہیں ۔ اور خداوند کریم نے اپنے سچے دوستوں کے سینے میں تجلّہ ڈالا ہے ۔ جس کے ذریعے سے شنوائی بینائی اور پکڑ اور رفتار کرتا ہے ۔

مشکوٰۃ باب الایمان ۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنت الفصل اول ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا قَالَتْ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ

Marfat.com

جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رواہ مسلم ، (ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ۔ کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے نئی بات نکالی بیچ دین ہمارے کے وہ چیز کہ نہیں اس میں سے پس وہ مردود ہے ۔ روایت کی بخاری و مسلم نے ۔ یعنی جس نے عقل سے ایک بات نکالی اسلام میں کہ نہیں ہے اس کے لئے کتاب و سنت سے سند ظاہر یا خفی لفظی یا مستنبط اور لفظ مَالَیْسَ مِنْہُ کتاب یعنی کلام اللہ اور سنت سے اقوال و افعال احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو شریعت طریقت معرفت کہتے ہیں اور روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قَالَ کہا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن پیچھے اس کے پس تحقیق بہترین باتوں میں کتاب خدا کی ہے ۔ اور بہترین راہوں میں راہِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بدترین چیزوں میں نئی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں ۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔ روایت کی ہے مسلم نے ۔

مشکوٰۃ باب بدء الخلق فصل اول ۔ حدیث ، وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ

Marfat.com

مَنَازِلُهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلُهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ ، رواہ البخاری

ترجمہ ، روایت ہے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہ کہا عمر نے کہ کھڑے ہوئے درمیان ہمارے واسطے نصیحت کرنے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑا ہونا عظیم یعنی خطبہ فرمایا۔ پس خبر دی ہم کو ابتدائے پیدائش سے تا آخر روز قیامت تک کہ داخل ہوئے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ۔ یاد رکھتا ہے اس کو وہ شخص کہ یاد رکھا ۔ اور بعد از یاد کرنے کے فراموش نہ کیا ۔ اور یاد نہیں رکھتا ہے وہ شخص کہ یاد نہیں کیا ۔ اور یاد کیا ۔ اور بعد انہیں فراموش کیا ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا سب امتیوں کا تا وقت دخول جنت و نار کے اور بیان کیا احوال امت اپنی کا ۔ جو کچھ جاری ہوگا ان پر خیر و شر سے یہاں تک کہ داخل ہوں بہشتی اُن میں سے بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ۔ اور مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کے علم سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی واقف کیا ۔

مشکوٰۃ شریف ، باب بدء الخلق فصل اول ۔ حدیث شریف

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰى غَضَبِیْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ (ترجمہ) اور روایت ہے حضرت

Marfat.com

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابوہریرہ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ نے لکھی ایک کتاب پہلے اس کے کہ پیدا کیا آسمان اور زمین کو۔ کہ تحقیق مہربانی میری سبقت لے گئی ہے میرے غصے پر۔ پس وہ کتاب یا یہ قول رحمتی لکھا گیا ہے۔ اور یہ نزدیک اُس کے ہے۔ اُوپر عرش کے۔ یہ حدیث نقل کی بخاری اور مسلم نے۔ وہ خاص کتاب ہے جس کے اندر کا اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو خبر نہیں۔ یا مراد لوح محفوظ ہے اور عرش پر ہونے سے مراد تنبیہ ہے کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی اور رحمت کی غضب پر سابق ہونے سے یہ مراد ہے کہ رحمت عام ہے ہر چیز پر اور عذاب خاص پر۔ اور اس علوم سے ہمارے نبی باخبر ہیں۔ کیونکہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ خداوند کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔

حدیث شریف، اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق فصل اول، وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهٗ اِنِّيْ سَقِيْمٌ وَ قَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَ قَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ

النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاءَلَهٗ مَنْ هٰذِهٖ
قَالَ اُخْتِیْ ۔ (ترجمہ) روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے کہا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھوٹ
نہیں بولے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مگر تین جھوٹ .. دو جھوٹ
اُن تینوں جھوٹوں میں سے تو ذات خدا میں ہیں ۔ ایک قول اُن کا یہ
کہ تحقیق میں بیمار ہوں ۔ اور دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ یہ بڑے ان کے
نے کیا ہے ۔ یعنی بڑے خدا نے کیا ۔ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارۃ بیوی ان کی جاتے تھے
اوپر شہر ایک حاکم ظالم کے ۔ ظالموں میں سے پس کہا گیا اُس ظالم
کو کہ اس شہر میں ایک مرد ہے ۔ کہ اس کے ساتھ ایک عورت
بہترین حسن والی ہے ۔ پس بھیجا اس ظالم نے نوکر اپنا طرف ابراہیم علیہ
السلام کے ۔ پس پوچھا اس نے کون ہے تیری عورت کہ تیرے ساتھ
ہے ۔ پس کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ میری بہن ہے یعنی دینی انبیاء
معصوم ہیں وہ مطلق جھوٹ نہیں بولتے ۔ پس یہاں جھوٹ بولا ۔ ان کا فرمایا
بہ نسبت سننے والوں کے ہے ۔ کہ یہ باتیں صورت میں جھوٹی نہیں
اور نفس الامر میں سچی ہیں ۔ ان کو عربی میں معاریض کہتے ہیں ۔ جو کہا ہے ۔
هٰذَا فِیْ نجات پانے کا ظالموں سے اور بت توڑنے میں کافروں
کو تنبیہ کرنے تھے ۔ کفار کو بظاہر بت بتایا درحقیقت رب العلمین
بتایا ۔ اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام طفل حالت میں تھے
طفلیت میں کچھ اعتبار نہیں ۔ اور بیماری میں آنے والے واقعات بتائے
یا یہ بات بتائی کہ میرا دل کافروں کے کفر کرنے سے بیمار ہے اس لئے

Marfat.com

حضرت بی بی سارۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدیمی بہن تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ ثابت نہیں۔

مشکوٰۃ باب بدء الخلق فصل اول۔ وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَہُ الْخَضِرُ طُبِعَ کَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْھَقَ اَبَوَیْہِ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا متفق علیہ

ترجمہ، اور روایت ہے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وہ لڑکا مار ڈالا۔ خضر علیہ السلام نے پیدا کیا گیا تھا اس حال پر کہ اختیار کرے گا کفر کو اور اگر زندہ رہتا وہ لڑکا یعنی بڑا ہوتا تو ڈالتا اپنے ماں باپ کو سرکشی اور کفر میں۔ متفق علیہ۔

مشکوٰۃ شریف باب ایضاً فصل اول و آخر، حدیث شریف وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ مُوْسٰی رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبْطَ الرَّاْسِ وَرَاَیْتُ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِیْ آیٰتٍ اَرٰھُنَّ اللّٰہُ اِیَّاہُ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَائِہٖ۔ مُتَّفَقٌ علیہ، (ترجمہ) روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اس نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد گندم گوں دراز قد جیسے گویا کہ موسیٰ مردوں

Marfat.com

شنورہ کے سے تھے۔ اور دیکھا میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد متوسط پیدائش رنگ اُن کا مائل بسرخی و سفیدی سیدھے بال سر کے اور دیکھا میں نے مالک داروغہ دوزخ کو اور دجال کو دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو بیچ ضمن آیاتوں اور علامتوں قدرت حق کے دیکھا۔ وہ علامتیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا کو دکھائیں جو سوائے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے نہیں دیکھیں۔ پس نہ ہو شک میں اے مخاطب دیکھنے اور پانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے کہ دیکھا تجلّہ ذات کبریا کا اور اول سے لے کر قیامت تک سب علوم خداوند کریم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے۔ نقل کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے۔ اس سے حیات دائمی بھی ثابت ہے۔ اور علم غیب بھی ثابت ہے۔

مشکوٰۃ باب ایضاً فصل ثالث، حدیث شریف، وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اَلْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلٰئِکَتِهٖ رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ ط (ترجمہ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن بزرگ تر ہیں۔ اللہ کریم کے نزدیک بعضے فرشتوں سے نقل کی ہے ابن ماجہ نے۔

مشکوٰۃ باب سید المرسلین۔ فصل اول۔ حدیث شریف، وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰه تعالیٰ عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ

Marfat.com

اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ مُتَّفَقٌ علیہ ۔ (ترجمہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھایا گیا ۔ اور بھیجا گیا میں ساتھ جامع کلموں کے اور فتح دیا گیا میں ساتھ خوف کے اور ایک وقت خواب میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ دیا گیا میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں پس رکھی گئیں میرے آگے ۔ نقل کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے ۔

پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے ظاہری اور باطنی خزانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول دیئے اور اولین و آخرین کلام سکھا دی ۔

مشکوٰۃ شریف باب سید المرسلین ۔ حدیث شریف ، وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَ اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ (ترجمہ) روایت ہے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین ۔ پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی اور میری اُمت قریب ہے کہ پہنچے اُس کی بادشاہی اس مسافت کو کہ اکٹھی کی گئی میرے لئے زمین سے ۔

مشکوٰۃ شریف باب سید المرسلین فصل اول ، حدیث شریف وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاۃِ صِفَۃُ مُحَمَّدٍ وَعِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ یُدْفَنُ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِیَ فِیْ بَیْتٍ مَوْضِعُ قَبْرٍ،

Marfat.com

رواہ ترمذی، اور روایت ہے عبداللہ بن سلام سے کہا کہ لکھی ہوئی ہیں۔ توراۃ میں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے دفن کئے جاویں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کے حجرے میں۔ کہا ابو مودود نے تحقیق باقی رہی گھر میں ایک قبر کی جگہ نقل کی یہ حدیث ترمذی نے۔ فقط۔

باقی مشارق الانوار میں ہے کہ اصلی وحی کی اعلام ہے پوشیدگی میں جلدی سے وہ اور بیچ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انبیاء علیہم السلام کے کئی قسموں پر ہے۔ بعضوں کو ساتھ سننے کلام اللہ تعالےٰ کے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو چنانچہ دلالت کرتا ہے اس پر قرآن اور جیسے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کو شب معراج میں دوسرے وحی ساتھ رسالت اور وساطت فرشتے کے اور یہ اکثر اور اغلب تھی۔ اور تیسرے وحی القا ہے جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے القیٰ فی روعی یعنی ڈالا گیا میرے دل میں یہ مضمون اور کہتے ہیں کہ وحی داؤد کے اکثر اسی قبیلے کی تھی۔ اور وحی کی نسبت جو غیر انبیاء کی طرف واقع ہوئی ہے۔ بمعنے الہام کے ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى یعنی الہام کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف اور وحی بمعنی امر کے بھی آتی ہے۔ جیسے کہ واوحیت اِلَى الحواریین۔ یعنی امر کیا میں نے طرف حواریوں کے۔

مشکوٰۃ شریف، باب فی الکرامات، وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةَ فَبَيْنَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ

Marfat.com

فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَاسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

(ترجمہ) روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیجا ایک لشکر یعنی طرف نہاوند کے اور امیر کیا اس لشکر پر ایک شخص کو کہ نام لیا جاتا تھا اس کا ساریہ پس اس وقت کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھتے تھے۔ پس شروع کیا چلانا اور کہا اے ساریہ لازم کر پہاڑ کو اور پناہ پکڑ ساتھ اس کے۔ پس آیا قاصد لشکر سے اور کہا کہ اے امیر المومنین ملے ہم سے دشمن اور غالب ہوئے ہم پر پس شکست دی ہم کو پس ناگہاں ایک چلانے والا چلاتا تھا اور کہتا تھا۔ اے ساریہ لازم پکڑ پہاڑ کو پس لگائیں ہم نے پیٹھیں اپنی طرف پہاڑ کے۔ پس شکست دی ان کو اللہ تعالیٰ نے۔ نقل کی یہ حدیث بیہقی نے دلائل النبوت میں۔ پس اس سے مراد کرامت ہے۔ جس سے علم غیب بھی ثابت ہے اور شنوائی اور مدد بھی ثابت ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهٗ

Marfat.com

الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (ترجمہ) روایت ہے۔ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ جب دوست رکھتا ہے کسی بندے کو تو پکارتا ہے جبرائیل علیہ السلام کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق میں دوست رکھتا ہوں فلانے کو پس دوست رکھ تو اس کو۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس دوست رکھتا ہے اس کو جبرائیل علیہ السلام پھر پکارتا ہے جبرائیل امیں آسمان میں پس کہتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے فلانے کو۔ پس دوست رکھو تم اس کو پس دوست رکھتے ہیں۔ اہل آسمان پھر رکھی جاتی ہے اس کے لیے قبولیت زمین میں یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ کریم اظہار محبت اپنی کا واسطے کسی بندے کے اپنے بندوں میں سے یعنی بموجب حکم الٰہی کے جبرائیل نے پکار کی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ خداوند کریم اپنے دوستوں کی محبت کا خود اظہار کرتا ہے۔ جو شخص خدا کے دوستوں کی توہین کرے تحقیق وہ خدا کا دشمن ہے،

مشکوٰۃ۔ باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ فصل الثالث۔ حدیث مبارک

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ اِنِّیْ اَرَاہُ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ، روایت ہے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ نے کہ پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آیا دیکھا ہے۔ اپنے پروردگار کو یعنی شب معراج میں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پروردگار و تعالیٰ و تقدس نور ہے۔ کیونکر دیکھا میں نے اس کو نقل کی ہے یہ مسلم نے۔

مزید بیان۔ جان کہ رؤیت حق تعالیٰ کی جائز ہے۔ عقلاً اہل سنت

Marfat.com

والجماعت کے نزدیک مکان اور جہت اور مقابلہ دیکھنے کی شرط نہیں ہے۔ ان کے نزدیک اور جو کچھ کہ موجود ہے ممکن ہے دیکھنا اس کا اگرچہ جسم جسمانی میں نہ ہو۔ اور مکان اور جہت میں نہ ہو۔ اور مداخلت ان امور کے دیکھنے میں بسبب جریان عادت کے ہے۔ اور اگر قادر مطلق بخلاف عادت کے بدوں ان کے دکھادے تو یہ بھی جائز ہے اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ کہ قوت بصیرہ بصر میں رکھ دے اور جیسے کہ اس کو آج دنیا میں بصیرت سے پاتے ہیں۔ قیامت میں بصر سے بھی دیکھیں گے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اتفاق رکھتے ہیں۔ علماء اوپر واقع ہونے رویت حق تعالیٰ کے مومنوں کو آخرت میں اور دلیلیں کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور تابعین سے اس پر بہت ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ خداوند کریم کو خواب میں دیکھا ہے۔

مشکوٰۃ شریف، باب رویۃ اللہ، حدیث شریف، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى، قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ، رواہ مسلم، وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ (ترجمہ) روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے کہ جھوٹ نہ کہا محمد کے دل نے اس چیز میں کہ دیکھا اس نے بصر سے اور وہ ذات اقدس اللہ کریم کی ہے اور تحقیق دیکھا

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ خدا کو اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اپنے دل سے دوبار۔ نقل کی ہے یہ مسلم نے۔ اور ترمذی میں روایت ہے کہ کہا ابن عباس نے تفسیر آیت مذکورہ میں کہ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو کہا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس سے اور اشکال لایا اس دلیل میں کہ کیا نہیں فرماتا ہے اللہ کریم یعنی ہیچ صفت ذات اپنی کے۔ کہ نہیں پاتی اس کو بینائیاں اور وہ پاتا ہے۔ بینائیوں کو کہا ابن عباس نے جواب عکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وائے ہے تجھ کو اے عکرمہ پانا اس کا بینائیوں کو اور نہ پانا بینائیوں کا اس کو اس وقت ہے کہ تجلی کرے اور ظاہر ہووے نور اپنے کے کہ وہ نور خاص ہے ذات اس کی کا ہے۔ تحقیق دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث پاک، وَعَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَقِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَعْبًا بِعَرَفَۃَ فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ فَکَبَّرَ حَتّٰی جَاوَبَتْہُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ ھَاشِمٍ فَقَالَ کَعْبٌ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَسَمَ رُؤْیَتَہٗ وَکَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰی فَکَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَیْنِ وَرَاٰہُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَیْنِ (ترجمہ) روایت ہے شعبی سے کہ کہا ملاقات کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پس پوچھا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک چیز سے پس تکبیر کہی کعب نے یہاں تک کہ جواب دیا اس کو پہاڑوں نے پس کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ہم اولاد

Marfat.com

ہاشم ہیں۔ پس کہا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق اللہ تعالےٰ نے تقسیم کی رویت اپنی اور کلام اپنا درمیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے پس کلام کی اللہ کریم نے موسیٰ سے دو بار اور دیکھا اللہ تعالےٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یعنی معراج میں موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دو مقام پر گفتگو کی۔ ایک وادی ایمن اور دوسرا کوہ طور پر۔

مشکوٰۃ شریف، باب مناقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث شریف، وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رواہ الترمذی۔ (ترجمہ) روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں۔ اور ہم سے افضل ہیں اور ہم سے بہت پیارے ہیں۔ طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ نقل کی ہے یہ ترمذی نے۔

مشکوٰۃ شریف، حدیث مبارک، وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ فِي الْحَوْضِ (رواہ الترمذی) (ترجمہ) روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا واسطے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ تو یار اور مصاحب میرا ہے غار میں اور یار و مصاحب میرا ہے حوض پر۔ مراد حوض مندرجہ ذیل ہے یعنی دنیا و آخرت میں میرا یار و ہمراہی ہے اور غالباً کہ یار غار جو کہتے ہیں اسی

Marfat.com

وجہ سے کہتے ہیں اور مراد غار سے غار جبل ثور کا ہے۔ کہ قریب مکہ مکرمہ کے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے اول وہیں چھپے تھے اور یہی مراد ہے اس آیت میں آیت شریف ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ پس معنے یہ ہیں کہ تو میرا ایسا مخصوص یار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری یاری پر گواہی دی ہے۔ اس لئے کہ اجماع ہے مفسروں کا کہ مراد صاحبہ سے اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ اس لئے کہا ہے علمانے کہ جو کوئی انکار کرے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے تو وہ کافر ہے اس لئے کہ اس نے انکار کیا ہے نص جلی کا۔

مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؓ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، ترجمہ، روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے مگر فرق یہ ہے کہ نہیں ہے پیغمبر بعد میرے۔ نقل کی ہے یہ بخاری اور مسلم نے۔

مراد یہ ہے یعنی آخرت میں اور قرب مرتبہ میں اور بیچ مددگار ہونے ہونے کے امر دین میں کذا قالہٗ شارح من علمائنا۔ اور تورپشتی وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی تھی کہ خلیفہ کیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اہل وعیال پر اور

Marfat.com

آپ غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے تھے کہ آخری غزوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پس منافقوں نے طعن کیا کہ ان کو حقیر و سبک جان کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے جو یہ سُنا تو ہتھیار باندھ کر نکلے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اُس حال میں کہ آنحضرت اُترے ہوئے تھے موضع جرف میں عرض کی یارسول اللہ منافق ایسا ایسا کچھ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں نہیں چھوڑا ہے میں نے تجھ کو مگر واسطے محافظت ان کے کہ چھوڑا ہے میں نے ان کو پیچھے اپنے۔ پس واپس جاؤ تم۔ اور تم میرے اہل میں میرا خلیفہ رہو۔ اور اپنے اہل میں بھی۔ کیا نہیں راضی ہے تو اے علی کہ ہووے تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہ جب موسیٰ میقات کو گئے تو ہارون کو اپنا خلیفہ کیا اپنی قوم میں اور اس حدیث کے پیچھے چمٹے ہیں گمراہ اور دلیل پکڑا ہے اس کو اس میں کہ خلافت کا حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے اُن کو خلافت کی۔ پس روافض نے اپنی کجروی سے یہ سمجھ کر نسبت کفر کی کی ہے تمام صحابہ کو بسبب مقدم کرنے غیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور بعضوں نے نسبت کفر کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھی کی ہے اس لئے کہ یہ نہیں قائم ہوئے واسطے طلب حق اپنے کے پس شک نہیں ہے ایسے احمقوں کے کفر میں اس لئے جنہوں نے کافر کہا تمام امت کو خصوصاً صدر اول کو پس بلاشبہ باطل کیا شریعت کو اور گرایا اسلام کو اور ان کی دلیل پکڑنے کا جواب اہل سنت والجماعت کے علمائے دیا ہے۔ کہ دلیل نہیں ہے اُن کے لئے اس میں بلکہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو خلیفہ کیا۔ بیچ مدت تشریف رکھنے اپنے کے غزوۂ تبوک میں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا۔ غائب ہونے کی مدت میں واسطے مناجات کوہ طور پر اور ہارونؑ موسیٰؑ کے بعد نبی نہیں تھے اس لئے کہ حضرت ہارونؑ کی وفات حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس برس پہلے ہوئی ہے اور آنحضرت نے اس مدت میں خلیفہ کیا ابن ام مکتوم کو لوگوں کی امامت کرنے کے لئے نماز میں پس علی کرم اللہ وجہ خبرگیری پیغمبرؐ کے اہل بیت کی کرتے تھے۔ اور ابن ام مکتوم امامت لوگوں کی۔ اگر خلافت مطلق ہوتی تو امامت نماز کے لئے نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرماتے بلکہ اولیٰ اور اہم تھا۔ اور کہا طیبی نے چونکہ اس میں تشبیہ ہے اور وجہ تشبیہ کی سمجھ میں نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس میں تشبیہ دی ہے ان کو ساتھ ہارونؑ کے۔

پس بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ساتھ قول اپنے کے یعنی ہارونؑ پیغمبر تھے اور تو پیغمبر نہیں یعنی اتصال ان کا حضرتؐ کے ساتھ نہیں جہت نبوت سے پس باقی رہا اتصال جہت خلافت سے اس لئے کہ وہ قریب نبوت کے ہے۔ مرتبہ میں یا تو ہو حالت حیات اُن کی میں۔ یا بعد وفات اُن کی کے۔ لیکن نکل گیا وہ اتصال کہ ہو بعد وفات اُن کی کے اس لئے کہ ہارونؑ نے موسیٰؑ سے پہلے وفات پائی ہے پس متعین ہوا ہے کہ تھے خلیفہ حالت حیات دنیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میں وقت جانے آپ کے کے طرف غزوۂ تبوک کے۔

انتہا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خلافت جزئیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حیات میں دلالت نہیں کرتی ہے اور خلافت کلیہ کے حضرتؐ کی وفات کے
بعد خصوصاً جبکہ نکلے ہوئے ہوں اس خلافت سے بھی بسبب رجوع
کرنے آنحضرتؐ کی طرف مدینے کے اور شرح مسلم میں کہا بعضے علماء نے
کہ حضرت کے اس قول میں اِلَّا انہ لا نبی بعدی دلیل ہے اس پر
کہ عیسیٰ ابن مریم جب اُتریں گے تو اُتریں گے حاکم ہوکر اس امت
سے بلائیں گے لوگوں کو طرف شریعت محمد مصطفےٰ کے اور نہیں
اُتریں گے نبی ہوکر ملا علی قاری کہتے ہیں کہ منافات نہیں ہے اس
میں۔ کہ ہوں نبی اور ہوں تابع ہمارے نبی صلعم کے بیچ بیان آنے
احکام شریعت اُن کی کے اور مضبوط کرنے طریقہ ان کے کے اگرچہ
ساتھ وحی کے ہو طرف اُن کے پس معنے جملہ مذکورہ کا یہ ہے کہ کوئی
نیا نبی حضرت ؐ کے بعد پیدا نہ ہوگا اس لئے آنحضرتؐ ختم کرنے
والا ہے اگلے نبیوں کو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ
اگر محمد صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت علیؓ ہوتے اور یہ منافی
نہیں ہے اس حدیث میں کہ وارد ہوئی ہے حضرت عمرؓ کے حق میں
مشکوٰۃ باب مناقب علیؓ۔ حدیث۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْکَ مَثَلٌ مِنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ
الْیَہُوْدُ حَتّٰی بَہَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ
بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَہْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ
مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ
عَلٰی اَنْ یَبْہَتَنِیْ رواہ احمد۔ ترجمہ۔ اور روایت ہے حضرت
علیؓ سے کہا فرمایا مجھ کو آنحضرتؐ نے کہ تجھ میں ایک مشابہت ہے

Marfat.com

عیسیٰؑ سے دشمن رکھا اُن کو یہود نے یعنی بہت۔ یہاں تک کہ تہمت لگائی اُن کی ماں کو اور دوست رکھا ان کو نصاریٰ نے یعنی بہت یہاں تک کہ اُتارا ان کو اس منزلت اور مرتبہ پر کہ ثابت نہیں ہے ان کے لئے کہ ان کو اللہ یا ابن اللہ کہا پھر کہا حضرت علیؓ نے کہ ہلاک ہوں گے یعنی گمراہ ہوں گے میرے حق میں دو شخص ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا میری ساتھ اُس چیز کے کہ نہیں ہے مجھ میں اور دوسرا دشمن کہ باعث ہوگی اس کو دشمنی میری اس پر کہ بہتان کرے گا مجھ پر نقل کی ہے یہ احمد نے = باب مناقب عمر = حدیث۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّا

رواہ الترمذی = ترجمہ اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہ کہا رسولؐ خدا نے اگر ہوتا بالفرض والتقدیر میرے بعد کوئی پیغمبر تو البتہ ہوتا عمرؓ ابن خطاب روایت کی ہے۔ حدیث ترمذی نے۔ اور اس عبارت کو محال میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ مبالغہ اور گویا یہ اس سبب سے ہیں۔ کہ عمرؓ کو الہام ہوتا ہے اور الہام کرتا ہے فرشتہ اُن کے دل میں۔ حق کو۔ مشکوٰۃ۔ باب مناقب صحابہؓ۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ رواہ الترمذی

اور روایت ہے جابرؓ سے اُس نے نقل کی نبیؐ سے کہ فرمایا آنحضرت نے نہ لگے گی آگ اس مسلمان کو کہ دیکھا ہے مجھ کو یا دیکھا ہے اُس

Marfat.com

کہ دیکھا ہے اُس نے مجھ کو نقل کی ہے یہ حدیث ترمذی نے اس سے مراد صحابہ رضؓ اور اولیا کرام ہیں۔ اور رسولؐ اللہ کا دیکھنا مراد ہے ظاہر ہو یا باطن ظاہر میں اصحاب کرام مراد ہیں۔ او باطنی دیکھنے میں اولیا کرام مراد ہیں۔ حدیث مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ اَوْ یَسْمَعَ کَلَامَہٗ یُحْشَرُہٗ اللّٰہُ تَعَالٰی مع الانبیآء وَالْمُرسلین ط۔ ترجمہ جس شخص نے فقیروں کا چہرہ دیکھا یا ان کی زبان سے توحید خداسنی حشر کے میدان میں وہ انبیآء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ مشکوٰت شریف وَعَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَجَارَکُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا یَدْعُوَ عَلَیْکُمْ نَبِیُّکُمْ فَتَھْلِکُوْا جَمِیْعًا وَاَنْ لَّا یَظْھَرَ اَھْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَھْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلَالَۃٍ رواہ ابوداؤد ۔ ترجمہ۔ اور روایت ہے ابی مالک الاشعری رضؓ سے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بے شک اللہ کریم نے پناہ دی اور بچایا تم کو تین چیزوں سے۔ ایک یہ کہ نہ بد دعا کرے تم پر نبی تمہارا کہ ہلاک ہو جاؤ تم جیسے بعضے پیغمبروں نے کی دوسری یہ کہ غالب ہوں اہل باطل اہل حق پر۔ تیسری یہ کہ امت میری ساری جمع نہ ہو گمراہی پر نقل کی یہ حدیث ابو داؤد نے مشکوٰۃ کتاب رقاق ۔ وَعَنْ اُمَیَّۃَ اَبِیْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُسَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَانَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُھَاجِرِیْنَ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ ۔ ترجمہ اور روایت ہے اُمیہ بیٹے خالد بیٹے عبداللہ بیٹے اسید کے سے کہ نقل کی نبیؐ سے یہ کہ تھے حضرتؐ طلب فتح کی کرتے

Marfat.com

ساتھ برکت دُعا فقرأ مہاجرین کے نقل کی ہے یہ حدیث بغوی نے شرح سنّت میں) یعنی فقیروں اپنے کے ساتھ احسان کرنے کے ان سے یا مراد ضعیفوں سے مظلوم ہیں اگرچہ غنی ہوں۔ ان کی مدد کرو حاصل یہ کہ طلب کرو رضا میری بیچ رضا اُن کی کے یعنی ببرکت وجود اُن کے کے اور احسان اُن کا وجود ان کا ہے اس لئے اُن میں اقطاب بھی ہوتے ہیں اقطاب جمع قطب کی ہے اور اوتاد بھی اور بسبب ان کے انتظام بلاد وعباد کا۔ کہا ابن ملک نے کہ ڈھونڈو تم مجھ کو بیچ محافظت اُن کی کے اور خوش کرنے دلوں ان کے کے اس لئے کہ تحقیق کہ میں اُن کے ساتھ ہوں تن سے بعضے اوقات میں اور جان و دل سے جمیع اوقات میں۔ پس جس نے اکرام کیا ان کا اکرام کیا میرا۔ اور جس نے ان کو ایذا دی۔ اُس نے مجھ کو ایذا دی۔ اور مؤید ہے اس کو حدیث قدسی مَنْ عَادَلِیْ ولیا فقد بارزنی. بالحرب۔ فرمایا اللہ کریم نے یعنی جس نے دشمنی کی میرے ولی سے پس تحقیق نکلا مجھ سے لڑائی کے لئے اور ملا علی قاری نے اس جملے کا یہ مطلب لکھا ہے کہ طلب فتح کی کرتے تھے بواسطہ فقرا مہاجرین کے اور ببرکت دعا ان کی کے اور بعد اُس کے ابن ملک سے یہ نقل کی ہے کہ طلب فتح کی کرتے تھے۔ رسول اللہؐ بواسطہ فقرا مہاجرین کے اس طرح کے فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَی الْاَعْدَاءِ بِعِبَادِکَ الْفُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ یعنی یا اللہ مدد کر ہماری دشمنوں پر بواسطہ اپنے بندوں فقرا مہاجرین اپنے کے اور حضرت شیخ نے بھی یہ معنی نقل کیا ہے اور بعد ازاں یہ لکھا ہے کہ اس میں نہایت

Marfat.com

ر گی ہے فقرا کی کہ حضرت سیّد عالم محمدؐ نے اُن کے لئے ثابت کی
اور مخصوص اور مشرف کیا ان کو ساتھ اُس کے ببرکت اُن کی کے طلب
فتح کی کرتے تھے۔ اور ضعیفوں سے بھی مراد اولیا اکرام ہیں۔ کہ
تلاش دنیا سے ہاتھ اٹھایا اور اپنے مولیٰ کے عشق میں مستغرق ہوئے
مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ وعَنْ عَلِیِّ ابْنِ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا
فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِی۔ ترجمہ۔ اور روایت ہے علیؓ
سے کہ کہا تھا میں ساتھ نبیؐ کے مکّہ میں پس نکلے ہم پیچ بعضے گردنواح
مکّہ کے۔ پس نہ سامنے آیا حضرتؐ کے کوئی پہاڑ یعنی پتھر اور نہ کوئی
درخت مگر وہ کہتا تھا۔ کہ السلام علیکم یا رسول اللہؐ نقل کی ہے
یہ ترمذی نے ظاہر ہے یہ کہ علی رضؓ سنتے تھے اُس کو پس حدیث معجز
ہے نبی کے لئے اور کرامت ہے ولی کے لئے۔ مشکوٰۃ کتاب رؤیا
وَعَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلرُّؤْیَا
الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّۃِ
متفق علیہ:۔ ترجمہ اور روایت ہے انسؓ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا
محمدؐ نے کہ اچھی خواب ایک ٹکڑا ہے چھیالیس۴۶ ٹکڑوں نبوّت کے سے
نقل کی ہے یہ بخاری اور مسلم نے کتاب رُؤیا وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ
النَّبِیَّ صلی اللہُ عَلَیْہِ وسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ
رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ متفق علیہ۔ اور
روایت ہے ابوہریرہ سے یہ کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے دیکھا مجھ کو

Marfat.com

خواب میں پس تحقیق دیکھا مجھ کو اس واسطے کہ شیطان نہیں بن سکتا میری صورت میں نقل کی ہے یہ بخاری اور مسلم نے کتاب الرؤیا وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ متفق علیہ اور روایت ہے ابی قتادہ رضؓ سے کہ فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ جس نے مجھ کو دیکھا پس تحقیق دیکھا حق کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے پس معلوم ہوا اس حدیث سے کہ نبیؐ کے بدن میں تجلّہ کبریا ہے کہ جس کے دیکھنے سے حق تعالیٰ نظر آتا ہے۔ اور دیکھنے والے کے وجود میں بھی ذات کبریا کی طرف سے نور کا تجلّہ ہے کہ جس سے رسول اللہؐ کا حقی وجود نظر آتا ہے اور حقی وجود سے مشاہدہ ذات کبریا ہوتا ہے۔ ایسے دوستوں پر کوئی خزانہ خدا نے پوشیدہ نہیں چھوڑا جو لوگ انبیاؑ اولیا کے مشاہدہ سے انکار کرتے ہیں وہ ظلمت کی منزل میں غرق ہیں۔ نور کی طرف نہ پھرے۔ مشکوٰۃ کتاب الرؤیا وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطٰنُ بِیْ متفق علیہ اور روایت ہے ابی ہریرہ رضؓ سے کہا کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے جس شخص نے دیکھا مجھ کو خواب میں پس شتاب دیکھے گا مجھ کو جاگتے میں اور نہیں بنتا شیطان میری صورت میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ اور خواب خوشخبری دینے والا ہے ظاہراً یہ ہے کہ مراد ساتھ رؤیا صالح بیان صادق ہے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جز شئ کا ساتھ شئ کے ہوتا ہے۔ پس جب نبوت باقی نہ رہی تو جزء اس کا باقی کیوں کر رہا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ معنیٰ

Marfat.com

اس کا یہ ہے کہ رؤیا ایک جزء ہے۔ اجزائے علم نبوت سے اور علم نبوت باقی ہے اگرچہ نبوت باقی نہیں ہے۔ اور رسول اللہ ہمیشہ حیات کاملہ میں ہیں۔

مشکوٰۃ کتاب الادب فی المصافحہ حدیث۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ اور روایت ہے عائشہ رضہ سے کہ کہا آئے زید بن حارث مدینے میں اور رسول اللہ ص تھے میرے گھر میں پس آئے زید رض حضرت کے پاس اور کھٹکھٹایا دروازہ پس کھڑے ہوئے اور چلے طرف اس کے رسول اللہ ص ننگے بدن کھینچتے ہوئے کپڑا اپنا یعنی چادر قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا میں نے آپ کو ننگا پہلے اس سے اور نہ پیچھے اس کے۔ پس گلے سے لگایا زید رض کو اور بوسہ لیا اُن کا نقل کی ہے یہ ترمذی نے یعنی جب سلام کرو تو مصافحہ بھی کرو تاکہ سلام تمام و کامل ہو۔ یعنی سوائے تہبند کے کچھ اور کپڑا بدن مبارک پر نہ تھا۔ یعنی وقت استقبال کسی کے ساتھ اسی طرح کی شوق سے ننگے بدن جاتے نہیں دیکھے یہ حدیث اور ایسی ہی حدیث جعفر بن ابی طالب رض کی دلیل ہے اوپر جائز ہونے معانقہ اور بوسہ لینے کے۔ اور مختار بھی ہے کہ معانقہ اور بوسہ لینا وقت آنے کے سفر سے جائز ہے بلا کراہیت۔ اور چنانچہ منقول ہے کہ ابوبکر رض مصافحہ کرتے اپنی خلافت

Marfat.com

میں ان بوڑھیوں سے کہ دودھ اُن کا پیا تھا۔ اور اس طرح اگر مرد بوڑھا کہ امن میں ہو شہوت سے اس کو مصافحہ کرنا عورت جوان سے جائز و درست ہے۔ اور مصافحہ ساتھ مرد خوش شکل کے درست نہیں شہوت کی نگاہ سے جس کو دیکھنا حرام ہے۔ چھونا بھی حرام ہے بلکہ حرمت چھونے کی سخت تر ہے نظر سے کذا فی مطالب المؤمنین اور صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ جب سلام علیکم کرے اور ہاتھ دے یعنی مصافحہ کے لئے کیونکہ ہاتھ دینا سُنت ہے۔ لیکن ہتھیلی ہتھیلی پر رکھے اگر خوف فتنے کا نہ ہو معانقہ مشروع ہے۔ خصوصاً وقت آنے سفر سے کہ حدیث جعفر رضؓ ابی طالب میں آیا ہے۔ اور امام ابی حنیفہؒ اور محمد رضؒ سے منقول ہے کراہیت معانقہ اور چومنا ہاتھ اور منہ اور آنکھوں کا اور کہتے ہیں۔ کہ معانقہ سے نہیں آئے ہیں۔ چنانچہ فصل اول میں بیچ حدیث انس رضؓ کے وہ تھے مذکور ہے اور معانقہ جو روایت کیا گیا ہے پہلے منع تھا۔ اور شیخ ابو منصور ماتریدی سے بیچ تطبیق حدیث کے نقل کیا گیا ہے معانقہ کہ جو بروجہ شہوت کے ہو مکروہ ہے۔ اور جو بروجہ بر و کرامت کے ہو مشروع ہے اور لکھا ہے علمار نے کہ اختلاف اس جگہ ہے کہ ننگا ہو۔ اور ساتھ قمیض اور جبہ کے معانقہ مکروہ نہیں بالاجماع وھو الصحیح کذا فی الکافی اور بوسہ دینا اوپر ہاتھ عالم متورع کے جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ مستحب ہے۔ اور بعد مصافحہ کے جو اپنا ہاتھ چومتے ہیں کچھ نہیں اور یہ فعل جاہلوں کا ہے۔ اور مکروہ ہے۔ اور زمین کو بوسہ کرنا آگے امیر اور علما اور

Marfat.com

ئخ کے حرام ہے۔ اور کرنے والا اور راضی ہونے والا اُس پر
وں گناہگار ہیں۔ کذا فی الکافی۔ اور فقیہ ابو جعفرؒ نے کہا کہ
کوئی زمین بوسہ کرے آگے سلطان و امیر کے یا سجدہ کرے اگر بروجہ
یہ کے ہے۔ کافر نہ ہوگا لیکن گنہگار اور مرتکب کبیرہ کے ہوگا۔ اگر
یت عبادت کے ہو کافر ہوگا اور اگر اوپر ہاتھ عالم یا سلطان کے
سہ دے بسبب علم و عدالت کے اور اعزاز دین کے کچھ مضائقہ نہیں
ہے۔ اور اگر واسطے غرض دنیاوی کے کرے۔ تو اشد مکروہ ہے۔ اور
گر کوئی عالم یا زاہد سے اُس کے پاؤں چومے تو منع کرے اس کو۔ اور
بچ بوسہ دینے اطفال کے رخصت ہے اگرچہ غیر کا لڑکا ہو۔ بلکہ
وسہ دینا اوپر دہان طفل کے سنت ہے اور کہا ہے علما نے کہ
وسہ پانچ طرح پر ہے۔ ایک بوسہ مرد کا وہ بوسہ والدین کا ہے
ڑکے کے رخسار پر۔ دوسرا بوسہ رحمت کا وہ بوسہ اولاد کا ہے
والدین کے سر پر۔ تیسرا بوسہ شہوت کا ہے۔ اور وہ بوسہ خاوند کا بیوی
سے ہے چوتھا بوسہ تعیّت کا ہے وہ بوسہ مسلمانوں کا آپس میں ہے
پانچواں بوسہ دینا بھین کا بھائی کی پیشانی پر اور کہا نوویؒ نے کہ بوسہ
لینا ساتھ شہوت کے حرام ہے بالاتفاق سوائے اپنی اہلیہ کے مشکوٰۃ
کتاب الاداب۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ
فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَتْهَا حُمَّیٰ فَاَتَاهَا
اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ کَیْفَ اَنْتِ یَا بُنَیَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا رَوَاهُ اَبُوْ
دَاؤُدَ۔ ترجمہ اور روایت ہے براء رضؓ سے کہ کہا گیا میں ساتھ ابوبکر رضؓ

Marfat.com

کے بیچ ابتدا آنے ان کی کے مدینے میں پس ناگہاں دیکھا میں نے
عائشہ رضہ بیٹی ابوبکر رضہ کی لیٹی ہوئی میں اس حال میں کہ تحقیق ان کو
پہنچی تھی تپ پس آیا ان کے پاس ابوبکر رضہ اور کہا کہ کیسی ہے تو اے
بیٹی میری اور بوسہ دیا اُن کے رخسار پر نقل کی یہ ابوداؤد نے یعنی
از راہِ شفقت اور محبت کے یا بر عایت سُنّت کے فقط

باب زیارت القبور

مشکوٰۃ کتاب الطہارت فصل اول۔ حدیث۔ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ نِ
الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلطُّھُوْرُ
شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ
حُجَّۃٌ لَّکَ۔ ترجمہ روایت ہے ابی مالک اشعری رضہ سے کہا مالک اشعری
نے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ پاک رہنا وضو کے ساتھ آدھا ایمان ہے۔ اور
الحمد للہ کہنا بھر دیتا ہے ترازو کو۔ یعنی ترازوئے اعمال کو اور
سبحان اللہ اور الحمد اللہ بھر دیتا ہے ہر ایک کلمہ اس چیز کو کہ درمیان
آسمان اور زمین کے ہے اور نماز نور ہے۔ اور صدقہ دینا
دلیل ہے۔ رضامندی اللہ کی۔ اور صبر کرنا روشنی ہے۔ اور
قرآن دلیل ہے۔ تیرے لئے قرب خدا میں۔ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ

Marfat.com

الفصل الثانی = عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ = ترجمہ روایت ہے حضرت انس رضؓ سے کہا حضرت انس رضؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعمؐ نے کہ جو کوئی بھیجے مجھ پر درود شریف ایک بار رحمت بھیجے گا اللہ تعالےٰ۔ اُس پر دس بار اور بخشے جاویں گے دس گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کے لئے دس درجے روایت کیا ہے اس حدیث کو امام النسائیؒ نے = دس رحمتیں بحکم اس آیت شریف کی ہوتی ہیں۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا۔ ترجمہ جو کوئی کرتا ہے ایک نیکی پس اس کے لئے ہیں دس حصے۔ انتہائی حسنۃ سے بیچ قرب حق کے درجے بلند کئے جائیں گے سبحان اللہ درود خوانوں کا کتنا بڑا اعلیٰ رتبہ ہے کہ قیامت کے دن وہ حضورؐ کے مقرب ہوں گے۔ صوفیائے کرام اس رتبے کے مستحق ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی مرد یا عورت مومن ہوں یا مومنات طریقۂ صوفیاء کرام رکھیں۔ اگر نہ رکھ سکیں تو بھی نماز پنج گانہ کے بعد وظیفۂ درود شریف جہاں تک ہو سکے کثرت سے رکھیں تاکہ درجہ مقرب ہونے کے مستحق ہو جائیں۔ درود شریف ہر مرض کی دوا ہے۔ اور ہر مشکل کی کنجی ہے جب کوئی بزرگ یا عالم طالب کو کوئی وظیفہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ضرور تاکید فرماتے ہیں۔ کہ وظیفہ پڑھنے کے وقت اوّل و آخر میں پانچ یا گیارہ مرتبہ درود

Marfat.com

پڑھیں باجازت مشائخ کامل ۔ حدیث باب الصلوٰۃ علی النبی وَ
اَبِیْ ھرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَا مِنْ
اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ
السَّلَامَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ
ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا رسول
اللہؐ نے نہیں کوئی آدمی کہ سلام بھیجے مجھ پر مگر کہ بھیجتا ہے اللہ
تعالےٰ مجھ پر روح میری یہاں تک کہ جواب دیتا ہوں میں اس پر
سلام کا روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور بیہقی نے بیچ دعوات
کبیر میں ۔ مشکوٰۃ جبکہ سلام بھیجتے ہیں مجھ پر قلیل ہو یا
کثیر اور مخصوص ہے اس کے لئے جو مزار شریف سے دور
ہے ۔ یعنی جو وہاں جاکر بھیجتا ہے ۔ تو آنحضرتؐ بلاواسطہ
سنتے ہیں ۔ فرشتوں کے پہنچانے کی احتیاج نہیں اور اس میں
اشارہ ہے حضرتؐ کی حیات دائمی کی طرف ۔ اور خوش ہوتے
اُن کے کے بسبب پہنچنے سلام اُمت کے ۔ اور اشارہ ہے
طرف قبول سلام کے اور کبھی فرشتے اُٹھائے جاتے ہیں ۔ طرف
حضرتؐ کے اور آگے آئے گا ۔ کہ حضرتؐ سلام کا جواب بھی اُس
کو دیتے ہیں جو آپ پر سلام بھیجتا ہے اور ایک روایت میں
آیا ہے کہ فرشتے اُس کا نام لیتے ہیں ۔ کہ یا رسول اللہؐ کہ
فلاں بن فلاں یقرئک السلام یعنی وہ سلام عرض کرتا ہے
عقیدہ اہل سنت والجماعت کا یہ ہے ۔ کہ آنحضرتؐ عالم برزخ
میں زندہ ہیں ۔ لیکن اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا

Marfat.com

ہے۔ کہ حضرتؐ زندہ نہیں ہیں۔ وقت سلام کرنے کسی کے رُوح بدن کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ جواب اعتراض کا یہ ہے کہ مراد روح بھیجنے سے نہیں ہے۔ کہ رُوح بدن مبارک میں نہیں ہے۔ اب بھیجتے ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ رُوح مبارک جو مشاہدہ رب العزۃ میں مستغرق ہے۔ اُس کو اسی حالت سے افاقت دیکر اس عالم کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ صلواۃ والسلام سُنیں۔ پس اس توجہ اور اگاہ کرنے رُوح کو یُوں کہا کہ بھیجتا ہے اللہ رُوح مجھ پر انبیاء علیہم السلام۔

قبروں میں زندہ ہیں۔ اب آگے کلام اس میں رہا۔ کہ یہ فضیلت خاص زیارت کرنے والوں کے لئے ہے یا عام ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ عام ہے خواہ دُور سے سلام بھیجے یا روضہ مبارک پر جاکر مگر یہ کہ سلام زیارت کرنے والوں کا بے واسطہ ملائکہ کے سنتے ہیں۔ جیساکہ حدیث ابوہریرہؓ سے تیسری فصل میں ظاہر ہوتا ہے۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْهُ قَالَ۔ ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہ رضؓ سے کہا ابوہریرہؓ نے کہ سُنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے کہ نہ ٹھہراؤ تم گھروں کو مانند قبروں کے اور مت ٹھہراؤ قبر میری کو عید اور درُود بھیجو مجھ پر پس تحقیق درُود تمہارا پہنچتا ہے مجھ کو جہاں ہو تم روایت کی یہ حدیث نسائی نے مثل

Marfat.com

مُردوں کے ان میں پڑے سوئے رہو۔ اور کچھ عبادت اور نماز ان میں نہ کرو۔ بلکہ جیسی مسجدوں میں عبادت کرکے انوار حاصل کرتے ہو اس میں سے گھروں میں بھی کچھ عبادت کرتے رہو تاکہ انوار اور برکات اس کے گھر والوں کو پہنچیں۔ اور فرائض مسجد میں ادا کرو۔ اور نوافل گھروں میں ادا کرنے افضل ہیں۔ مساجد میں ادا کرنے سے یا مراد یہ ہے کہ گھروں میں مُردے دفن نہ کرو۔ اور حضرتؐ کا دفن ہونا گھر میں خصائص سے ہے۔ اور کو نہ چاہئے ممکن ہے کہ معنے یہ ہوں۔ کہ قبروں کو نہ ٹھہراؤ جگہ سکونت اپنی کے یعنی جیسے اس وقت میں خادموں نے اختیار کیا ہے۔ تاکہ دل کی نرمی اور رحمت نہ جاتی رہے۔ بلکہ زیارت کرکے اپنے گھروں میں پھر آیا کرو۔ یا اپنے گھروں میں یا اپنے حجرہ میں رہیں۔ یعنی میری قبر کو مثل عیدگاہ کے نہ کرو۔ کہ جمع ہوں اس پر زینت اور سرود اور لہو و لعب کے ساتھ کہ غفلت کا موجب ہے۔ جیسا کہ یہود اور نصاریٰ انبیاؑ علیہ السلام کی قبروں پر کرتے ہیں۔ یا جیسے بعض نادان مسلمان قبروں پر میلوں کے موقعہ پر جاکر خرافات کرتے ہیں۔ کہ ان کا ذکر کرنا بہت بُرا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ میری زیارت کو مثل عید کے نہ کرو کہ برس میں ایک بار یا دو بار ہی حاضر ہوا کرو۔ پس اس صورت میں رغبت دلائی اوپر کثرت زیارت اپنی کے۔ اور حاضر ہونے کے اس درگاہ پشت پناہ میں۔ رزقنا اللہ آمین۔ اس میں حَیْثُ مَا کُنْتُمْ میں بعض مشتاقوں نے ترقی فرمائی۔ اس بات کی طرف پس اگرچہ بسبب ضرورت کے دُور ہوں۔ لیکن چاہئے کہ توجّہ اور حضور

Marfat.com

علیہ سے غافل نہ ہوں۔ اور لازم ہے کہ عرسوں میں ذکر اذکار زہد و تقویٰ جاری رکھیں اور بہ وسیلہ بزرگان دین کے اپنے گناہوں کی خداوند کریم سے مغفرت حاصل کریں۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور فصل اوّل۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا رَوَاهُ مسلم ترجمہ اور روایت ہے بریدہ سے کہ کہا بریدہ رضؓ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منع کیا تھا میں نے تم کو زیارت کرنے قبروں کی سے۔ پس زیارت کرو ان کی اور منع کیا تھا میں نے تم کو کھانے گوشت قربانی کے سے بعد تین دن کے۔ پس رکھو جب کہ خواہش ہو واسطے تمہارے۔ اور منع کیا تھا میں نے تم کو نبیذ سے مگر بیچ مشک کے پس پیو سب باستوں میں اور نہ پیو نشہ دینے والی چیز نقل کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے۔ یعنی ابتدا اسلام میں حضرت ؐ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا۔ اس لئے کہ زمانہ جاہلیت کا قریب گذرا تھا مبادا ایسی باتیں قبروں پر نہ کریں کہ باعث کفر کی ہوں۔ جب دیکھا کہ اسلام دلوں میں مضبوط ہو گیا تو اجازت دی۔ پس زیارت قبروں کی مستحب ہے۔ سب علما کے نزدیک اس لئے کہ اس سے دل نرم ہوتا ہے۔ اور موت یاد آتی ہے اور دنیا فانی

Marfat.com

ہے۔ اور بہت سے فائدے ہیں۔ اور عمدہ فائدہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے دعا اور استغفار ہوتی ہے۔ اور یہ سنت ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ بقیع میں تشریف لے جاتے تھے اور سلام بھیجتے تھے وہاں کے مردوں پہ۔ اور استغفار کرتے تھے ان کے لئے۔ اور علما نے اختلاف کیا ہے۔ اس میں۔ کہ آیا عورتوں کے حق میں نہی باقی ہے یا ان کو بھی زیارت کرنا درست ہے صحیح یہ ہے کہ عورتیں سوائے حضرتؐ کی مزار کے حتی المقدور اور قبروں کی زیارت نہ کریں۔ اور کہا نوویؒ نے زیارت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو فقط واسطے یاد کرنے موت اور آخرت کے ہے۔ پس اس کے لئے کافی ہے عورت باپردہ ہو۔ دیکھنا قبروں کا بغیر پہچاننے مردوں اُن کے دوسرا واسطے دعا وغیرہ کے پس وہ مسنون ہے۔ ہر مسلمان کے لئے۔ تیسری برکت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ پس وہ زیارت اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اس لئے کہ ان کے لئے برزخ میں تو تصرّفات اور برکات ہیں۔ چوتھی واسطے ادا حق دوست قرابتی کے ہے جیسے کہ حدیث ابی نعیم میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی زیارت کرے مائی باپ کی یا ایک کی دن جمعہ کے تو ہوتے ہیں۔ مانند حج کے پانچویں مہربانی اور نصیحت کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ آیا ہے حدیث میں کہ جو کوئی گذرتا ہے اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرتا ہے اُس پہ۔ اور وہ پہچانتا ہے اس کو اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور پڑھنا قرآن مجید کا قبر کے پاس مکروہ نہیں۔ اور مستحب ہے کہ وقت

Marfat.com

زیارت کے پڑھے۔ سورۃ اخلاص سات بار اور بخشے ثواب اُس کا میّت کو اور زیارت کرنا جمعہ کو افضل ہے۔ اور دنوں سے خصوصاً اور روز میں چنانچہ حرمین شریفین میں یہ معمول ہے کہ روز اول جمعہ میں معلی اور بقیع میں زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ اور مکروہ ہے روندنا قبروں بغیر ضرورت کے یعنی ابتداء اسلام میں لوگ محتاج تھے قدرت قربانی کی ہر کوئی نہ رکھتا تھا۔ اس لئے حضرتؐ نے قربانی کرنے والوں کو فرما دیا تھا۔ کہ تین دن سے زیادہ نہ رکھا کریں گوشت قربانی کا بلکہ محتاجوں کو للّٰہ دیا کریں۔ پھر جب فراخی کی اللہ کریم نے لوگوں پر اور احتیاج اُن کو نہ رہی۔ اجازت دی حضرتؐ نے کہ جتنے دنوں تک چاہو رکھو۔ نبیذ اُس کو کہتے ہیں کہ کھجور یا انگور کو پانی میں بھگو رکھتے ہیں۔ بعد ازاں پیتے ہیں۔ یہ حلال ہے جب تک کہ نشہ کرنے والی نہ ہو۔ پس حضرتؐ نے ابتداء اسلام میں فرمایا تھا۔ کہ نبیذ مشک میں رکھا جایا کرے۔ اس لئے کہ جب تک پتلی ہوتی ہیں۔ اس میں جلدی گرم ہو کر نشہ کرنے والی نہیں ہوتی اور بانسوں میں رکھنے سے منع فرمایا۔ کہ لاکھی بانسوں وغیرہ میں نہ رکھی جاوے۔ اس لئے کہ بانسوں میں جلدی متغیر ہو کر نشہ کرنے والی ہو جاتی ہے۔ اور ان ایام میں شراب عنقریب ہی حرام ہوئی تھی قول مشائخ قَالَ حُجَّۃُ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدُ الْغَزَالِی مَنْ یَسْتَمِدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِہٖ۔ کہا حجۃ الاسلام محمد امام غزالیؒ نے جس شخص بزرگ سے اس کی زندگی میں مدد طلب کی جاوے۔ اُس کی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی مدد طلب کی جاوے۔ اور

Marfat.com

مدد مل سکتی ہے۔ مشکوٰۃ باب زیارت القبور فصل اول حدیث۔
وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ رواہ مسلم۔
ترجمہ اور روایت ہے بریدہ رض سے کہا تھے رسول اللہ صلعم سکھلاتے مسلمانوں کو جبکہ نکلے طرف قبروں کے کہیں سلام ہو تم پر اے گھر والوں قبروں کی جگہ کو حضرتؐ نے گھر فرمایا ہے۔ اس لئے مردے ان میں مانند زندوں کے گھروں میں رہتے ہیں مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق اگر چاہے اللہ تعالےٰ ساتھ تمہارے البتہ ملیں گے سوال کرتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا روایت کی یہ مسلم نے پس معلوم ہوا اس حدیث سے کہ مومنین اور مسلمین قبروں میں زندہ ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مخاطب ہوکر ان کے ساتھ کلام کی۔ اگر زندہ نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ صلعم کا کلام کرنا مردوں کے ساتھ عبث اور لغو ہے نعوذ باللہ منہا حضورؐ نے کبھی بھی لغو بات نہیں کہی اس لئے کہ قبر ایک مکان ہے ان کے لئے راحت کا یا عذاب کا جو اس سے انکار کرے وہ مردود ہے۔ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور فصل الثالث = حدیث شریف ۔۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم وَاَنَا وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ

Marfat.com

مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ
رَوَاهُ احمد = ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رض
سے کہا تھی میں داخل ہوتی اپنے گھر میں کہ اس میں مدفون تھے رسول اللہ
اور ابوبکر رض بھی اس میں مدفون تھے تحقیق میں رکھتی یعنی اتار دیتی چادر
اپنی اور کہتی میں یعنی اپنے دل میں سوائے اس کے نہیں ہے تحقیق
مدفون ہیں۔ خاوند میرے یعنی حضرت رسول اللہ ص اور باپ میرے
یعنی ابوبکر رض دونوں اجنبی نہیں ہیں۔ پس جب کہ دفن کئے گئے حضرت
عمر رض ساتھ ان کے یعنی اس مکان میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں داخل
ہوئی میں گھر میں۔ مگر میں باندھے ہوئے ہوتی اپنے پر کپڑا اپنے
واسطے حیاء حضرت عمر رض سے کہ وہ اجنبی تھے۔ روایت کی احمد نے
پس معلوم ہوا کہ حیاء زندوں سے ہوتی ہے اور مردوں سے حیا نہیں
ہوتی۔ یہ حضرات باحیات کاملہ زندے ہیں۔ تو زندوں سے مراد حاصل
ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ باب الغسل المیت و تکفین۔

حدیث عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ
علیہ وسلم وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِبْنَتَهٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا
اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَ
جَعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ
فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ
اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ۔ ترجمہ روایت ہے اُم عطیہ صحابیہ رض
سے کہ کہا کہ آئے ہمارے پاس رسول اللہ ص اور ہم نہلا رہی تھیں
بیٹی اُن کی کو پس فرمایا۔ رسول اللہ ص نے کہ نہلاؤ ان کو تین بار

Marfat.com

یا پانچ بار یا زیادہ اس سے اگر دیکھو تم یہ مناسب ساتھ پانی اور پتے بیر کے اور ڈالو آخر بار میں کافور یا کچھ کافور سے پھر خبر کرو مجھ کو پس جبکہ فارغ ہوئے ہم نے خبر کی رسول اللہؐ کو پس ڈالا طرف ہمارے حضرت رسولؐ، اللہؐ نے تہبند اپنا پھر فرمایا بدن سے لگا دو تہبند حضرتؐ کے صاحبزادی کے لئے عنایت کیا۔ تاکہ برکت اس کی ان کو پہنچے پس معلوم ہوا کہ مستحب ہے برکت ڈھونڈنے لباس صالحین سے میت کے لئے جیسا کہ پہلے موت کے ہے مشکوٰۃ باب الغسل فصل الثالث۔ وَعَنْ جَابِرٍؓ قَالَ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ حُفْرَتَہٗ فَاَمَرَ بِہٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَہٗ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَنَفَثَ فِیْہِ مِنْ رِیْقِہٖ وَاَلْبَسَہٗ قَمِیْصَہٗ قَالَ کَانَ کَسَا عَبَّاسًا قَمِیْصًا متفق علیہ:۔ ترجمہ اور روایت ہے حضرت جابر رضؓ سے کہ کہا جابر رضؓ نے آئے رسول اللہؐ عبداللہ بن ابی کے پاس بعد اس کے رکھا گیا تھا اپنی قبر میں پھر حکم فرمایا اس کے نکالنے کے لئے پس نکالا گیا پھر رکھا اس کو حضورؐ نے اپنے گھٹنوں پر پس ڈالا منہ اس کے میں آب دہن اپنا اور پہنایا اس کو اپنا کرتہ کہا جابر رضؓ نے اور تھا عبداللہ بن ابی پہنایا تھا عباس رضؓ کو کرتا نقل کی یہ بخاری اور مسلم رحؒ نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ اور نفاق ظاہر رکھتا تھا حضرت عباسؓ کو کہ چچا حضرتؐ کے تھے بدر کے دن قیدی کر کے لائے تھے۔ اور وہ تنگ تھے۔ تو پیراہن کسی کا ان کو ٹھیک نہ آتا تھا۔ سبب دراز قد ہونے کے عبداللہ بن ابی کا کیہ بھی دراز قد تھا۔ اپنا کرتا ان کو پہنایا۔ پس حضرتؐ

Marfat.com

نے اپنا کرتا اس کو پہنایا۔ اُس کرتے کے بدلا اوتارنے کیلئے۔ کہ منافق کا احسان
ان پر نہ رہ جائے۔ اور اس میں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ قرآن مجید
میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا
وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ترجمہ یعنی دعا نہ کر کسی پر منافقوں میں سے
کہ مرگیا ہے مت کھڑا ہو اس کی قبر پر اور باوجود اس کے حضرتؐ عبداللہ
کی گور پر تشریف لے گئے۔ اور کُرتہ پہنایا اور لعاب دہن مبارک اس
کے مُنہ میں ڈالا جواب اس کا علماء نے یہ لکھا ہے کہ یہ واقعہ پہلے اُترنے
ایت کے تھا۔ اور حضرتؐ کو غرض اُس سے بدلا اتارنا تھا۔ جیسا کہ اوپر مذکور
ہُوا اور تالیف اور خاطر داری اُس کے بیٹے کی کہ وہ مومن تھا۔ پاک
نفاق سے اور دہن مبارک اور کرتا مبارک حضرت جبرائیل نے چھین
لئے تھے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب قبر۔ حدیث
وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ
اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ
اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ
هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ
فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ
اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا
مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا۔ ترجمہ روایت ہے انس رضؓ سے کہا
فرمایا رسول اللہؐ نے تحقیق بندہ جس وقت رکھا جاتا ہے بیچ قبر کے
اور پھرتے ہیں اس سے ہمراہی اس کے تحقیق وہ سنتا ہے آواز پاپوشوں
اُن کے کہ آتے ہیں اس کے پاس دو فرشتے پس بٹھاتے ہیں اس کو پس

Marfat.com

کہتے ہیں کیا کہتے ہو تم حق اس شخص کے کہ یعنی محمدؐ الرسول اللہؐ کے پس مومن
کہتا ہے گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کا بندہ ہے اور رسول اس کے پس
کہا جاتا ہے واسطے اُس کے دیکھ طرف ٹھکانے اپنے کے دوزخ سے
تحقیق بدلی تجھ کو اللہ نے بدلے اُس کے جگہ بہشت میں۔ پس دیکھتا ہے
ان دونوں کو سب کو تو جس جگہ میں روح نبیؐ کا حاضر ہوتا ہے وہاں
خوشبو جنت کی لگتی ہے۔ وہ مقام رحمت ہوتا ہے۔ اور مقام رحمت
میں دعاء مخلوق مستجاب ہوتی ہے مشکوٰۃ باب الایمان باب اثبات
عذاب القبر۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم
إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا
لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ رَوَاهُ
اَبُوْدَاؤُد = روایت ہے عثمان رضؓ سے کہا تھے حضرت نبیؐ جس وقت
کہ فارغ ہوتے ہیں دفن کرنے میت کے سے تو ٹھہرے نزدیک اُس کے پس
فرمایا استغفار کرو واسطے بھائی اپنے کے پھر مانگو واسطے اُس کے ثابت
رکھنے کو پس تحقیق وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے روایت کی یہ ابوداؤد
نے اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دعاء استغفار مُردے کو زندے
کی مفید ہے مذہب اہل و سنت جماعت کا یہ ہے اور یہ دعا ثابتی کی
مانگنے سوائے تلقین میت کے ہے کہ بعد دفن کے کرتے ہیں۔ اور وا
ہوئی تلقین بعد دفن کے ایک حدیث ابو امامہ رضؓ صحابی سے کہ ذکر کی
وہ حدیث سیوطی سے حدیث طبرانی سے ابن نجار نے اور ابن عسا
نے کہ فرمایا حضرت رسول اللہؐ نے کہ جب مرے کوئی تم سے اور مٹی ڈا
چکو۔ تو کھڑا ہووے ایک شخص سرہانے قبر کے اور کہے یا فلاں

Marfat.com

فلاں اور میت سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا۔ پھر کہے یا فلاں
بن فلاں جب وہ اس بار سنتا ہے تو اٹھ بیٹھتا ہے قبر میں پھر کہے
یا فلاں بن فلاں اس بار کہتا ہے میت ارشاد کر مجھ کو رحمت کرے
خدا تعالےٰ تجھ پر لیکن تم نہیں سنتے اس کو پھر کہے یاد کر اے فلاں
اس کلمے کو کہ نکلا تو اس پر دنیا سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط راضی ہو تو کہ خدا تعالیٰ پروردگار تیرا
اور محمدؐ پیغمبر تیرے اور اسلام دین تیرا اور قرآن امام تیرا جب یہ کہتا
ہے تو پکڑ لیتا ہے۔ ایک منکر نکیر میں سے ہاتھ دوسرے کا اور کہتا
ہے باہر نکل اس بندہ کے آگے سے ہم کیا کام رکھتے ہیں۔ اس سے کہ حق
تعالےٰ نے تلقین کی یعنی سکھائی اس کو دلیل اس کی ایک شخص نے
عرض کیا یا رسول اللہ اگر نام میت کی ماں کا نہ جانیں ہم تو کیا کہیں
اور کس کی طرف نسبت کریں۔ فرمایا نسبت کر حوّا کی طرف کہ ماں سبھوں
کی ہے تمام ہوئی حدیث اور پڑھنا سورۃ بقر کا مُفْلِحُوْن تک
اور اٰمَنَ الرَّسُوْل تک بھی آیا ہے اور اگر ختم قرآن کرے افضل ہے
اور بعضے علماء سے منقول ہے کہ مسئلہ فقہ کا ذکر کرے یہ بھی فضیلت
رکھتا ہے۔ اور باعث اُترنے رحمت کا ہوتا ہے۔ اور مقام رحمت ہیں
یہ لازم ہے اور مستحب ہے پس معلوم ہوا کہ قبر والوں سے جواب بھی ملتا
ہے اور مراد بھی مگر بخلق الٰہی جس طرح اللہ کریم ہماری دعاؤں کو سنتا ہے
اور قبول کرتا ہے اور عام لوگ خدا کی طرف سے جواب سن نہیں سکتے
اور خدا مراد پوری کر دیتا ہے۔ اور جواب بھی دیتا ہے اور قبر والوں سے
بھی جواب ملتا ہے مگر زیارت کرنے والوں کو آواز سنائی نہیں دیتا کیونکہ

Marfat.com

مرجانے کا احتمال ہے مگر سوائے عارف باللہ لوگوں کے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے سب مردے نظر آتے ہیں۔ اور کلام بھی کرتے ہیں۔ اور خداوند کریم سے باذن خدا بخشا بھی سکتے ہیں۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب قبر حدیث۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّکَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِجَ عَنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ۔ ترجمہ اور روایت کی ہے ابن عمرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے یہ وہ شخص ہے یعنی سعد ہلا واسطے اُس کے عرش اور کھولے گئے واسطے اُس کے دروازے آسمانوں کے اور حاضر ہوئے جنازے اُس کے پر ستر ہزار فرشتے۔ تحقیق بھیجے گئے بھینچا پھر کشادہ کی گئی قبر اور دُور ہوئی سختی اُن سے روایت کی یہ نسائی نے یہ درجہ ہے کرامت والوں کا پارہ ۲۰۔ سورۃ النمل = آیت شریف اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝ ترجمہ تحقیق کہ تم بات نہیں سُنا سکتے مُردوں کو یعنی مُردہ دِل کافر تمہاری بات سُن نہیں سکتے اور تم نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار کر جب پھرتے ہیں پیٹھ پھیرے یعنی اُن کے دلوں کے کان بہرے ہیں اور قرآن سُننے سے انکار کرتے ہیں اور مُنہ پھیرتے ہیں۔ تو بہروں کے مشابہ ہیں نہ سُننے میں خصوصاً وہ بہرہ جو پھر جائے اور اپنے پکارنے والے کی طرف پیٹھ پھیرے اس صورت میں اس کو سنانا بہت مشکل ہے۔ اور اشارہ کنایہ بھی وہ نہیں دیکھتا۔ کہ اشارے سے بات سمجھیں۔ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی

Marfat.com

عُمْیٌ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اور نہیں آپ اے ہمارے حبیب راہ دکھانے والا اندھوں کو اور اُن کی گمراہی سے اس واسطے کہ ہدایت نہیں حاصل ہوتی مگر چشم بصیرت کی بدولت اور وہ یہ آنکھ نہیں رکھتے۔ نہیں سناتا ہے تو مگر اُسے جو ایمان لائے ہماری باتوں کا۔ یعنی یارسول اللہ تمہاری بات نہیں سنتے مگر ایمان والے تو وہ حکم ماننے والے اور تمہارا کہا یقینی جاننے والے ہیں۔ اور کافر لوگ آپ کی بات نہیں سن سکتے اور نہیں سنا سکتے پکار اپنا قبروں والوں کو جو کہ اہل یہود اور نصاریٰ ہیں۔ کیوں کہ اللہ کریم نے ختم اللہ کر دیئے ہیں۔ یعنی ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے کہ ہدایت اندر نہیں جا سکتی اور کفر باہر نہیں نکل سکتا۔ پارہ ۲۸ سورہ الممتحنہ۔ آیت شریف۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ ترجمہ اے لوگو ایمان والو دوستی نہ کرو ان لوگوں سے کہ غصہ کیا ہے اُن پر اللہ نے تحقیق کہ وہ نا امید ہوئے ہیں یعنی یہود ثواب آخرت سے اس واسطے کہ انہوں نے جان لیا ہے۔ کہ رسول اللہ کی لعنت چھپائے اور آپ کے ساتھ عناد اور عداوت رکھنے سے ان کو کسی طرح آخروی ثوابوں میں سے کچھ حصہ نہ ہوگا تو ضرور وہ نا امید ہیں جس طرح نا امید ہوئے کافر قبروں کے لوگوں سے یعنی دنیا میں اُن کے پھر آنے سے یا یہود ثواب آخرت سے ایسے نا امید ہیں جیسے کافر مرے ہوئے کہ انہوں نے اپنا حال صاف جان لیا اور اس جہان کی نعمتوں سے بالکل

Marfat.com

امید قطع کی۔ پس معلوم ہُوا کہ اہل کُفّار نے قبروں والوں کے عذاب و راحت سے انکار اور نا امیدی کی اور اہل ایمان والوں کو لازم نہیں ہے کہ قبروں والوں کی قبروں میں زندگی سے یا راحت و عذاب سے یا سننے اور جواب سے نا امیدی کریں۔ پارہ ۴ سورۃ آل عمران وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ = ترجمہ اور نہ سمجھ ان لوگوں کو جو صدق نیت سے قتل کئے گئے بیچ راہِ خدا کے وہ مُردے ہیں۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جو جنگ اُحُد میں شہید ہوئے حق تعالےٰ نے ان کی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی۔ کہ جنت کی ہُوا میں پھریں۔ اور طوبیٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں اور جنت کی نہروں کا پانی پیئیں اور سونے کی قندیلیں جو پایۂ عرش میں لٹکی ہوئی استراحت کے وقت وہیں ان کی خواب گاہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ یہ دولت جو ہم نے پائی ہمارے بھائیوں کو اس کی خبر کون پہنچائے تاکہ جہاد کی طرف ان کی رغبت زیادہ ہو۔ حق تعالےٰ نے ان کا حال بتانے کو یہ آیت اُتاری۔ کہ جو لوگ یہاں آئے۔ پھر دنیا کی طرف رجوع کرنے سے وہ باز رہیں گے۔ پھر عرض کیا کہ خدایا یہ سعادت حال اور نعمت بے زوال جو تو نے مجھے عنایت فرمائی ہے میرے یاروں کو اس کی خبر کر دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اے لوگو شہیدوں کو مُردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ پاس رب اپنے

Marfat.com

کے۔ کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے۔ انہیں زمین نہیں کھاتی اور مردوں کی طرح یا زائروں کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ زندوں کی طرح۔ روزی دی جاتی ہے میوہائے جنت سے خوش ہیں ساتھ اس چیز کے جو عطا کی انہیں خدا نے اپنے فضل سے کہ خوشنودی خدا ہے اور یہ بڑی دولت ہے اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ارواح قدسی کو انوار الوہیت کے ساتھ جب شوق پیدا ہوتا ہے۔ تو انکی ذاتوں کو معارف ربانی کی شعاعوں سے منور کر دیتے ہیں ثُمَّ نَرَاقُوْنَ اسی کی طرف اشارہ ہے پھر اس سے منبع نور اور مصدر رحمت کو دیکھتے ہیں۔ فرحیت اس سے عبارت ہے اور فی الواقع مقام وصال پر پہنچنے سے زیادہ خوشی اور جمال وجہ کریم کے نظارہ سے بڑھکر مسرت کسی چیز میں نہیں ہو سکتی۔ اور مسرور ہوتے ہیں۔ ساتھ خوشخبری کے یا خوشی کرتے ہیں ان لوگوں کے جو ہنوز نہیں ملے ہیں ساتھ ان کے پیچھے سے۔ اور بزرگی میں ان کے شریک ہوں گے پس معلوم ہوا کہ جہاد سے مراد جہادِ ظاہری اور جہاد باطنی ہیں کیوں کہ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ یعنی رجوع کیا ہم نے جہاد چھوٹے سے طرف جہاد بڑے کے کیونکہ پہلا کافر ابلیس ہے۔ اس لئے ابلیس لعین کے ساتھ جہاد بڑا ہے۔ اور اولیاء وعلماء وصلحا کا جہاد ابلیس کے ساتھ ہوتا ہے پارہ ۲ سورہ بقر۔ آیت شریف۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ ترجمہ اور نہ کہو اس آدمی کو کہ جو قتل کیا جاوے راہ خدا میں کہ وہ مردے ہیں

بعض صحابہؓ جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے وہ حیرت سے کہتے تھے۔ کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگِ بدر کے جان شیریں دی اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذّت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اُن لوگوں کو مُردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں ہماری جناب میں اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اُس زندگی کی کیفیت اس واسطے کہ عقل سے اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں پس معلوم ہُوا کہ جن لوگوں نے اللہ کریم کے عشق میں اپنی جانوں کو شہید کر دیا وہ مُردے نہیں ہیں بلکہ زندہ ہیں خدا کے سامنے لیکن تم اس زندگی کی سمجھ نہیں رکھتے ہو۔ اور اس میں صرف شہادت کا ذکر ہے۔ اور ہتھیار کا ذکر نہیں ہے۔ تو اس شہادت میں زاہد عابد و اولیآ و علما سب شامل ہیں۔ اور جنکی زندگی کی اللہ کریم شہادت دیتا ہے۔ وہ تحقیق زندے ہیں۔ اور زندوں سے سوال و جواب ہو سکتا ہے۔ اور مراد لے سکتے ہیں۔ اور باقی اولیاء اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں۔ اور شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ اِس تعظیم میں کوئی قید نہیں ہر ملکے ہر رسمے جس ملک میں اور جس زمانہ میں جو بھی جائز تعظیم مروج ہے وہ کرنا جائز ہے ان کی قبروں پہ پھول ڈالنا چادریں چڑھانا چراغاں کرنا سب میں ان کی تعظیم ہے لہٰذا جائز ہے۔ فقط

Marfat.com

بیان تبرکات

آیت ۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ ۔ ترجمہ : اور کہا واسطے ان کے پیغمبر اُن کے کہ نے تحقیق سلطنتِ طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت سکینہ اور وہ ایک صندوق تھا۔ کہ سب انبیاء علیہم السلام کی تصویریں اس میں بنی ہوئی تھیں ۔ بیچ اُس کے تسکین ہے رب تمہارے کے پاس سے یعنی ایسی چیز اس میں ہے جس سے تمہارے دلوں کو تسکین ہو ۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ سکینہ ایک جانور تھا بلی کے برابر اس کی دو آنکھیں ایسی روشن تھیں جیسی دو مشعلیں کہ کسی کو اُسے دیکھنے کی قوت نہ تھی ۔ اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ سے منقول ہے کہ اُس جانور کا منہ آدمی کے منہ سے مشابہ تھا ۔ اور دو بازو رکھتا تھا۔ لڑائی کے وقت اس صندوق سے نکلتا اور اندھی کی طرح دشمنوں پر جاکر انہیں پراگندہ کر دیتا اسی واسطے بنی اسرائیل ہمیشہ اُس صندوق لشکر کی صف کے آگے رکھتے تھے ۔ اور اس صندوق میں باقی چیز ہے اُس میں سے جو کچھ چھوڑا ہے ۔ آل موسیٰ اور آل ہارون علیہم السلام نے شخص کی آل لغت میں اس شخص کی ذات کو کہتے ہیں جیسے کہا اللہ تعالےٰ نے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ یعنی نفس ابراہیم و نفس عمران ۔ اور حدیث میں آیا ہے۔

Marfat.com

اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ ترجمہ اور کہا ان کو نبی ان کا بیشک نشانی اس کی یہ ہے کہ آوے تم پاس صندوق جس میں تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچا ہوا ہے اس چیز سے جو چھوڑ گئے ہیں آل موسیٰ اور آل ہارون اٹھائے ہوئے ہیں اس کو فرشتے بیشک اس میں نشانی ہے تمہارے لئے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔ تفسیر اس آیت میں بنی اسرائیل کے نبی نے ان کے سوال کے جواب میں کہا کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تابوت جو تمہارے دشمن اٹھا لے گئے تھے وہ تمہارے پاس آجائے گا۔ اس تابوت میں تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچا ہوا ہے اس چیز سے جو چھوڑ گئے ہیں آل موسیٰ اور آل ہارون۔ آل موسیٰ سے موسیٰ علیہ السلام کی ذات مراد ہے۔ اور آل ہارون سے ہارون علیہ السلام کی ذات مراد ہے۔ اور موسیٰ و ہارون کی چیزوں میں سے جو کچھ اس صندوق میں رہ گیا تھا۔ وہ حضرت موسیٰ کی نعلین تھے۔ اور حضرت ہارون کا عمامہ اور ترنجبین کا ٹکڑا جو نبیوں میں ان پر اترا تھا۔ اور ریزہ الواح اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی اور اس صندوق کو عمالقہ نبی اسرائیل سے اپنی ولایت میں لے گئے تھے جس موضع میں رکھتے وہاں کے لوگوں پہ ایک نہ ایک آفت آتی آخر ایک گھر کے قریب دفن کر دیا حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اسے اشمویل پیغمبر کے پاس اٹھا لائے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اٹھائیں گے فرشتے اس تابوت کو اور تمہارے پاس لائیں گے تحقیق کہ وہ صندوق تمہارے پاس پہنچے میں البتہ دلیل ہے واسطے تمہارے اس امر پہ کہ سلطنت طالوت کے باب میں پیغمبر کی بات معجزہ ہے اور ان چیزوں میں برکت اور کرامت ہے قوم نبی اسرائیل کے لئے یعنی جملہ مومنین کے لئے ایمان والو۔ اور جن تبرکات سے تبرک لینا اور فتح حاصل کرنا دشمنوں پہ جائز تھا ساتھ حکم اللہ کے اب بھی ان تبرکات یعنی انبیاء اور اولیا اور صالحین کے تبرکات سے برکت لینا اور فتح حاصل کرنا جائز ہے پارہ ۱۳ سورۃ یوسف اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج ۔ ترجمہ کہا حضرت یوسفؑ نے لے جاؤ میرا یہ پیراہن اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا پیراہن تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بازو پر سے کھول کر کنوئیں میں یوسفؑ کو پہنا دیا تھا۔ یوسفؑ

Marfat.com

پر وحی آئی کہ اسے کنعان میں بھیج دے۔ تو انہوں نے بھائیوں سے کہا کہ اسے لے جاؤ۔ پھر ڈال دو اسے مُنہ پر میرے باپ کے پھر آئے اُنکی بینائی۔ اور اُنکی آنکھیں جیسی تھیں ویسی ہی روشن ہو جائیں پس معلوم ہُوا کہ خدا کے دوستوں کے لباس میں بھی اپنی ذات کی طرف سے اتنی برکت ڈالی ہے جس سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں ان کی برکت سے مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں اور آخرت میں بھی مغفرت اور راحت ہو سکتی ہے اللہ کریم نے اپنے دوستوں کی اتنی بڑی شان بنائی ہے۔ اور حضرت موسیٰ نے حضرت آدمؑ کے عصا مبارک سے اس کی برکت کے ساتھ اور حکم خدا کے فرعون پر فتح پائی۔ اور حضرت رسول مقبولؐ کے جُبّہ مبارک کی برکت سے اویس قرنیؓ صاحب نے کئی کروڑوں کی تعداد میں رسول اللہؐ کی گنہگار امت کو اللہ کریم سے بخشوایا۔ اور حضرت حضرت سلطان محمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے جُبّہ مبارک کی برکت سے سومنات پر فتح پائی۔ حکم اللہ اور حکم رسول اللہؐ کے ساتھ ہر ایک مشائخ اور اولیا اولیا کے تبرکات سے اسی طرح دینی و دنیاوی فیض حاصل ہوتے ہیں اور سلطان سکندرؒ نے بھی ایک اولیا اللہ کی چادر کی قدر کی تھی اس چادر کی قدر کی وجہ سے اللہ کریم نے تمام ملک کی بادشاہی اُسے دی پر معلوم ہُوا کہ خدا کی دوستی خدا کے دوستوں سے ملتی ہے۔ جب خدا کے دوستوں کے لباس میں اتنی برکت ہے تو ان کے سینے سے ایک اللہ اور اس کا رسولؐ خبردار ہیں۔ ثابت ہُوا کہ اولیاء اللہ کا سینہ انوار الٰہی

کا سمندر ہے۔ کیوں کہ خدا اور رسول اللہؐ کا یہی فرمان ہے کہ اولیآ اللہ کی دوستی دوستیٔ خدا اور رسول اللہؐ کی ہے اور اولیاءُ اللہ کے ساتھ دشمنی خدا کے اور رسول اللہؐ کے ساتھ دشمنی ہے

شعر مولانا روم صاحب

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

حدیث قدسی مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ = فقط

بیان تعارف ولیآ اللہ

آیت شریف = اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۔ ترجمہ بے شک البتہ تم رسولوں میں سے جنہیں خدا نے خلق کی طرف بھیجا ہے اور جو تھے سیدھی راہ پر کہ توحید ہے یا تم بھیجے گئے ہو طریقہ استقامت کے ساتھ کہ وہ راہ مقصود کو پہنچا دینے والی ہے بھیجا قرآن کو بھیجنا خدائے قوی نے اپنے ملک میں یعنی قرآن اتارا ہوا ہے خدائے غالب مہربان کا مہربان کا خلق پر۔ اور اے محمدؐ تم رسولوں میں سے ہو۔ اور اتارا ہے خدا غالب مہربان اور بڑی حکمت والے نے اپنے حبیب کو مقام خلق میں یعنی مقام ناسوت میں دوسرا معنی یہ ہے کہ خدا نے اپنے نور سے نور ظہور کر کے مقام خلق میں جملہ مخلوقات پر اپنی

Marfat.com

ذات کی طرف سے اور سیر اسرار الٰہی کے واقف کرنے کے واسطے اور ذات واحد کے ساتھ ملانے کے واسطے حضورؐ کو فقر کا لباس پہنا کر توحید ربانی کا حکمران اور نائب بنا کر بھیجا ہے اور تحقیق جناب حضورؐ نے لاکھوں کی تعداد مخلوقات خدا کو فقر کا لباس پہنا کر اور اسرار ربوبیت سے واقف کرا کر اور واصل خدا بنا دیئے ہیں اور جو شخص رسول اللہؐ کا دوست ہو گیا وہ خدا کا دوست ہو گیا۔ اور جس کو رسول اللہ ملے اس کو خاص خدا کا تجلّہ ملا۔ اور فقیر ان فنا فی اللہ بقا باللہ سراسر خدا ہیں کیوں کہ حدیث شریف میں حضورؐ نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فقر میرا فخر ہے اور فقر میرے سے ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب فقر کا سلسلہ کمالیت کو پہنچ جاتا ہے تو واصل خدا ہو جاتا ہے۔ ہر ایک ایماندار کو لازم ہے کہ فقر اختیار کرے تاکہ منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اور فقیران خدا کو علم ظاہری اور باطنی ہوتا ہے۔ آیت شریف اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ ترجمہ تحقیق رہنے والے بہشت کے آج کے دن بیچ ایک کام کے خوش ہیں۔ یا سماع یا زیارت ایک دوسرے کی یا خدا کے مہمان ہونا۔ یا مشغول ہوں گے وہ لوگ نعمت حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ حال بنسبت دوزخیوں کے بڑی نعمت ہے۔ مگر طالبان حق کی نسبت نہایت کم دکھائی دیتا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ آیت لوگوں نے شیخ شبلی صاحب کے سامنے پڑھی۔ پس اس نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا۔ اور جب ہوش میں آیا کہا کہ بیچارے اگر جانیں کہ کس سے غافل ہو کر کس چیز میں مشغول ہیں۔ وہ بھی ہلاکت میں پڑے ہیں۔ اور کشف الاسرار میں

Marfat.com

شیخ الاسلام انصاری سے منقول ہے کہ نعمت بہشت کے ساتھ مشغ
ہونا عام مومنوں کا حصّہ ہے لیکن مقربان حضرت مطلع شہود اور ما
نور وجود سے ایک لحظہ بھی نعیم بہشت کی طرف نہ مشغول ہوں گے
اور طالبان خدا فقیران فنا فی اللہ ماسوٰی سے بیزار ہیں۔ ان کے
سامنے جنت دوزخ زمین و آسمان یعنی کل موجودات میں سے ہر ایک
چیز موجود ہے مگر عاشق و شیدائے حق سبحانہٗ کی ذات پر ہیں۔ سوائے
ذاتی تجلّے کے کسی چیز کے موجودات میں طلبگار نہیں ہیں تو ہر شخص کو لازم
ہے کہ اولیآ اللہ سے دوستیٔ خدا حاصل کریں۔ آیت شریف لِیَاْکُلُوْا
مِنْ ثَمَرِہٖ وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۝۔ ترجمہ تاکہ
کھاویں میووں اس کے سے۔ اور نہیں کیا اس کو ہاتھ ان کے نے
آیا پس نہیں شکر کرتے یعنی کہ کیا شکر نہیں کرتے ہیں ان نعمتوں کے
مقابلہ میں اور منعم کی عبادت نہیں بجا لاتے ہو۔ اور صاحب بحر الحقائق
فرماتے ہیں کہ معنے اس آیت کا زبان اہل اشارت پر ہے کہ دل کی
زمین کو زندہ کر دیا عنایت کی مینہہ سے اور نکالا ہم نے اس سے دانے
طاعت کے اور رُوحیں اس سے غذا پاتی ہیں۔ اور بنائے ہم نے باغ
ذکر کے خرموں اور شوق کے انگوروں سے اور حکمت کے چشمے اس میں
جاری کر دیئے ہیں تاکہ مکاشفات غیبیات اور مشاہدات کے پھلوں
سے تمتع حاصل کریں۔ آیت شریف۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا
اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ط :۔ ترجمہ کھاؤ اور پیو اور اسراف
نہ کرو بیشک اللہ نہیں کرتا محبت مسرفوں کے ساتھ۔ بغیر توبہ کرنے
کے اور مسرف وہ لوگ ہیں۔ جو کہ حد شریعت سے گزر جاویں ا

Marfat.com

خدا اور رسول اللہ ؐ کے نافرمان بن جاویں اور دوسرا مسرف وہ لوگ ہیں کہ اپنے مال و جائداد پر مومنوں کو ایذا پہنچائیں۔ اور مال و جائداد کو غیر راستہ پر خرچ کریں۔ اور تیسرا مسرف وہ لوگ ہیں۔ کہ نعمتیں خدا کی کھاتے ہیں۔ اور پیتے ہیں۔ اُن نعمتوں کے ساتھ بدن میں طاقت آتی ہے۔ اور بدنی طاقت کو گناہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ چوتھا مسرف وہ لوگ ہیں کہ اپنے عقل و فکر کو تلاش دنیا میں خرچ کرتے رہیں اور حکم خدا بجا نہیں لاتے۔ پانچواں مسرف وہ لوگ ہیں۔ کہ اپنے نفس کو زندہ کیا معصیت کے ساتھ۔ اور دل کو مردہ کر دیا غفلت کے ساتھ۔ اور چھٹا مسرف وہ لوگ ہیں کہ اپنی عبادت کو تلاش جنت میں خرچ کریں۔ اور اپنے مولیٰ کے عشق سے غافل رہیں۔ ساتواں مسرف وہ لوگ ہیں کہ اپنی عبادت پر فخر کرتے ہیں اور اپنے علم حاصل کئے ہوئے سے معرفت حاصل نہ کریں۔ اور بغیر عشق خدا اور رسول اللہ ؐ کے اور معرفت خدا اور تجلّہ خدا سے اور محبت رسول اللہ سے اور عشق پیران طریقت سے باقی سب کچھ اسراف ہے اور عشق محبت معرفت مشاہدات و تجلیات خدا فقیران فنافی اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک ایمان دار کو لازم ہے کہ بزرگان خدا کو وسیلہ بنا کر دوستی خدا اور رسول اللہ کی حاصل کریں۔ بغیر وسیلہ بزرگان سے یہ تجلیات حاصل نہیں ہو سکتے فقر اللہ کا تجلّہ ہے جس کو ذکر اللہ ملا ملا اس کو خدا کا تجلّہ ملا اور جو کچھ بھی ہے ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر اللہ میں ہے۔ آیت شریف۔ رَافِیعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالعَرشِ۔ ترجمہ بلند کرتا ہوں درجے انسانوں کے اپنی ذات کی طرف سے خلافت عطا فرما کر۔ اور حقائق شناخت اور معرفت کے

Marfat.com

سبب سے ذوالعرش کہ میں مالک عرش ہوں۔ اور ہر ایک کو لازم ہے
کہ خلافت خدا حاصل کرے۔ خلافت خدا خاص دوستیٔ خداوند کریم ہے اور
دوستیٔ خداوند کریم کی دوستی رسول اللہ ؐ سے حاصل ہوتی ہے اور دوستی رسول
اللہ کی اولیآ اللہ لوگوں سے حاصل ہوتی ہے اور دوستی اولیاء اللہ کے
ساتھ درجات و مراتب اعلیٰ مل سکتے ہیں اور ملتے ہیں اور دنیا کی دوستی
خوار اور ذلیل ہے اور بغیر فکر و ذکر توحید شریف طریقت حقیقت محبت
و مشاہدات ذات باری تعالےٰ کے بقایا چیزوں پر دل لگانا انسانوں کا
کام نہیں ہے۔ اور نہ دوستی میں صادق ہوگا۔ اور ہر ایک ایمان دار
کو لازم ہے۔ کہ دنیا فانی میں درجات اور مراتب حاصل کرے۔ اور درجات
و مراتب پر تب ہی پہنچ سکتا ہے کہ پہلے شریعت کے اندر قدم رکھے۔ بعدہٗ پیران
طریقت سے طریقت حاصل کرے۔ اور طریقت کے اندر حقیقت کو پہنچے
اور حقیقت سے معرفت حاصل کر کے عارف باللہ بنے۔ حدیث صُنْ عَرَّاف
باللہ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ جو عارف باللہ ہوں گے اُس پر کوئی چیز مخفی
نہیں رہ سکتی۔ اور حقیقت سے فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے اور فنا فی الشیخ سے
فنا فی الرسول اللہ اور فنا فی الرسول اللہ سے فنا فی اللہ و بقا باللہ ہو جاتا
ہے۔ اس کو درجات و مراتب کہتے ہیں۔ انبیآء اولیا کا یہ راستہ ہے
رفیع الدرجٰت کا یہ مقصد ہے آیت شریفہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ترجمہ تحقیق گزرے تھے پہلے ان سے جنوں میں
سے اور آدمیوں سے۔ اِلْھُمْ کا تو لھا سرئیٹ ط
تحقیق وہ تھے زیاں پانے والے۔ کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حق تعالیٰ
کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دوست بنگ اور اچھا

Marfat.com

ہمنشینی عطا فرماتا ہے۔ کہ عبادت میں اس کا معین اور مددگار رہے
جب بندہ کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے رفیق بد اور مصاحب
فاسق فاجر کے ساتھ مبتلا کرتا ہے کہ اسے حق کی مخالفت میں ترغیب
اور تحریص کرتا ہے جس طرح شیطانوں کو ان کا ہمنشیں کر دیا ہے اور
عذاب کے مستحق ہو گئے۔ تحقیق خدا کے نافرمان نقصان پانے والے ہیں
ہر ایمان دار کو لازم ہے کہ محبت خدا کے لئے اور حقائق شناخت کے
لئے ہمنشینی اولیآ اللہ حاصل کرے تاکہ ان کی عبادت میں معین اور
مددگار رہے۔ کیوں کہ اللہ کریم نے فرمایا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيلَ
مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ۔ تابعداری کرو ان لوگوں کی جو تمہیں میری ذات
کی طرف رجوع کریں۔ اور حقیقت کے راستے پر لاویں۔ آیت شریفہ
وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ
لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
ترجمہ اور جو کوئی نہ مانے پکارنے والے اللہ کے کو پس نہیں عاجز
کرنے والا بیچ زمین کے اور نہیں واسطے اس کے سوائے خدا کے اس
کے دوست یہ لوگ ہیں بیچ گمراہی کے ظاہر اور جو کوئی قبول نہ کریگا
داعیٔ اللہ خدا کی طرف بلانے والے کو یعنی محمد الرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نائب حضور علیہ السلام کے جسکو اولیآ اللہ
کہتے ہیں یعنی جو خدا کی طرف بلانے والے کو قبول نہ کرے گا اس پر
عذاب نازل ہوگا اور نہ ہی ہیں واسطے اس کے من دونہ اولیاء
دوست سوائے خدا کے دوست اور مددگار اور وہ گروہ نہ قبول
کرنے والا فی ضلال مبین ۝ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

Marfat.com

آیت شریف ۔ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ترجمہ اور نہریں ہیں شہد سے صاف کی گئی اور واسطے اس کے ہے ہر طرح کے میوے اور بخشش پروردگار ان کے سے یعنی خداوند کریم ان کے گناہ چھپائے گا نہ اُن پر عذاب کرے گا۔ ارباب اشارت نے کہا ہے کہ جس طرح چار نہریں زمین بہشت میں درخت طوبیٰ کے نیچے جاری ہیں۔ چار نہریں زمین دل عارف باللہ میں جاری ہیں۔ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء کی جاری ہیں۔ قلب کے منبع سے انابت کے پانی کی نہر اور سینہ کے منبع صفوت کے دودھ کی نہر۔ اور سر کے خمخانے سے شراب محبت کی نہر اور روح کے بحر سے عسل محبت کی نہر۔ بحر الحقائق میں لکھا ہے۔ کہ پانی اشارہ طرف حیات دل کی ہے اور دودھ طرف فطرت اصلی کے محفوظ بدعت سے متغیر ہو۔ اور شارب جوشش محبت الٰہی ہے اور عسل مصفٰے کے قرب کی محبت و حلاوت اور ثمرات عبارت ہے مکاشفات سے اور تیسرا معنی یہ ہے کہ ہر ایماندار کے وجود کے اندر شریعت کی نہر جاری ہے اور قلب کے اندر طریقت کی نہر جاری ہے اور روح کے اندر حقیقت کی نہر جاری ہے اور سر کے اندر معرفت کی نہر جاری ہے چوتھا معنیٰ یہ ہے کہ زبان عارف باللہ کے ذکر کی نہر جاری ہے اور دل عارف باللہ کے عشق کی نہر جاری ہے اور روح عارف باللہ کا عرش معلّٰے پر عبودیت کی نہر جاری ہے۔ اور سینے کے اندر سراسرار الٰہی کی نہر جاری ہے اور پانچواں معنیٰ یہ ہے کہ عارف

Marfat.com

باللہ کے وجود میں چار نہریں۔ توحید کی جاری ہیں۔ اول توحید قوی ہے کہ زبان عارف باللہ پر ہمیشہ ذکر خدا جاری رہتا ہے اور اگر کلام کرتا ہے تو خدا اور تجلیات خدا کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور دوسری توحید فعلی ہے جو کام کرتا ہے الہام خدا اور تجلیات خدا کے ساتھ کرتے ہیں اور ہر ایک عبادت کے اندر انوار خدا داد ہوتے ہیں۔ اور تیسری توحید یہ ہے کہ عارف باللہ کے وجود کے اندر توحید حصولی کی نہر جاری ہے۔ توحید حصولی وہ ہے۔ کہ ہمیشہ مجلس محمدی میں حاضر رہتا ہے اور چوتھی توحید حضوری ہے۔ کہ ہمیشہ عارف باللہ کے وجود میں نور کبریا کی طرف جاری ہوتی ہے اور عشق خدا میں محو ہو جاتا ہے اور تجلیات خدا کے ساتھ مخلوقات خدا کو خدا کے ساتھ واصل کر دیتے ہیں اور نور کے تجلے کے ساتھ دنیا پر فیضرسان ہوتا ہے اور منافقوں اور کافروں کو معجزات کے ساتھ اور کرامات کے ساتھ صاحب ایمان بنا دیتا ہے اور اگر چاہیں تو خدا سے منظور کراتے ہیں اور قلب روح سر خفی اخفی ہمیشہ تجلیات خدا میں ہوتے ہیں۔

ہر شخص کو لازم ہے اور فرض ہے کہ عارف باللہ لوگوں سے معرفت خدا حاصل کریں۔ آیت شریف۔
یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ ترجمہ نکلتے ہیں

Marfat.com

ان دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مونگے۔ اور دوسرا معنے یہ ہے کہ دُو دریاؤں سے زمین و آسمان کے دریا مراد ہیں کہ ہر سال ملتے ہیں۔ اور ابر پیدا ہے کہ آسمان کے دریا کو اُترنے سے اور زمین کے دریا کو چڑھنے سے روکتا ہے اور دریائے فلک سے قطرے دریائے زمین میں گر کر وہاں صدف میں آتے ہیں۔ اور ان سے موتی بنتے ہیں۔ صاحب کشف الاسرار اسی طرح شرح کرتا ہے کہ خوف و رجا دُو دریا مسلمانوں کے ہیں اور ان سے زہد اور ورع کا موتی نکالتا ہے اور انس فقر دُو حد کے جواہر پیدا ہوتے ہیں۔ اور بحر اُنس اور ہیبت انبیاء اور صدیقوں کے واسطے ہے۔ اور ان سے گوہر فنا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس آیت شریف کی تشریح کی جاتی ہے کہ لُولُو سے مراد شریعت روشن ہے۔ کیوں کہ شریعت پر محکم چلنے والا۔ نائب رسول اللہ ﷺ ہوتا ہے اور جملہ مسلمانوں پر شریعت کا حکمران ہوتا ہے۔ اور شریعت حکم خدا اور حکم رسول اللہ ہے۔ اور مرجان شریعت کے اندر طریقت ہے اور طریقت سے حقیقت شریعت حاصل ہوتی ہے

Marfat.com

ر حقیقت سے معرفت خدا اور رسول اللہ حاصل
تی ہے ۔ اور تیسرا معنیے یہ ہے ۔ کہ لولو
ے مراد دو دریا ہیں کہ ایک دریا شریعت
قیقت طریقت معرفت ملاکر مقام محمدی ہے
ور مقام محمدی عرش معلےٰ سے لے کر قاب
قوسین تک ہے ۔ جس میں جمال رسول اللہ
ہے اور دوسرا دریا محویت مشاہدہ فنا فی اللہ
قا باللہ ہے اور تجلّیٔ خدا ہے جس سے
ل جہان روشن ہے اور یہ لولو والمرجان
بزرگوں کے درباروں سے ملتے ہیں ۔
آیت شریف فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى
ترجمہ پس پکڑا اس کو اللہ نے عذاب آخرت
کے میں اور دنیا کے میں ۔ اور عذاب دنیا
میں کہ غرق ہونا ہے ۔ یا دو کلموں کے
نکال میں اسے ماخوذ کیا کلمہ اول یہ ہے
کہ انا ربکم الاعلیٰ اور کلمہ آخر میں یہ کہ
ما علمت لکم من الہ غیری اور درمیان ان
دو کلموں کے چالیس برس کی مدت ہے اور
شیخ رکن دین نے فرمایا ہے ۔ کہ ایک
وقت مجھ کو خوشی ہوئی ۔ تو میں منصور
حلاج کی زیارت کو گیا ۔ مراقبہ کیا ۔ پس

Marfat.com

روح اس کی ہیں نے علیین سے اعلیٰ مقام پر پائی پس ہیں نے مناجات کی کہ خدایا یہ کیا حال ہے کہ فرعون نے سر فیکم الاعلیٰ کہا اور منصور نے انا الحق ان دونوں نے ایک ہی دعویٰ کیا ہے ۔ روح حسین کے علیین میں ہے اور فرعون کی جان سجین میں ہے ۔ پس مجھ کو ندا پہنچی کہ فرعون خود بینی میں پڑا اور بالکل اپنے ہی کو دیکھا ۔ مجھ کو گم کر دیا۔ اور حسین حلاج نے مجھ کو دیکھا ۔ اور اپنے کو گم کر دیا۔ پس ان دونوں کے دعوے میں بڑا فرق ہے اور منصور حلاج کی منزل فنا فی اللہ تھی اور فنا فی اللہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو گم کر دیں اور صرف ذات کا تجلّی ان کے سینے میں رہ جائے۔ آپ فنا ہو ذات ظاہر ہُوا۔ یہ عاشقان خدا ہیں اور فنا وہ منزل ہے کہ جس وقت اُس پر تجلّی ذات کبریا آجائے تو خود اپنے آپ کو نہیں پہچان سکے ۔ حدیث شریف ۔ اِذَا تَمَّ الفقرُ فھُوَ اللہ حیں وقت فقر کا سلسلہ کمالیت پر پہنچ جائے۔ تو ذاتی نور کے سامنے اپنی ہستی بقاء کو فنا کر دیتا ہے ۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قبلہ تابعین قدوۃ العارفین حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ احسان وعطف میں تابعین سے بہتر ہیں ۔ جس کی حضور رحمتہ اللعلمین تعریف کریں بھلا مجھ سے اس کی صفت کیا ادا ہو سکتی ہے ۔ کبھی کبھی

Marfat.com

حضورؐ یمن کی طرف منہ کرتے اور فرماتے کہ نسیم رحمت یمن کی طرف سے پاتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز ستر ہزار فرشتے اویس کی شکل میں پیدا کرے گا۔ تاکہ اویس میدان قیامت میں اُن کے درمیان میں آوے اور بہشت میں داخل ہو۔ تاکہ کوئی مخلوق اس بات سے واقف نہ ہو ان کے درمیان اویس کون ہے۔ کیوں کہ میرے دوست میرے قبا کے نیچے ہیں سوائے میرے ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَآ اللّٰہ تحت قبائی لَا یعرفھم غیری۔ کہ کل قیامت کے دن خواجہ انبیاء بہشت میں اپنے مکان سے باہر نکلیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ اویس ہے کہ میں اُسے دیکھوں؟ آواز آئیگی۔ اپنے ربّ سے کہ رنج نہ کر کیونکہ تو نے اُسے دنیا میں نہیں دیکھا۔ اس لئے یہاں بھی نہ دیکھے گا۔ مگر حضور دل سے دیکھے گا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا مرد ہے۔ کہ قبیلۂ ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بالوں کی برابر لوگوں کی شفاعت قیامت کے دن کرے گا۔ اور صحابہؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ایسا شخص کون ہوگا آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سب خدا کے بندے ہیں لیکن اس کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اویس قرنی صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا قرن میں۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ اس نے آپ کو دیکھا ہے آپؐ نے فرمایا کہ دیدۂ ظاہر سے تو نہیں دیکھا۔ البتہ دیدۂ دل سے دیکھا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ ایسا عاشق

Marfat.com

آپ کی خدمت میں کیا نہیں آسکتا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں دو وجہ سے وہ
آیا ایک تو جذبۂ حال کی وجہ سے دوسرا تعظیم شریعت کے
لحاظ سے کیوں کہ اس کی ماں ضعیف و نابینا ہے۔ اونٹ شتر بانی
کرتا ہے اور ماں کا نفقہ اس سے حاصل کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا ہم اسے
دیکھ سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ صدیق رضؓ نہ دیکھ سکے گا۔ لیکن فاروق رضؓ اس کو دیکھ لیں گے (نشانی یہ ہے) اس کے بال بکثرت ہیں۔ اور ہاتھ کے دائیں پہلو ہتھیلی پر مقدار درہم سفید داغ ہے۔ مگر وہ برص کا داغ نہیں ہے۔ تم جب اسے پاؤ۔ تو میرا سلام کہو۔ اور اس سے کہو۔ کہ میری امت کے لئے دعا کرے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ کے بزرگ دوست مخفی و پوشیدہ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ ہم انہیں کہاں پائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ یمن میں شتر بان ہے۔ اس کا نام اویسؓ ہے۔ تم اس کے قدم بقدم چلو۔

نقل ہے کہ جب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پانے لگے صحابہ نے عرض کیا۔ آپؐ کا لباس مبارک کس کو دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اویسؓ قرنی کو حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضؓ و حضرت علیؓ کو تشریف لائے۔ حضرت عمر رضؓ نے خطبے کے درمیان فرمایا۔ کہ اے اہل نجد کھڑے ہو جاؤ۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے درمیان کوئی قرن کا رہنے والا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر رضؓ نے اویسؓ قرنی کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ لیکن ایک وحشی ہے۔ جو لوگوں سے دور رہے اونٹ چراتا ہے۔ پس فاروق رضؓ اور علی رضؓ اس وادی کو گئے اور

Marfat.com

ان کو نماز میں مشغول پایا۔ اور حق تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہوا تھا۔ کہ جب تک وہ نماز پڑھے وہ اونٹوں کو چرائیں۔ جب آپ نے آدمی کی جنبش پائی۔ تو نماز کو کوتاہ کر دیا اور سلام کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے جواب دیتے ہوئے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ غلام۔ حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا کہ ہم سب آنحضرت صلعم کے غلام ہیں۔ تمہارا خاص نام پوچھتا ہوں۔ جواب دیا۔ اویسؓ پھر فرمایا۔ کہ دایاں ہاتھ دکھاؤ۔ آپ نے دکھایا۔ جو نشان حضور صلعم نے بتایا تھا۔ وہ دیکھکر کہا۔ کہ حضور صلعم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ اور اپنا لباس تمہارے لئے بھیجا ہے اور حضورؐ نے وصیت فرمائی ہے۔ کہ میری امت کے لئے دعا کرو۔ اویس نے جواب دیا۔ کہ دعا کرنے کے لئے تم مجھ سے بہتر ہو۔ کیوں کہ تم سے زیادہ عزیز کوئی نہیں۔ جناب فاروق رضؓ نے جواب دیا کہ میں یہ کام کرتا ہوں۔ تم رسول اللہؐ کی وصیت بجا لاؤ۔ اویسؓ نے کہا۔ کہ اے عمر رضؓ تم غور کرو۔ کہ شاید وہ شخص سوائے میرے کوئی اور ہو۔ حضرت فاروق رضؓ نے کہا۔ رسول اللہؐ نے تمہارا نشان دیا ہے پھر اویس نے کہا۔ کہ اچھا حضورؐ کا لباس مجھے دو۔ تاکہ دعا کروں۔ فاروق اعظم نے لباس انہیں دیدیا۔ انہوں نے لے لیا۔ اور کہا کہ ذرا صبر فرمایئے پھر حضرت اویس ان سے کچھ دور چلے گئے اور چہرہ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور کہا۔ اے خدا میں اس وقت تک اس لباس کو نہ پہنوں گا جب تک کہ تمام امت محمدیہ کو نہ بخش دے گا۔ کیوں کہ پیغمبرؐ نے اس کو میرے حوالے کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاروق رضؓ

Marfat.com

و مرتضیٰ رضہ سب نے اپنا کام کر لیا ہے۔ اب تیرا کام باقی رہ گیا ہے آواز
خدا کی طرف سے کہ میں نے چند آدمیوں کو تیری خاطر بخش دیا۔ اویس نے
کہا۔ جب تک سب کو نہ بخشے گا نہ پہنچوں گا۔ پھر آواز آئی۔ کہ چند ہزار
میں نے بخش دیئے۔ اویس نے کہا میں سب کو چاہتا ہوں۔ اویس اس طرح
کہتا تھا۔ اور اسی طرح خدا سنتا تھا۔ اس حالت میں فاروق رضہ و
مرتضیٰ رضہ اس کے سامنے گئے جب اس نے ان کو دیکھا۔ تو کہا کہ کیوں
آئے ہو۔ میں اس وقت تک لباس نہ پہنتا جب تک کہ تمام امت محمد
کو نہ بخشوا لیتا۔ حضرت فاروق رضہ نے اویس رضہ کی گودڑی کو
دیکھا۔ تو اس گودڑی کے نیچے اٹھارہ ہزار عالم کے سر دیکھے حضرت
فاروق رضہ کا دل اپنے سے اور خلافت سے پھر گیا۔ کون ہے جو مجھ
سے خلافت کو ایک روٹی کے عوض خریدے۔ اویس نے کہا وہ
خرید لیگا جو عقلمند نہ ہوگا۔ پھینک دو تاکہ جو کوئی چاہے اٹھا لے
خرید و فروخت کا اس میں کیا کام۔ پھر اویس نے لباس پہن لیا۔ اور
کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اس لباس کی طفیل قبیلۂ بنی ربیعہ و مضر
کی بکریوں کے بالوں کے برابر امت محمدیہ کو میرے لئے بخش دیا ہے
جناب مرتضیٰ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت فاروق نے کہا اویس تو نے
کیوں رسول اللہ ص کی زیارت نہ کی۔ اویس نے کہا۔ کہ تم نے دیکھ
ہے آپ نے جواب دیا ہاں۔ اویس نے کہا کہ شاید تم نے اس کا
جنیہ مبارک دیکھا ہے تو بتاؤ کہ آپ کے ابرو ملے ہوئے
تھے یا نہ تعجب ہے کہ حضرت فاروق و مرتضیٰ کو تو معلوم نہ
تھا۔ پھر اویس نے کہا تم محمدؐ کے دوست ہو۔ انہوں نے

Marfat.com

اب دیا۔ ہاں ۔ اویس نے کہا اگر تم دوستی میں درست ہوتے تو اُس
دن جبکہ آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو تم نے کیوں موافقت کے
طریقے پر اپنے دانت نہ توڑے۔ کیوں کہ یہ شرط موافقت ہے۔ پھر آپ
نے تمام دانت دکھائے جو سب ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور کہا کہ میں
نے بلا آپؐ کو دیکھے ہوئے غیبت کی حالت حالت میں اپنے دانتوں
کو آپ کی موافقت میں توڑ ڈالا جبکہ میں ایک دانت توڑتا تھا۔
تو میرے دل کو قرار نہ آتا تھا حتیٰ کہ ایک ایک کر کے میں نے اپنے
سب دانتوں کو توڑ ڈالا۔ یہ سن کر حضرت فاروق رضہ و مرتضیٰ رضہ
پر رقت چھا گئی۔ اور سمجھا کہ منصب ادب دوسری شے ہے حالاں کہ
رسول اللہؐ کو نہیں دیکھا ہے۔ کہا ادب یہاں تک ہے اور آداب
انہیں سے سیکھنا چاہئے۔ پھر حضرت فاروق رضہ نے کہا۔ کہ میرے لئے
دعا کرو۔ اویس نے کہا ایمان میں رعایت نہیں۔ میں نے دعا کی ہے
اور ہر نماز میں تشہد کے وقت ہر مسلمان کے لئے دعا گو رہتا ہوں فاروق
نے کہا۔ کہ مجھے وصیت کرو۔ اویس نے کہا۔ اے عمر خدا پہچانتا ہے۔
حضرت فاروق نے جواب دیا کہ ہاں پہچانتا ہوں۔ کہا اگر اس کے سوا
کسی اور کو نہ جانے تو تیرے لئے بہتر ہے اویس نے کہا خدا تعالےٰ
تجھے جانتا ہے۔ فاروق رضہ نے کہا۔ ہاں جانتا ہے۔ کہا اگر سوائے اس
کے کوئی دوسرا تجھ کو نہ جانے۔ تو تیرے لئے بہتر ہے۔ جب فاروق
و مرتضیٰ رضہ واپس ہو گئے تو اویس کی جگہ اور حرمت ظاہر ہو گئی اور
ان کے درمیان عہد نہ رہا۔ تو وہاں سے بھاگے اور کوفہ آ گئے
اور پھر کسی نے نہیں دیکھا۔ لیکن ہرم بن حبان رح فرماتے ہیں کہ جب

Marfat.com

میں نے اویس کی شفاعت کا درجہ سُنا۔ تو مجھے اُن کے دیکھنے کا شوق
غالب ہُوا۔ کوفہ آیا۔ اور اُن کو تلاش کیا۔ اور دریائے فرات کے کنارے
پر دیکھا۔ کہ وضو کرتے تھے اور کپڑے دھوتے تھے۔ ان کو میں نے پہچان
لیا۔ اور سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اور میری طرف دیکھا۔ میں نے چاہا
کہ ان کا ہاتھ پکڑوں۔ لیکن انہوں نے ہاتھ نہ دیا۔ میں نے کہا کہ
اللہ تعالےٰ تجھ پہ رحمت کرے۔ اور مجھے ان کے حال کی ضعیفی کی وجہ
وجہ سے رونا آ گیا۔ اویس نے رو کر کہا کہ اے ہرم بن حیان اللہ تم
تمہیں زندگی دے۔ تم یہاں کس طرح آئے۔ کہا۔ کہ میرا اور میرے
باپ کا نام تم نے کس طرح جان لیا۔ حالانکہ تو نے مجھے کبھی نہیں دیکھا
حضرت اویس نے جواب دیا مجھے اس نے خبر دی کہ جس کے علم
سے باہر کوئی شے نہیں۔ اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا
کیونکہ مومنوں کی روحیں ایک دوسرے کی آشنا ہوتی ہیں۔ میں نے کہا
کہ رسول اللہ ؐ کی کوئی روایت مجھے بیان کرو جواب دیا کہ میں نے
نہیں دیکھا۔ نہ ان کی باتیں دوسرے سے سُنی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا
کہ محدث و فقیہ و واعظ ہوں مجھ سے میں نے کہا کہ کوئی آیت
تلاوت کیجئے۔ کہ میں سنوں۔ جواب دیا۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن
الرجیم۔ اور زار زار رو رہے پھر کہا اللہ تعالےٰ اس طرح ارشاد
فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝
وَمَا خَلَقْنٰهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
بیان حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ :۔ نقل ہے

Marfat.com

حسن بصری بچہ تھا۔ ایک روز اُمّ سلمہ رضہ کے گھر میں جناب سرور کائنات صلعم کے کوزہ سے پانی پی لیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ پانی کس نے پیا ہے۔ اُمّ سلمہ رضہ نے جواب دیا حسن بصری نے پیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس قدر اس نے پانی پیا ہے اسی قدر اس میں علم سرایت کرے گا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ ایک روز حضورؐ اُمّ سلمہ کے گھر تشریف لائے۔ حسن کو گود میں اٹھا لیا۔ اور آپ نے اس کے لئے دعا کی جو کچھ حسن بصری کے نصیب ہوا۔ سب حضورؐ کی دعا کا نتیجہ تھا۔ نقل ہے ایک دفعہ مجلس قائم کی ہوئی تھی۔ کہ حجاج ننگی تلواروں کے ساتھ لشکر لئے ہوئے آیا۔ ایک بزرگ جو کہ حاضر مجلس تھے انہوں نے کہا کہ آج حسن کا امتحان کرتے ہیں حجاج بیٹھ گیا۔ آپ نے ذرا بھر بھی توجہ نہ کی۔ پھر اس بزرگ نے کہا۔ حسن ہی ہے جب مجلس ختم ہوگئی۔ حجاج نے آپ کے قریب ہوکر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ انظر الی الرجل یعنی مرد کامل کی طرف دیکھو۔ اگر کسی مرد کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو حسن کو دیکھو۔ لوگوں نے حجاج کو خواب میں میدان قیامت میں دیکھا اس سے کہا گیا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا جو مواحد طلب کرتے ہیں۔ یہ بات اس نے حالت نزع میں کہی تھی۔ کہ اے خداوند کریم تو غفار ہے تو خود اس مشت تنگ حوصلہ کو دیکھا کہ میں غفار ہوں۔ سب لوگ

Marfat.com

ایک دل اور ایک زبان ہیں کہ کل تو مجھے چھوڑیگا
اور نہ بخشے گا مجھے ان کے مقابلے میں بخشدے
اور ان کو دکھلا دے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں
نقل ہے کہ ایک دن حسن بصری گورستان سے
گزرے اور چند لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے
فرمایا۔ اس قبرستان میں ایسے ایسے مردان خدا ہیں۔
کہ ان کی ہمت کا سر آٹھ بہشتوں میں بھی نہیں سماتا
اور ان کی مٹی میں اس قدر حیرت لی ہوئی ہے
اگر اس حیرت کا ذرا آسمان والوں کے سامنے پیش کریں
تو سب غم سے گر جائیں۔ نقل ہے کہ آپ دعا کرتے تھے
کہ حبیب عجمی دامن اٹھا لیتے کہ میں قبولیت کو دیکھ رہا ہوں
ایک بزرگ کہتے ہیں۔ کہ میں آپ کے ساتھ حج کو گیا
مجھے پیاس لگی۔ تو میں کنوئیں کے کنارے پر پہنچا
ڈول اور رسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا جب میں نماز
پڑھوں گا۔ تو تم پانی پی لینا۔ پس وہ نماز میں مشغول ہوئے
اور میں کنوئیں کے کنارے پر گیا۔ پانی کنوئیں کے
کناروں تک آیا ہوا تھا۔ ہم نے پیا۔ اور ایک دوست
نے کوزہ بھرا تو پانی کنوئیں کا نیچے چلا گیا۔ آپ جب
فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر یقین
نہ کیا۔ اس لئے پانی نیچے چلا گیا۔ ابو عمرو قرآن پڑھایا
کرتے تھے۔ ایک لڑکا خوبصورت قرآن پڑھنے کے

Marfat.com

لئے آیا۔ ابو عمرو نے اُس کی طرف بُری نظروں سے دیکھا الف۔ الحمد سے لے کر والناس تک سب بھول گیا۔ بعد اُس کو آگ لگ گئی۔ اور وہ بے قرار ہو گیا۔ اور وہ حسن بصری کے پاس گیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب حج کا وقت ہے جا حج کر جب فارغ ہوئے تو مسجد حنیف میں دو بزرگ دیکھے گا۔ ان کا وقت تباہ نہ کرنا۔ یہاں تک کہ ایک پُر ہیبت بزرگ کو دیکھا کہ لوگ اس کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب کچھ وقت گزر گیا۔ ایک پیر مرد داخل ہو گیا۔ اور اس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ لوگوں کے سامنے گئے اور سلام کیا اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ جب نماز کا وقت ہو گیا۔ تو سب لوگ چلے گئے۔ وہ بزرگ خالی رہ گئے ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں ان کے سامنے گیا۔ اور سلام کیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ وہ غمناک ہوئے اور آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ ابھی انہوں نے اپنا سر نیچے نہیں کیا تھا کہ سب قرآن مجید مجھ پر کشادہ ہو گیا۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں خوشی سے ان کے قدموں پر گر پڑا۔ انہوں نے کہا کہ میرا نشان تجھے کس نے دیا میں نے کہا حسن بصری نے انہوں نے کہا۔ کہ حسن نے ہمیں رسوا کیا اب ہم بھی اسے رسوا کریں گے۔

Marfat.com

پھر کہا کہ تونے اس بزرگ کو دیکھا ہے جو نماز پیشی کے بعد آیا۔ وہ سب سے پہلے چلا گیا۔ اور ہم سب نے اس کی تعظیم کی میں نے کہا۔ ہاں میں نے اُس کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا وہ حسن بصری تھے۔ ہر روز نماز پیشی کے بعد بصرہ سے اس جگہ وہ آتے ہیں۔ مجھ سے باتیں کرتے ہیں اور نماز عصر بصرہ میں پڑھتے ہیں۔ کہا جو شخص حسن بصری جیسا امام رکھتا ہے۔ وہ مجھ سے دعا کیوں چاہتا ہے۔ نقل ہے۔ کہ آپ کا ہمسایہ شمعون آتش پرست تھا۔ وہ بیمار ہو گیا ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ کہا کہ ہمسایہ کی خبر لاؤ۔ آپ اس کے سرہانے گئے اور اس کو دیکھا۔ اور وہ آگ کے دھوئیں سے سیاہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈر کہ تونے آگ اور دھوئیں میں عمر گزاری۔ اب اسلام قبول کر تاکہ تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ شمعون نے کہا مجھے تین چیزیں اسلام سے باز رکھتی ہیں۔ ایک یہ کہ تم رات و دن دنیا کو لڑاتے ہو۔ اور پھر دنیا طلب کرتے ہو۔ دوسری یہ کہتے تو کہ موت برحق ہے۔ لیکن موت کا سامان کچھ کام کرتے ہو۔ جو اس کی رضا کے خلاف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ آشنائوں کا نشان ہے اور تونے اپنی عمر آتش پرستی میں صرف کی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی عبادت

Marfat.com

کے بجائے تو نے آگ کو اپنا خدا سمجھ کر صد سال تم نے آتش پرستی کی۔ اور میں جس نے کہ بالکل آگ کو نہیں پوجا ہے یہ دونوں کو جلا دیگی۔ اور تیرے حق کا خیال نہ کرے گی۔ اگر میرا خدا چاہے تو آگ کو یہ حوصلہ نہ ہو۔ کہ میرے بدن کا ایک بال بھی جلائے۔ اب آ تاکہ دونوں اپنے ہاتھ آگ میں ڈالیں تاکہ تجھے آگ کی کمزوری اور حق تعالےٰ کی قدرت معلوم ہو۔ یہ کہا۔ اور ہاتھ آگ میں ڈالا۔ اور کچھ دیر ہاتھ آگ میں رکھا ایک ذرا متغیّر نہ ہوا۔ شمعون نے جب یہ دیکھا۔ تو اس کی حالت متغیّر ہو گئی۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ مجھے آتش پرستی کرتے ہوئے ستّر سال گزر گئے ہیں۔ اب چند سانس باقی رہ گئے ہیں۔ اب کیا تدبیر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری تدبیر یہ ہے کہ مسلمان ہو جائے۔ شمعون نے کہا کہ اگر آپ ایک خط لکھ دیں کہ حق تعالےٰ مجھے عذاب نہ دے تو ایمان لاتا ہوں۔ آپ نے خط لکھ دیا۔ شمعون نے کہا شمعون نے کہا قلم دیجئے کہ بصرہ کے معتبر آدمی اس پر گواہی کر دیں۔ جب گواہی ہو گئی تو آپ نے وہ خط اس کو دیدیا۔ شمعون ہائے ہائے کر کے رویا۔ اور اسلام قبول کیا۔ اور آپ کو وصیّت کی مجھے قبر میں لٹانا۔ اور اس خط کو میرے ہاتھ میں رکھنا۔

Marfat.com

کیوں کہ کل قیامت کو بھی میرے لئے ایک حجت ہوگی۔ پھر وہ کلمہ پڑھ کر مر گیا۔ پھر آپ نے اس کی وصیت کو پورا کیا۔ اور اس کو دفن کیا۔ آپ اُس رات اندیشے سے نہ سوئے اور تمام رات نماز میں مشغول رہے۔ اور آپ اپنے آپ کو کہتے تھے۔ کہ یہ غلطی تھی جو میں نے کی میں تو خود غرق ہوں دوسرے غرق ہونے والے کا ہاتھ کس طرح تھام سکتا ہوں۔ میری تو اپنی ملکیت قبضے میں نہیں۔ میں نے خدا کی ملکیت پر کیوں حُکم کر دی۔ اس فکر میں سو گئے اور شمعون کو دیکھا۔ کہ شمع کی طرح ایک تاج سر پر رکھا ہوا ہے اور ایک عمدہ لباس پہنا ہوا خندہ پیشانی سے بہشت میں ٹہلتا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ اے شمعون کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کیا پوچھتے ہو۔ جیسا دیکھ رہے ہو مجھ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے گھر میں جگہ دی۔ اور اپنے فضل و کرم سے اپنا دیدار نصیب کیا۔ اور آپ بھی اپنی زبان کے بوجھ سے رہا ہو گئے ہیں یہ خط لے جایئے مجھے اب اس کی حاجت نہیں۔ آپ جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو اس خط کو اپنے ہاتھ میں دیکھا۔ کہا اے خداوند تیرا کام کسی اصلیت پر موقوف نہیں بلکہ تیرا فضل ضرورت ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

قارئین کرام سے التماس

معزز قارئین کرام سے التماس ہے کہ

وقت کی کمی بناء پر کتاب کے صفحات

میں سہواً ایک غلطی ہو گئی ہے جو ورنہ

کی جا سکی ۔ اس غلطی کا مضمون کے تسلسل

میں کوئی خلا نہیں ہے ۔

نیازمند

ناشر

Marfat.com

قصہ حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

وجہ تسمیہ آپ کو دینار اس وجہ سے کہا تھا کہ مالک رحمۃ اللہ کشتی میں تھے جب دریا کے درمیان پہنچے۔ ملاحوں نے کشتی کا کرایہ طلب کیا۔ کہ مالک رحمۃ اللہ نے کہا میرے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے اس قدر مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے انہوں نے پھر کرایہ طلب کیا اور پھر دوسری بار مارا اور کہا کہ تمہارے پاؤں پکڑ کر تجھے دریا میں پھینکتے ہیں۔ اتنے میں دریا کی مچھلیاں نکل آئیں اور ہر ایک کے منہ میں ایک ایک دینار تھا۔ مالک نے ہاتھ لمبا کیا۔ اور ایک دینار مچھلی سے لے لیا۔ اور ان کو دیدیا۔ جب انہوں نے یہ معاملہ دیکھا۔ تو آپ کے پاؤں پر گر پڑے۔ لیکن آپ نے پاؤں کشتی سے نکال کر دریا میں ڈال دیئے اور پانی پر چلنے لگے۔ اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ اسی وجہ سے آپ کا نام مالک دینار ہوا۔ نقل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بہت سال جہاد کی آرزو میں رہا جب اتفاق ہوا کہ میں جہاد میں شامل ہوں۔ تو مجھے تپ آگئی۔ جس کی وجہ سے میں جہاد میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ میں اسی غم میں سو گیا۔ اور اپنے آپ سے کہتا تھا۔ اے جسم اگر خدا کے نزدیک تیری کچھ قدر و منزلت ہوتی۔ تو یہ تپ نہ آتا۔ تمام خواب میں کیا دیکھا۔ کہ ہاتف نے آواز دی۔ اگر تو آج جنگ میں شامل ہوتا۔ تو قید ہو جاتا۔ تو تجھ کو سور کا گوشت کھانا پڑتا اور جب سور کا گوشت کھاتا۔ تو کافر ہو جاتا۔ نقل ہے۔ کہ آپ کا مناظرہ ایک دہریہ کے ساتھ ہوا۔ معاملے نے طول پکڑا اور ہر ایک یہ کہتا تھا۔ کہ میں حق پر ہوں آخر الامر یہ طے پایا۔ کہ ان دونوں کے ہاتھ آپس میں باندھ کر آگ میں ڈال دیئے جاویں۔ جس کو آگ جلا دے گی۔ وہ جھوٹ ہوگا۔ غرض کہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور دونوں میں سے ایک بڑی تو جلا۔ اور آگ بجھ گئی۔ لوگوں نے کہا دونوں حق پر ہیں۔ آپ دل تنگ ہو کر گھبرا گئے۔ اور چہرہ خاک پر رکھا۔ اور دعا کی کہ ستر سال تک قدم ایمان میں رکھا۔ تو ایک

Marfat.com

کے برابر ہوگیا۔ ہاتف نے آواز دی۔ کہ تو نے نہیں سمجھا۔ کہ تیرے ہاتھ نے دہریہ کے ہاتھ کی حمایت کی۔ اگر دہریہ تنہا اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتا تو سزا پاتا۔ نقل ہے۔ کہ ایک بار آپ نے ایک مکان کرائے پر لیا۔ اور آپ کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا۔ آپ کے گھر کا محراب یہودی کے مکان کے دروازے پر تھا۔ اس نے وہاں پاخانہ بنا لیا تھا۔ اور پلیدی آپ کے گھر میں پھینکتا تھا۔ اور محراب کو بھی پلید کر دیتا تھا۔ اور ایک مدت تک اس نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ نے کسی سے ذکر نہ کیا۔ ایک دن وہ یہودی آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اے مالک تجھے میرے اس پاخانہ سے تکلیف تو نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہے تو سہی۔ لیکن میں نے ایک تغار اور ایک چھاڑو بنا لیا ہے۔ اس سے صاف کر لیتا ہوں۔ اور دھو لیتا ہوں۔ اس نے کہا یہ تکلیف آپ کس لئے برداشت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ایسا حکم ہے۔ وَكَاظِمِينَ الْغَيْظَ یہودی نے کہا کیسے پسندیدہ ہے کہ خدا کا دوست دشمن کا رنج اٹھائے۔ اور ہرگز فریاد نہ کرے۔ اور اس حد تک صبر کرے۔ یہ کہا اور یہودی اسی وقت مسلمان ہوگیا۔

Marfat.com

قصہ جناب حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

حبیب عجمی رح کرامات دریافت میں مشغول رہتے تھے۔ ابتدا میں مالدار تھے۔ اور اہل بصرہ کو سود پر روپیہ دیتے تھے۔ اور ہر روز اپنے کاروبار کے تقاضے کے لیے جایا کرتے تھے۔ اور جن سے کچھ لینا ہوتا تھا۔ جب تک ان سے نہ لیتے وہاں سے نہ ٹلتے۔ اور اپنے آنے کا اور تکلیف کا عوض مانگتے اور اس سے اپنا گذارہ کرتے۔ ایک دن آپ مال لینے کے لیے کسی شخص کے گھر گئے لیکن مدیون گھر میں موجود نہ تھا۔ اس کی عورت نے کہا میرا خاوند نہیں حاضر ہے اور میرے پاس کوئی شے نہیں۔ ایک بکری ذبح کی تھی۔ لیکن اب سوائے گردن کے کچھ نہیں رہا۔ اگر آپ پسند کریں۔ تو آپ کی خدمت میں حاضر کردوں۔ آپ نے کہا ہاں وہ دیدو۔ اور بکری کی گردن لے کر واپس چلے آئے اور اپنی عورت سے کہا کہ یہ سود میں آئی ہے۔ اس کو دیگ میں ڈال کر پکاؤ۔ بیوی نے کہا گھر میں روٹی اور لکڑی بھی نہیں۔ آپ نے کہا۔ جاتا ہوں۔ اور روٹی اور لکڑیاں بھی سود میں لاتا ہوں۔ آپ گئے اور اسی طرح سود میں لے آئے۔ بیوی نے ہنڈیا چڑھا دی۔ جب پک گئی تو آپ نے چاہا کہ اسے برتن میں ڈالا جائے۔ ایک فقیر نے دروازہ پر صدا کی۔ اور کچھ مانگا۔ آپ نے جواب دیا کہ جا تجھے کوئی چیز نہیں پہنچتی۔ تو اس قدر جو ہم تجھے دیں۔ تو اس سے امیر نہ ہوگا۔ اور ہم غریب ہو جاویں گے۔ فقیر نا امید ہوکر واپس چلا گیا۔ آپ کی عورت نے جب گوشت ہنڈیا میں ڈالا تو وہ سب خون ہو گیا تھا۔ اس نے شوہر کو آواز دی۔ اور دیکھ تیری شومی سے کیا فائدہ ہو گیا اور دیکھ۔ تو آپ کے دل میں آگ لگ گئی۔ پھر آپ نے اپنی بیوی سے کہا میں سب برائیوں سے توبہ کرتا ہوں۔ دوسرے روز آپ گھر سے

Marfat.com

باہر تشریف لائیے۔ تاکہ قرضداروں کے پاس جاکر روپیہ واپس لاویں اور سونہ پر نہ دیویں۔ جمعہ کا دن تھا۔ لڑکے آپس میں کھیل رہے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو دوسرے سے کہا حبیب سوداگر آیا۔ ذرا دور ہٹ جاؤ۔ تاکہ اس کے پاؤں کی گرد ہم تک نہ پہنچے۔ اور ہم بھی اس کی طرح بدعتی نہ ہو جاویں۔ آپ نے جب یہ سنا تو آپ کا دل بھر آیا اور حضرت حسن بصریؒ کی مجلس کی طرف چلے۔ حسن بصریؒ نے چند کلمات ایسے کہے کہ آپ کا دل غارت ہو گیا۔ اور آپ نے توبہ کر لی اور جب آپ حسن بصریؒ کی مجلس سے واپس ہوئے تو آپ نے ایک قرضدار کو دیکھا۔ کہ وہ آپ کو دیکھ کر بھاگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ مت بھاگ۔ اب مجھ کو تجھ سے بھاگنا چاہیئے۔ وہ راستہ جو آپ کے گھر کو آتا تھا۔ وہ لڑکے اس جگہ کھیل رہے تھے۔ اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ دور ہٹ جاؤ۔ کہ حبیب تائب آیا۔ تاکہ ہمارے گرد اس پر نہ پڑے اور ہم خدا کے نزدیک گنہگار ہو جاویں۔ آپ نے کہا اے خدایا۔ تیری عجب قدرت ہے۔ کہ ایک ہی دن میں کہ میں نے تیرے ساتھ صلح کی۔ تو نے اس کا اثر دوستوں کے دل تک پہنچا دیا اور میرا نام نیکی کے ساتھ مشہور کر دیا۔ پھر آپ نے ایک دن منادی کر دی کہ جس شخص نے حبیب کا کچھ دینا ہے۔ وہ آئے اور اپنی تحریر واپس لے جائے سب لوگ جمع ہو گئے۔ اور جو مال گروی رکھا ہوا تھا۔ وہ سب واپس کر دیا۔ یہاں تک ہوا کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔ ایک شخص آیا۔ اس نے دعویٰ کیا تو اپنا پیراہن اس کو دے دیا۔ دوسرا آیا اس نے بھی دعویٰ کیا۔ تو آپ نے اپنی بیوی کی چادر اسے دیدی اور دونوں میاں بیوی برہنہ رہ گئے۔

Marfat.com

آپ نے دریائے فرات کے کنارہ پر ایک عبادت خانہ بنایا اور وہاں عبادت حق میں مشغول ہو گئے۔ دن کو جناب حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم سیکھتے تھے۔ اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ کو لوگ عجمی اس لئے کہتے تھے۔ کہ آپ قرآن شریف نہ پڑھ سکتے تھے۔ تو آپ کی بیوی کے پاس کچھ نہ رہا۔ بیوی نے کہا اب کھانے کپڑے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں مزدوری کرتا ہوں۔ آپ گئے تمام دن عبادت میں مشغول رہے۔ جب رات کو گھر آئے۔ تو بیوی نے کہا آپ کچھ نہیں لائے۔ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی میں نے مزدوری کی تھی۔ وہ نہایت کریم ہے۔ اور ایسے کریم سے مجھے مزدوری مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ وقت پر وہ خود ہی دیگا۔ اور وہ کہتا ہے کہ میں ہر ایک کو دس روز میں مزدوری دیتا ہوں۔ پس آپ ہر روز عبادت خانے میں چلے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ دس دن ختم ہو گئے۔ دسویں روز آپ نے فکر کیا۔ کہ میں آج رات گھر میں کیا لے جاؤں اور اسی خیال میں مستغرق ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے ایک مزدور کو ایک بوری آٹے کے ساتھ آپ کے گھر میں بھیجا اور ایک دوسرے مزدور کو مذبوحہ بکری دے کر بھیجا۔ اور تیسرے مزدور کو شہد گھی دے کر بھیجا اور ایک جوان ان تینوں کے ہمراہ ایک تھیلی تین صد درہم کی لے کر آپ کے مکان پر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا اور تمام چیزیں آپ کی اہلیہ کے حوالے کر دیں۔ اور کہا کہ یہ تمام اشیاء اس نے بھیجی ہیں۔

Marfat.com

حضرت حبیب رات کو جس کا کام کرتے ہیں۔ انہیں کہے گا۔ کہ کام میں ترقی کریں۔ تاکہ مزدوری میں بھی ترقی کر دی جائے۔ یہ کہہ کر وہ جوان چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو آپ شرمسار ہو کر گھر کے دروازہ پر آئے۔ گھر سے طعام کی خوشبو آ رہی تھی۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی اہلیہ آپ کے سامنے آئی۔ اور نہایت نرمی سے پوچھا۔ کہ آپ کس کی مزدوری کرتے ہیں۔ وہ نہایت سخی دل معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے آج یہ سب اشیاء بھیجی ہیں۔ اور ایسا کہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے۔ میں نے صرف دس دن مزدوری کی ہے۔ اور اس نے یہ مہربانی فرمائی۔ اگر اس سے زیادہ محنت کروں گا۔ تو نہ معلوم وہ میرے ساتھ کیا کرے گا۔ تو پھر آپ دنیا سے بے پرواہ ہو گئے۔ اور خدا کی عبادت کو سب سے مقدم خیال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ مستجاب دعوات بزرگوں میں سے ہو گئے۔ اور اس زمانے کے بہت سے لوگوں نے آپ کی دعا سے فائدہ اٹھایا۔

ایک دن ایک عورت روتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ کہ میرا لڑکا کہیں گم ہو گیا ہے۔ اور اس کے غم نے مجھے نڈھال کر دیا۔ خدا کے لئے میری امداد کیجئے۔ تاکہ آپ کی دعا کی برکت سے میرا لڑکا مجھے مل جائے۔

آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ چاندی ہے۔؟
اس نے کہا ہاں! دو درہم ہیں۔

Marfat.com

آپ نے اس سے لے لیے۔ اور دو درویشوں کو دیدیئے اور دعا کی اور کہا جا تیرا بیٹا آچکا ہے۔

ابھی وہ عورت گھر تک نہ پہنچی تھی۔ کہ اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

پھر اپنے لڑکے سے پوچھا کہ تیری کیا حالت ہے؟

اس نے کہا کہ میں کرمان میں تھا۔ میرے استاد نے مجھے گوشت لینے کے لئے بازار بھیجا۔ گوشت میں نے خرید کیا تھا۔ اور گھر کو جا رہا تھا۔ کہ ہوا آئی اور مجھے اٹھا لے گئی۔ اور میں نے ایک آواز سنی کہ اے ہوا اس کو اس کے گھر پہنچا دے۔

حضرت حبیب کی برکت سے اور ان کی دعا کی برکت سے اور دو درہم صدقے کی برکت سے۔ اگر کوئی پوچھے۔ کہ ہوا اس کو کس طرح لے آئی۔

اسے کہو جیسے تخت سلیمان علیہ السلام کی ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی۔ تو ایک روز میں لے آئی تھی۔ یا جیسا تخت بلقیس کو طرفۃ العین حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچا دیا تھا۔ نقل ہے۔ کہ آپ کو لوگوں نے ذوالحجہ کی آٹھ میں تاریخ بصرہ میں دیکھا اور عرفات کے دن عرفات میں۔

Marfat.com

قصہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت رابعہ بصری رحمۃ نے حج کا ارادہ کیا۔ اور جنگل کو تشریف لے گئی۔ آپ کے پاس ایک لاغر کمزور سا گدھا تھا۔ آپ نے اپنا تمام اسباب اس پر بار کر دیا۔

وہ گدھا جنگل میں مر گیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ ہم آپ کا اسباب اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ کہ تم سب جاؤ میں تمہارے بھروسہ پر گھر سے باہر نہیں نکلی قافلہ چلا گیا۔ اور آپ تنہا رہ گئیں۔ تو آپ نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا۔

کہ اے اللہ کیا بادشاہ ایک غریب کمزور عورت کے ساتھ یہی طرز عمل مرعی رکھتے ہیں۔

مجھے تو نے اپنے گھر بلایا اور راستہ میں میرے گدھے کو مار ڈالا۔ اور مجھ کو جنگل میں تنہا رہنے دیا۔

Marfat.com

کی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ گدھا زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے اپنا تمام اسباب اس پر لاد لیا اور مکہ معظمہ کی جانب تشریف لے گئے۔ راوی بیان کیا ہے۔ کہ میں نے اس گدھے کو ایک عرصہ کے بعد چلتا دیکھا جب آپ مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو جنگل ہی میں ٹھہر گئے۔ اور دعا کی کہ حق تعالےٰ میں نہایت متفکر ہوں کہ میں کیسی جگہ جا رہی ہوں۔ کہ میری ہستی صرف مٹی کا ایک ڈھیلا ہے اور یہ شہر پتھر کا ایک مکان ہے میری خواہش تو تجھے حاصل کرنے کی ہے حق تعالےٰ نے بلا واسطہ آپ کے دل میں یہ ڈالا۔ کہ اے رابعہ کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا وہ ہزار خون کا خون تیرے ہی ذمہ ڈالا جائے کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ موسےٰ نے دیدار کی خواہش کی اور میری تجلی کے ذرا سے پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا نقل ہے۔ کہ جب آپ دوسری دفعہ حج کو تشریف لے گئیں تو جنگل میں کعبے کو اپنے استقبال کے لئے آتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا مجھے تو صاحب خانہ چاہیئے۔ خانہ کو میں کیا کروں گی جو شخص میری طرف ایک بالشت آئیگا۔ تو میں اس کی طرف ایک گز بڑھونگی۔ میں کعبے کو دیکھ کر کیا کروں گی جو کعبے کے جمال سے کیسی خوش ہوں نقل ہے کہ ایک بار حسن بصریؒ نے فرمایا۔ میں ایک رات دن رابعہ کے پاس رہا۔ طریقت و حقیقت کی باتیں کرتا تھا۔ تو نہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں مرد ہوں۔ نہ اس کے دل میں خیال گزرا۔ کہ میں عورت ہوں۔ آخر جب میں اٹھا تو میں نے اپنے آپ کو مفلس دیکھا اور اس کو مخلص پایا نقل ہے ایک رات حسن بصریؒ چند دوستوں کے ہمراہ آپ کے پاس آئے آپ کے پاس چراغ نہ تھا اور ان کو چراغ کی ضرورت تھی۔ آپ نے اپنی انگلی کے سرے پر پھونک ماری تو صبح تک انگلی چراغ جلایا۔ اگر کوئی کہے یہ کیسے ہوا ہم دس سے کہتے ہیں۔ کہ جو نبی کریمؐ کی متابعت کرتا ہے اس کا حصہ کرامت میں ہوتا ہے

Marfat.com

اگر نبی کو معجزہ ہوتا ہے تو ولی کو کرامت عطا ہوتی ہے لیکن پیغمبر کی
ہے جو شخص حرام کا ایک دانا دشمن کو لٹا دیتا ہے اسے علم نبوت کا ایک
ملتا ہے۔ اور فرمایا کہ سچا خواب نبوت کے چالیس درجوں میں سے ایک درجہ
ہے۔ نقل ہے۔ کہ ایک وقت آپ بیمار ہو گئیں لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ
بیماری کا کیا سبب ہے آپ نے جواب دیا۔ صبح کے وقت ہمارے دل
بہشت کی طرف رغبت پیدا ہوئی تھی۔ تو دوست نے ہم پر عتاب
کیا۔ وہ یہ بیماری اس عتاب کی وجہ سے ہے۔

قصہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

ایک بار خلوت میں آپ کی زبان سے جاری ہوا۔ کہ سبحانی ما
اعظم شانی۔ جب آپ اپنے آپ میں آئے تو مریدوں نے کہا۔ کہ آپ
نے ایسے الفاظ کہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا عزوجل تمہارا دشمن ہو جائے۔ اگر
ایک بار اور سنو۔ تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک
چھری دے دی تاکہ اگر دوسری دفعہ آپ یہی لفظ کہیں۔ تو وہ آپ کو قتل
کر دیں۔ پھر دوسری بار آپ پر وہی حالت طاری ہوئی۔ مریدوں نے آپ کے
ارشاد کو زیادہ کیا۔ تو تمام گھر آپ سے بھر ہوا پایا چنانچہ گھر کے
دیواروں گوشے آپ سے بھرے ہوئے تھے۔ آپ کے مرید چھریاں مارتے
تھے۔ وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی پانی پر چھریاں مارتے ہیں۔ جب ایک حالت گئی تو دوسری
چھوڑ بڑی سخت طاری ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ اس وقت پر حالت مریدوں نے وہ حالت
بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ بایزید تو ایسے بہت دیکھ چکا ہے۔ وہ بایزید نہیں

Marfat.com

اگر کوئی کہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو میں اسے کہوں گا۔ جیسا کہ آدمؑ
قد بلند قد تھے کہ آپ کا سر آسمان پر لگتا تھا۔ جبرائیلؑ نے اپنا پیر اس
کے سر پر رکھا تو آپ کا قد چھوٹا ہو گیا۔ جب یہ ہو سکتا ہے کہ بڑی
امت چھوٹی ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے۔ نقل ہے کہ ایک وقت آپ کے
ہاتھ میں ایک سرخ سیب تھا آپ نے اس کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ ایک
ضعیف سیب ہے۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے بایزید ہمارا نام لیتا
ہے تجھے شرم نہیں آتی چالیس روز تک خدا کا نام آپ کے دل
سے فراموش رہا۔ فرمایا کہ میں نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں
طعام کا میوہ نہ کھاؤنگا۔ نقل ہے کہ ابوتراب کا ایک مرید تھا نہایت
فہم رسا اور صاحب وجد تھا۔ ابوتراب ہمیشہ اس کو کہتے کہ جیسے تم ہو
تم کو بایزید کو دیکھنا چاہئے۔ ایک دن مرید نے کہا کہ جو شخص ہر روز
بایزید کے خدا کو سو بار دیکھتا ہے تو وہ بایزید کو کیا کرے۔
ابوتراب نے کہا۔ کہ جب تو خدا کو دیکھتا ہے تو بلکہ اپنی حالت کے
دیکھتا ہے اور جب بایزید کے سامنے دیکھے گا تو بلکہ بایزید کی حالت
کو دیکھے گا۔ اور ان آنکھوں میں فرق ہے اور کہا یہ بات نہیں
ہر ستر صدیق پر ہر ایک بار تجلی ہوگا اور تمام مخلوق پر بھی ایک
بار۔ یہ بات مرید کے دل کو لگی اور اٹھ کہا گئے تھے یہ آپ کے
پاس گئے اور آپ کو دیکھا کہ بچے آتے ہیں۔ ایک ہاتھ میں کا
رکھتا ہے اور ایک میں اور جب تم دونوں بزرگ آئے حضرت بایزید
نے تشریف نہ رکھتے تھے۔ پانی لینے گئے۔ پرانی پوستین جب
بچے کی آنکھ کی موری پر پڑی اور مرید کی آنکھ پر پڑی تو اسی

Marfat.com

وقت لرزنے لگا اور گر پڑا۔ اور جاں بحق ہوئی۔ یہ دیکھ کر ابو تراب نے کہا کہ اے شیخ ایک ہی نظر اور موت آپ نے فرمایا۔ اے ابو تراب! جوان کی نظر میں ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی۔ کہ اس کے ظاہر کرنے کا موقع نہ تھا۔ میرے مشاہدہ میں ایک بار گی کشف ہو گیا اس میں برداشت کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے مر گیا۔ زنان مصر کی بھی یہ حالت تھی حضرت یوسفؑ کے جمال کی طاقت نہ تھی اور بے خبری میں سب نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ قیامت بہت جلد واقع ہوتی۔ تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے پر لگاتا۔ کیونکہ جب دوزخ مجھے دیکھے تو پست ہو جائے اور خلق کی راحت کا سبب بنتا۔ حاتم عاصمؒ نے مریدوں سے کہا۔ کہ جو شخص تم میں سے اہل دوزخ کا شفیع ہو گا۔ وہ مرید میرا نہیں۔ لوگوں نے حاتم عاصم کی یہ بات حضرت بایزید سے کہی۔ آپ نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ میرا مرید وہ ہے جو دوزخ کے کنارے پر ٹھہرے اور جس کسی کو دوزخ میں لے جاویں اس کا ہاتھ پکڑے۔ اور بہشت میں بھیج دے اور اس کی جگہ خود دوزخ میں چلا جائے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ فضل و کرم جو آپ پر حق تعالےٰ نے کیا ہے پھر کیوں لوگوں کو حق تعالےٰ کی طرف نہیں بلاتے۔ آپ نے فرمایا۔ جس کسی نے اس کو رد کر دیا۔ بایزید اس کو کیسے مقبول بناتا۔ نقل ہے کہ ایک وفد مسلمانوں کا لشکر روم میں کچھ تنزد ہو گیا اور قریب تھا کہ لشکر اسلامی کو شکست ہو جائے۔ آپ نے ایک آواز سنی۔ کہ اے بایزید مدد کرو۔ اسی وقت خراسان کی جانب سے ایک آگ پیدا ہوئی

Marfat.com

اور اس سے لشکر کفار میں ایک ہراس پیدا ہو گیا اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ نقل ہے آپ نے فرمایا۔ جب میں پہلی بار حج کو گیا۔ تو خانہ کعبہ کو دیکھا۔ اور جب دوسری بار گیا۔ تو صاحب خانہ یعنی حق تعالیٰ کو دیکھا۔ اور تیسری بار نہ تو خانہ کو ہی دیکھا اور نہ صاحب خانہ کو یعنی میں حق میں اس حد تک گم ہو گیا تھا کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اور یہ دیکھتا تھا تو حق تعالیٰ ہی کو دیکھتا تھا تو اس بات پر دلیل یہ ہے کہ ایک شخص آپ کے دروازے پر آیا۔ اور آواز دی آپ نے پوچھا۔ کس کو طلب کرتا ہے۔ اس نے کہا بایزید کو۔ آپ نے جواب دیا میں بیچارہ بایزید کو تیس سال تلاش کر رہا ہوں لیکن مجھے ابھی تک نہیں ملا۔ لوگوں نے یہ بات حضرت ذوالنون مصری سے کہی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ تیرے بھائی بایزید کو بخشے وہ اس جماعت میں داخل ہے۔ جو حق تعالیٰ میں گم ہو گئے۔

حکایت حضرت خواجہ محمد قاسم قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موہڑوی نے عرصہ ساٹھ سال خداوند کریم کی یگانگی عبادت کی۔ بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ کہ جس نے شیر دار بھینس کو ایک ہی مکان میں رکھا کہ وہ کہیں نکل کر چرا یا گھاس نہ کھائے۔ کہ میری پرہیزگاری میں فرق نہ آ جائے۔ اس بھینس کا دودھ چائے میں ڈال کر پیا کرتے تھے اور نماز مغرب اور عشاء کے درمیان ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے

Marfat.com

تھے۔ حضور نے اپنی زندگی میں عرصہ پچاس سال پہلے اپنا عرس مقرر کر
تھا۔ مقررہ تاریخ پر ہی حضرت نے دنیا سے کوچ کیا تھا۔ نقل
ہے۔ کہ حضرت سہروردی نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ہم نے خداوند کریم
سے تین باتیں منظور کرائی ہیں۔ کہ ایک میری اولاد سات پشت بلامشقت
صاحب کرامت رہے گی دوسری اور تیسری پشت تک میرے
خلفاء کی اولادیں بلامشقت صاحب کرامت رہیں گی۔ تیسری۔ کہ جو
شخص میرے دربار میں یا میری اولاد کے دربار میں یا خلفاء کے دربار
میں بالخصوص قلب حاضر ہو تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی۔
اگر خدا چاہے۔ نقل ہے کہ شیخ نورالدین قادری کا ایک مرید حضرت
سہروردی کے دربار میں حاضر ہوا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ بتاؤ کہ آپ
کو اپنے پیر کے ارشادات سے کچھ معلوم ہوا ہے تو اس مرید نے جواب دیا
کہ ہاں ہے۔ کہ میں قیامت میں گناہگار مریدی کبھی شفاعت نہ کروں گا
تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ کہ امت محمد الرسول
اللہ کو کبھی دوزخ میں نہ جانے دیں گے۔ شعر مولانا روم صاحب

حب درویشاں کلید جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است

نقل ہے۔ کہ ایک وقت کافی تعداد میں بزرگ لوگ جمع تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا
کہ عرصہ بارہ سال گزر چکے ہیں کہ بغیر اذن خدا کے دنیا میں کوئی کلام نہیں کی
بلامشقت سات سوا ولیا بنے۔ نقل ہے۔ کہ بلخستان کا ایک چور
آیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضرت صاحب بڑے ہیں اور صاحبزادے دربار
میں موجود نہیں ہیں۔ اور حضرت صاحب کے پاس بہت بڑا خزانہ ہے تو چور نے
چوری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت جی کے دربار میں حاضر ہوا حضرت

Marfat.com

صاحب نے بڑی عزت کے ساتھ اسے کرسی پر بٹھایا۔ تو عشار کے وقت چور نے اپنا لباس اتارا۔ اور ڈاکوؤں والا لباس پہنا چوری کا ارادہ کرکے پانی کے چشمے کے قریب بیٹھ گیا تو حضرت صاحب نے چائے پلانے والے خلیفہ کو آواز دی حضور نے فرمایا۔ کہ ایک ناواقف آدمی پانی کے چشمے پر بیٹھا ہے اور ہمارے پاس آنے کا ارادہ کرتا ہے چند آدمی ہمراہ لے جاکر اسے بازوؤں سے پکڑ کر ہمارے پاس لاویں۔ تو خلیفہ صاحبان نے اس چور کو بازو سے پکڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو چور کی بدنی طاقت سب ذائل ہوگئی تھی۔ حضرت صاحب نے سب کنجیاں چور کے ہاتھ میں دے دیں کہ لو اے فرزند جتنا خزانہ ہے۔ سب لے جاؤ اور میرے مکانوں کی دیواریں نہ توڑنا کیوں کہ میں بوڑھا ہوں مجھ میں مکان تعمیر کرنے کی قوت نہیں ہے چور نے کہا کہ میں لاکھ لاکھ بار قربانی ہو جاؤں آپ کی ہستی پر۔ اور کہا کہ مجھے دنیاوی خزانے کی اب ضرورت نہیں ہے مجھے وہ خزانہ عنایت فرماویں جو آپ کے قلب منجلی میں ہے۔ اور چور نے کہا کہ جناب محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی نے ایک چور کو قطب بنا دیا تھا۔ آپ مرد کامل ہیں اسلئے مجھے مرد کامل بنا دیں تو حضرت صاحب دریائے معرفت میں موجزن ہوئے اس چور کے سر پر دستار بندی کرکے نگاہ رحمت سے اسے قطب زمان بنا دیا۔ نقل ہے۔ کہ ایک میانے نے جس کا نام محمدی تھا۔ اس نے قتل کیا تو حضرت صاحب کے پاس آیا۔ عرض کیا۔ یا حضرت مجھ سے کیا قتل ہے۔ اور انگریز مجھے سزا موت دیں گے۔ خدا کے نام مجھ کو بچا۔ حضور نے فرمایا کہ جالندھر میں کام کر۔ تین مہینے کے بعد حضرت صاحب نے خلافت دے کر اسے بھیجا۔ کہ اسی مقام نے

Marfat.com

کے قریب بیٹھ کر لنگر جاری کر۔ اور نام محمد شاہ رکھ۔ اسی قلعہ
کے قریب کہ جس سے تیرے خلاف وارنٹ جاری ہیں۔ اور شادی
نہ کریں۔ تو خلیفہ صاحب نے حسب حکم اپنی نوکری کیا لائی اور عرصہ بارہ سال
تک لنگر جاری رکھا اور حکومت علاقوں میں اس کی تلاشی کرتی تھی
بارہ سال کے بعد ایک لونڈی عورت آئی تو محمد شاہ نے اس کے ساتھ
نکاح کیا نکاح کرنے کے بعد دونوں حضرت صاحب موہڑوی کے دربار
میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب نے ناراضگی کی اور کہا کہ تم نے میرے
حکم کی نافرمانی کی ہے۔ تو جب دربار عالیہ سے رخصت ہو کر واپس
ہوئے تو محمد جی گرفتار ہوا اور اس پر پھانسی کا حکم ہوا۔ محمد جی کے اقربا
حضرت صاحب کے پاس پہنچ گئے اور فریاد کرنی آغاز کی۔ تو حضرت صاحب
خاموش ہے بعد ہو صاحبزادے صاحبان بھی دربار میں حاضر ہوئے۔ اور
فرمانے لگے۔ کہ اے قبلہ آپ چوروں اور قاتلوں کو کیوں نشان دیتے ہو
اور وہ دربار کی بدنامی کرتے ہیں حضرت صاحب دریائے رحمت کے تلاطم میں
موجزن ہوئے اور فرمایا کہ اس تاریخ پر کے جو سزاوار اور قاتلی
ہیں اللہ کے حکم سے سب بری۔ تو جس تاریخ پر کہ محمد جی کو سزائے
موت کا حکم تھا۔ تو سب قاتلی بری ہو گئے۔ اور گورنر نے ملزموں سے
پوچھا کہ آپ کس شخص کے مرید ہیں۔ کہ جس نے ہماری
سلطنت میں تمام ملزموں کو بری کرا دیا۔ وہ سب انکار
ہو گئے۔ تو محمد جی نے کہا۔ کہ میں دربار موہڑوی شریف کا
خادم ہوں۔ اور یہ ہمارے پیر کی کرامت ہے۔ گورنر نے جج
سے کہا۔ کہ دربار موہڑہ شریف میں خداوند کریم کا ایک بہت بڑا ولی

Marfat.com

جس نے مردوں کو زندہ کیا اور ہزاروں کی تعداد میں مخلوق کو فیض پہنچایا اسلئے میرا ارادہ ہے کہ ایسے شخص کا دیدار کروں۔ حضور موہڑوی نے ایک دن پہلے خلفاء کو حکم دیا۔ کہ ایک مکان خوب صاف کرو کہ ایک مہمان لاہور سے آتا ہے۔ تو وہ مہمان دوسرے دن حضور کے پاس خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ گورنر انگریز تھا۔ وہ بمعہ اپنے عیال کے مسلمان ہوا۔ اور جج و گورنر سونوں نے بیعت حاصل کی اور صاحب ایمان ہوگئے اور محمد جی کو دوبارہ خلافت دے کر صاحب کرامت بنا دیا تھا۔ نقل ہے۔ کہ حضرت صاحب ایک روز اپنے خلفاء کو تعلیم نورانی دے رہے تھے اور اپنے خلفاء کے لئے انوار خدا ظاہر کیا تھا۔ اور تمام خلفاء کو مجلس محمدی میں داخل کیا تھا کہ ایک شخص جس کا نام سردار خان تھا۔ تو اسنے حضرت صاحب کو نورانی تعلیم دیتے ہوئے آواز دی کہ اے حضرت صاحب کاغذ دو تو حضرت صاحب نے بیخودی کی حالت میں اسے کہا کہ جاؤ پاگل دفع ہو جاؤ۔ تو اسی وقت پاگل ہو کر ایک گھنٹے کے بعد پہاڑی پر سے گر کر مر گیا۔ تو تین چار یوم کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ ہمارا پیارا خلیفہ اور سخی خلیفہ جو کہ سخاوت میں مشہور تھا کہ اس نے اپنا گوشت پرندوں کو کھلایا۔ اس کی نعش کو اٹھا کر لاؤ۔ خلفاء نعش کو اٹھا کر لائے حاضر کیا۔ حضور نے بڑی تعظیم کے ساتھ اس کا کفن و جنازہ کیا۔ حضرت صاحب نے کہا کہ اس کو دو درجے ملے۔ خلافت بھی اور شہادت بھی۔ نقل ہے۔ کہ ایک بڑھی حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوئی اور عرض کی۔ کہ اے حضرت محبوب خدا ہادیٔ دو جہان میرا ایک فرزند نام کالا خان کچھ دماغ سے کم شدہ ہے۔ یا حضرت دعا کریں۔ تاکہ اپنی آنکھوں کے

Marfat.com

سامنے حضور کے دربار میں اپنے فرزند کو دیکھوں اور دیکھتے ہی مرجاؤں پھر میرا دنیا میں کوئی افسوس نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ بات مت کہو کہ میں مرجاؤں کیوں کہ خدا بے نیاز ہے۔ ہر قسم کے سوالات قبول کر لیتا ہے بوڑھی نے وہی پہلے الفاظ دہرائے۔ تو پھر بوڑھی نے کہا کہ مجھے مرنے کا کوئی غم نہیں لیکن فرزند سے ملاقات نصیب ہو جائے دوسرے دن بوڑھی کا فرزند دربار میں حاضر ہوکر اپنی والدہ سے ملاقات کی حضرت نے دریافت کیا اس لڑکے سے کہ کہاں تھے۔ کالا خان نے کہا کہ پنجاب میں ایک سیٹھ کے پاس ملازم تھا۔ کہیں سودا کے لئے گیا ہوا تھا اچانک گرد و غبار آئی اور مجھے ہوا نے اٹھا اٹھا کر زمین پر مارا۔ اور واپس جانے کا راستہ بھول دیا۔ اور ہوا نے دوڑا دوڑا کر اسٹیشن پر پہنچایا اور میرے کان میں آواز آئی۔ کہ تمہیں موہڑہ شریف بلاتے ہیں اب میں یہاں حاضر ہوا ہوں حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اے بڑھیا یہی تمہارا فرزند ہے تو بوڑھی نے رو کر کہا کہ یہی فرزند ہے بعد وقت عصر کے بوڑھی مائی ایک مکان پر چڑھی اور وہاں سے گر کر مر گئی۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ لِسَانُ الظَّفَرْ سَيْفُ الرَّحْمٰنْ :- از جانب شیخ غلام محی الدین غزنوی نقل کرتے ہیں کہ ہم غزنی سے تجارت کے لئے علاقہ پنجاب میں آئے تو حضرت صاحب موہڑوی کی تعریف سن کر حضرت موہڑوی کے غوثیہ دربار میں حاضر ہوئے اور محمد ابراہیم صاحب کو اور مجھے حضرت صاحب نے طریقت میں داخل کیا۔ اور تجارت کو چھوڑ کر حضرت صاحب موہڑوی کی خدمت میں عرصہ بارہ سال خدمت کرتے رہے اور دنیا کی کوئی چیز پسند نہیں کی۔ اور اپنے شیخ کا حکم بجا لایا۔ کہ جس نے لا تعداد مخلوق

Marfat.com

کیونکہ واصل خدا بنایا تھا۔ پھر خلیفہ محمد ابراہیم صاحب بیمار ہوئے اور ایک ہسپتال میں داخل کیا جتنی کہ چند دنوں کے بعد انہوں نے موت کا پیالہ پی لیا تھا۔ مگر صاحبزادی نے دربار عالیہ میں حضرت صاحب سے بہت شور کیا تھا۔ تو حضرت صاحب ہادیٔ دوجہان نے اپنا دربار بند کیا اور اللہ تبارک وتعالےٰ کے دربار میں دعا کی کہ دوسرے دن بوقت صبح خلیفہ محمد ابراہیم صاحب کے بدن میں روح داخل ہوئی۔ اور دوبارہ زندہ ہوا۔ تو اسوقت لوگوں کی بہت ہجوم ہوگئی اور وقت ظہر کے دربار عالیہ سے حضرت صاحب نے ایک خلیفہ بھیجا کہ تم گھبرائیں ابراہیم غزنوی کو ہم نے خدا سے واپس طلب کیا۔ اور خداوند کریم نے میری دعا کو قبول کیا۔ کہ جس کی وجہ سے دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اور ہم دونوں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تعظیم وتکریم بجا لائے۔ اور عرصہ آٹھ سال ابراہیم غزنوی زندہ رہا پھر اس نے اسی تاریخ اور اسی وقت اسی بیماری سے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ نقل ہے۔ کہ جب وہ زندہ تھا تو ہم دونوں علاقہ میرپور میں مخلوق کی راہنمائی کے لئے گئے تھے دریائے جہلم کے قریب کے لوگوں نے ہماری دعوت کی تو دعوت کے لئے دریا کو عبور کرکے جانا تھا۔ کہ وہاں کے لوگوں نے ہمارے لئے لکڑیوں کا ایک جالہ بنایا۔ تو جس وقت ہم بمعہ خلفاء و سامان کے جالے پر بیٹھے۔ تو دریا کے درمیان میں پہنچے ہی جالہ پانی کے زور سے ٹوٹ گیا۔ تو دریا کے سطح پر فوراً ایک کمبل بچھا کر تمام خلفاء کو اس پر بٹھایا۔ اور دریا کو عبور کیا۔ یہ سب کرامت حضرت لعینی موہڑوی رحمۃ اللہ کی ہے۔ نقل ہے۔ کہ ہم دونوں ایک گاؤں میں آئے۔ تو گاؤں والوں نے

Marfat.com

شور و غوغہ کیا۔ کہ اے خدا کے بندو ہماری فریاد کو مذا
دربار تک پہنچاؤ۔ کہ ہم پانی کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہیں۔ ا
یہ ایک کنواں ہے۔ کہ عرصہ بارہ سال سے خشک ہے۔ آپ ا
کی بارگاہ میں دعا کریں۔ کہ کنوئیں سے پانی نکل جائے۔ تو ہم نے
اللہ تبارک و تعالےٰ کے دربار میں اپنے ہاتھ اٹھائے۔ کہ اے اللہ
کہ حضرت موہڑدی کی برکت سے اس کنوئیں میں پانی جاری کر۔ تو اللہ
کریم نے اس کنوئیں میں پانی جاری کیا۔ کنوئیں سے پانی جاری ہوئے
ہی لوگوں نے اس کرامت کو دیکھ کر طریقہ نقشبند کو قبول کیا۔ نقل ہے
کہ ایک ٹھیکہ دار آیا۔ عرض کی یا حضرت ہم نے ہزاروں کی تعداد
میں شہتیروں کا ٹھیکہ لیا ہے۔ جو کہ تمام شہتیر ایک خشک نالے
میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ اللہ تعالےٰ کے دربار میں دعا کریں۔ کہ
بارش ہو تا کہ یہ شہتیر منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ ورنہ ہم تباہ
ہو جاویں گے۔ تو ہم نے خداوند کریم کے در میں دعا کی۔ کہ جاؤ
ببرکت اپنے شیخ بارش آ گئی اور آپ اپنی لکڑیوں کے پاس حاضر ہیں
اسی وقت بارش آئی لیکن اسی جگہ بارش ہوئی۔ اور ایک فرلانگ تک
بھی گاؤں میں بارش نہیں ہوئی۔ یعنی بارش اسی خشک نالے میں ہوئی
تو سب لکڑیاں منزل مقصود تک پہنچ گئیں۔ نقل ہے کہ ایک صوبیدار
نے جنگل سے پانچصد درخت کاٹے۔ اور حکومت نے اس پر خوب مقدمہ
چلایا۔ تو پانچصد روپیہ اور تین سال سزا کا حکم فرمایا۔ تو دربار میں
آکر عرض کی یا حضرت آپ خدا کے دربار میں دعا کریں۔ تاکہ میں اس
طوفان سے بچ جاؤں۔ دعا کی اللہ تعالےٰ کے در میں۔ کہ جاؤ اللہ

Marfat.com

ہے شہنشاہ پیر کی برکت سے نہ سزا اور نہ جرمانہ ہوگا۔ جج کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ اور کہو کہ ہمارے مقدمے کی تفتیش کریں۔ تو جج نے وہی سزا اور وہی جرمانہ مقرر کیا۔ یونہی کہ ایک زہریلے جانور مثل بکڑی کے نے اس جج کی پیشانی پر ڈھنگ مارا تو جج بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو صوبیدار کو بری کر دیا۔ نقل ہے۔ کہ میں علاقہ میرپور میں تبلیغ کے لئے دورہ کر رہا تھا۔ تو میرے لئے ایک بوڑھی عورت نے جہاں کہ میں مقیم تھا اس جگہ سے لے کر تقریباً چار فرلانگ راستہ اپنے سر کے بال سے صاف کیا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ راستہ کس نے صاف کیا تو لوگوں نے کہا کہ ایک بوڑھی مائی نے اپنے سر کے بال سے صاف کیا ہے تو میں بوڑھی کو بلایا اور دریافت کیا۔ بوڑھی نے فریاد کی۔ کہ یا حضرت ہمارا ایک بیٹا کہ جس کا نام کبیر ہے عرصہ بارہ سال سے گم ہے۔ تو ہم میاں بیوی دونوں بوڑھے ہیں۔ وہی ایک فرزند تھا۔ تو ہم نے ہاتھ اٹھائے اللہ کریم کے دربار میں اے خداوند تعالےٰ ہمارے شہنشاہ پیر کی برکت سے بڑھی مائی کا فرزند واپس کر۔ اور ملاقات کرا۔ تو کچھ وقت دعا میں مصروف رہا تو بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ جاؤ مائی آپ کا فرزند تیرہ دن کے اندر پہنچ جائے گا۔ تو تیرہ دن کے بعد بوڑھی مائی کا فرزند اپنے والدین کے پاس پہنچ گیا۔ اور ہماری مجلس میں حاضر ہوا۔ تو ہم نے دریافت کیا۔ کہ آپ نے اتنی عمر کہاں گزاری تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں تہنی کے علاقہ میں اونٹ چراتا تھا۔ تو مجھ کو بخار آیا۔ اور کچھ دیر کے لئے آرام کیا اور ایک شخص نے خواب میں میرا ہاتھ پکڑا

Marfat.com

اور کہا کہ تمہارے والدین بوڑھے ہیں۔ تو جلدی جا کر ان کی خدمت کر۔ تو جس وقت خواب سے بیدار ہوا تو اونٹوں کو وہیں چھوڑ کر سیدھا گھر کی طرف چلا آیا حدیث قدسی مشکوٰۃ شریف :۔ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا لِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِهٖ :۔ اسی حالت کی حکایت ہے کہ اس عبارت میں اقرار ہے کہ جب انسان فناء فی اللہ ہو جاتا ہے۔ تو خدائی طاقت سے دیکھتا سنتا ہے اور چھوتا اور بولتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰهِ وَحَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰهِ اَنْ یَّلِجَ فِیْهِ غَیْرُ اللّٰهِ۔ ترجمہ۔ دل مومن کا حرمگاہ کبریا ہے اور حرام ہے اس میں سوائے اللہ کے اور کچھ پانا۔ حدیث صحاح میں ہے۔ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا خَلَوْتَ فَاکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰهِ وَزُرْنِیْ اللّٰهِ شِیْعَةٌ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَیَقُوْدُوْنَ وَصَلْنَا اِلَیْهِ فَیْلَکَ فَعَلَهٗ۔ یعنی حضرت نے فرمایا اے ابوذر جب کہ تو خلوت میں ہو۔ تو خداوند کریم کی یاد کثرت سے کر۔ اور زیارت کر کسی بھائی کی۔ واسطے اللہ کے۔ کہ جو شخص زیارت کرتا ہے۔ واسطے خدا کے تو شمولیت کرتے ہیں۔ اس کی ستر ہزار فرشتے ساتھ رحمت کے نازل ہو کر اس پر کہتے ہیں۔ یا الٰہی ہم اس بندے کی طرف پہنچے۔ تیرے واسطے رحمت تیری کے۔ پس تو اس کو وصال دے۔ حدیث۔ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ یعنی شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے۔ جیسا نبی اپنی امت میں ہے حدیث۔ اُطْلُبِ الرَّفِیْقَ ثُمَّ الطَّرِیْقَ۔ یعنی پہلے رفیق بنا و پھر راستہ پر چلو۔ پھر فرمایا کہ یہ راہ پر خطر ہے۔ پیر کے سوا شیطان

Marfat.com

نقصان کے راستہ میں ڈالے گا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔ مَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ ط یعنی جس کا کوئی پیر نہیں۔ تو پیر اس کا شیطان ہے۔ چنانچہ حدیث مشارق میں ہے۔ کہ اس میں رسول اللہ ممبر پر واعظ فرما رہے تھے کہ اس میں آپ کو سکاشف ہوا منہ مبارک لوگوں کی طرف کیا اور فرمایا۔ سَلُوْنِيْ اَخْبِرْكُمْ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ۔ یعنی تم مجھ سے پوچھو جو چاہو۔ میں تم کو اس کی خبر دونگا۔ جبتک میں اس مقام پر ہوں۔ حدیث شریف۔ حَيَاتٌ فِي الْمَمَاتَيْنِ۔ یعنی مومن زندہ ہیں دو جہان میں۔ حدیث۔ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ اِلَّا يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ۔ یعنی حضرت نے فرمایا کہ اولیاء خدا نہیں مرتے۔ لیکن نقل کرتے ہیں۔ جیسا ایک خانہ سے اٹھ کر دوسرے خانہ میں چلے جاویں اور بھی جیسا اولیاء اللہ کو حیاتی میں طاقت ہے اس سے دو چند زیادہ طاقت خدا تعالےٰ ان کو بعد میں دیتا ہے کیوں کہ جو خدا کی محبت میں وہ شہید ہے۔ چنانچہ حدیث صحاح میں ہے۔ مَنْ مَّاتَ مِنَ الْعِشْقِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيْدًا یعنی جو شخص اللہ کے عشق میں مرجائے تو مقرر وہ شہید مرا پھر شہید کے واسطے جناب باری تعالےٰ نے اپنے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ اِلٰى آخِرِهٖ۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا حُشِرَ فِيْ زُمْرَتِهِمْ وَحُوْسِبَ بِحِسَابِهِمْ، وَاِنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ یعنی حضرت نے فرمایا۔ جو کوئی محبت رکھتا ہے کسی قوم کے اعمالوں

Marfat.com

کی تو وہ حشر میں اٹھایا جائیگا اسی گروہ میں سے اور انہیں
ان کا ہوگا ان کے ساتھ۔ اگرچہ اس نے عمل بھی نہیں کئے ان کے
سبحان اللہ اولیاء اللہ کی محبت کیا عمدہ چیز خدا کو عزیز ہے
یا الٰہی ہم اور ہمارے ہر مسلمان بھائیوں کو اپنی اور اپنے دوستوں
کی دوستی عطا فرما اور اپنے حبیب کا تصدق خاتمہ کے وقت
بھی اپنی محبت کا جام پلائے اور عمل نہ کرنے کا یہ معنی نہیں
کہ عمل چھوڑ دے مگر اپنے عمل میں کوشش کرے اگرچہ ان کے اعمال
کمالیت کو پہونچے ہوئے ہیں مگر ہمت نہ ہارے۔ یا خداوندیہ
میری آرزو۔ نزع کے دم میں بھی تیرا عشق ہو۔
سوال :۔ فرمایا اللہ کریم نے قرآن مجید میں آیت شریف۔ یَغْفِرُ لِمَنْ
یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط ترجمہ۔ بخش دیتا ہوں اس کو
جس پہ میری ذات کی رضامندی آجائے۔ اور عذاب دیتا ہوں۔ یعنی
نار جہنم میں داخل کر دیتا ہوں۔ ان لوگوں کو جو میرے ذاتی حکم
سے نافرمان ہیں اور ان کو سزا دینے پر میری رضا ہوتی ہے کہ ان
کو سزا دوں۔ آیت شریف۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ
اُخْرٰی۔ ترجمہ:۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کا بوجھ نہیں
اٹھا سکتا۔ آیت شریف۔ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ
یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ط ترجمہ۔ فرمایا اللہ کریم نے کہ جس
کو میں ہادی کروں اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو میں
گمراہ کروں اس کو کوئی ہادی نہیں بنا سکتا۔ آیت شریف
لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ترجمہ۔ فرمایا اللہ کریم نے میری

Marfat.com

کلامات کو کوئی تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ حدیث قدسی لَا تَخْتَ
تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِیْ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط ترجمہ۔ فرمایا اللہ کریم نے آیت
شریف۔ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط ترجمہ: جس
کو ذلت دیتا ہوں میری ذات کی رضامندی۔ اور جس کو عزت
دیتا ہوں میری ذات کی رضامندی۔ سوال: جب خداوند قدوس
نے سب کام عزت اور ذلت۔ غفلت اور ہدایت و نیست و نابود
حساب و کتاب عذاب و راحت اپنے ہاتھوں میں رکھے ہیں۔ تو
پھر انبیاء اور اولیاء کے مبعوث ہونے یعنی بھیجے کی کیا
ضرورت تھی۔ کیوں کہ مذکورہ بالا آیاتوں سے ثبوت ہے: جواب
آیت اوّل کا بیان خداوند کریم نے مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے
کوئی عذاب اور مغفرت نہ رکھی تھی۔ عذاب و راحت مخلوقات
کے پیدا ہونے کے سبب سے ہے اور مخلوق کے سبب سے ہے
کیوں کہ ابلیس نے کئی ہزار سال خداوند کریم کی عبادت کی
تو آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو مستحق
لعنت ہوا۔ اور کفر کا خطاب اس پر عائد ہوا اور اِلٰی یَوْمِ
الدِّیْنِ: کافر رہ گیا۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ خداوند کریم نے آدمؑ
کی خلافت کے سبب مستحق لعنت بنا دیا۔ کیا ابلیس عتاب کا مستحق
ہے یا کہ نہیں۔ بحکم خدا قرآنی دلیل سے مستحق عذاب ہے۔ تو
خداوند کریم کے نزدیک آدم صفی اللہ کا درجہ بلند ہے یا کہ
ابلیس کا۔ تصدیق کیا جاتا ہے کہ آدمؑ کے وجود میں کلّہ ذات
کبریا ہے۔ اور ابلیس نار جہنم ہے۔ کیوں کہ خداوند کریم کی

Marfat.com

رضا مندی خداوند کریم کی طرف سے خلافت کے اندر ہے
فرمایا اللہ کریم نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط خلافت
انوار خدا ہے ۔ اور خلافت رضامندی خدا ہے۔ کیوں کہ خداوند کریم
کی پہچان خلافت کے سبب سے ہوئی۔ اور حضرت ابراہیم پیغمبری
خدا کی طرف سے اتری پیغمبری سے مراد خلافت ذات کبریا ہے
خلافت کبریا کیا چیز ہے ۔ وہ خدا کی کلام سننا اور خدا کی ذات
کے ساتھ کلام کرنا اور مخلوقات کو خدا کی محبت میں لگانا ۔ اور
مذہب کی طرف بلانا ۔ اور مخلوقات کو خدا کے ساتھ ملانا ۔ اور لوبا
معرفت میں غرقاب کر دینا ۔ حضرت ابراہیمؑ کا استاد خود ذات
کبریا تھا ۔ حضرت ابراہیمؑ ایک تنہا تھا ۔ نمرود مشرک اور
کافر تھا اور سلطان بھی تھا اور غفلت کے سمندر میں ڈوبا
ہوا تھا ۔ اور ابلیس بڑا پیارا دوست ہمنشین تھا ۔ اور نمرود
نے خدائی کا دعوے بھی کیا تھا اور ابراہیمؑ تو خدا کی طرف بلاتے
تھے اسلئے نمرود نے ابراہیمؑ کو ایذا دینے کا ارادہ بھی کیا تھا
اور مقابلہ شروع کیا ۔ آخر کار حضرت ابراہیمؑ کو جلتی ہوئی
آگ میں ڈالا ۔ لیکن خداوند کریم نے اسے گلزار کر دیا آگ کو
تو ابراہیمؑ کی تابعداری کی وجہ سے خداوند کریم نے مچھروں کی
فوج سے قوم نمرود کو تباہ و برباد کر دیا اور خدا کے ساتھ
دوستی اور دشمنی اسی خلافت کے سبب سے آیا کہ اس دعوے
میں نمرود سچا تھا ۔ یا ابراہیمؑ سچے تھے ۔ اور قوم عاد اور
ثمود نے بھی خدائی کے دعوے کئے اور پیغمبروں کی نافرمانی

Marfat.com

کے سبب سے طوفان میں غرق ہوئے اگر اذن خدا ہے تو انبیاء
و اولیاء اللہ کے سینے میں ہے حدیث قدوسی۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ
فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا شَآءَ۔ میں اپنے خاص بندے کے خیالات اور تصور
کے ساتھ ہوں۔ اس خیال و تصور کے جو میری ذات کے ساتھ تعلق
رکھتے ہوں۔ آیت شریف۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی
ترجمہ ایک آدمی دوسرے آدمی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ بوجھ
کیا چیز ہے۔ بوجھ گناہ کبیرہ اور صغیرہ ہیں۔ انبیاء و اولیاء
اللہ انسانی بدن سے بوجھ گراتے ہیں بالعقاد مخلوقات کو واصل
خدا بنا دیتے ہیں۔ اور صراط مستقیم پر لگاتے ہیں۔ اور ایک ہی نظر
سے صاحب کرامت بنا دیتے ہیں۔ حدیث شریف۔ مَنْ نَظَرَ اِلٰی
فَقِیْرٍ اَوْ یَسْمَعَ کَلَامَهٗ یَحْشُرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَآءِ
وَ الْمُرْسَلِیْنَ ط۔ کیوں کہ خداوند کریم کا ذاتی تجلی انبیاء و اولیاء
اللہ کے سینے کے اندر ہے۔ آیت شریف۔ رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ
یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ
یَوْمَ التَّلَاقِ ط ترجمہ۔ فرمایا اللہ کریم نے بلند کرتا ہوں درجے
انسانوں کے میں مالک عرش ہوں۔ و مالک تخت ہوں ڈالتا
ہوں روح کو اپنے حکم سے جس پر میری ذات کی بہ امندی
آ جائے۔ مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے۔ تاکہ ڈرائے
مخلوق خدا کو روز محشر کے دن سے۔ اس روح سے مراد
کیا ہے۔ اور درجے سے کیا مراد ہے۔ کیا جس پر خداوند کریم
کی رضامندی نہیں ہے۔ اس کے وجود میں روح نہیں ہے؟

Marfat.com

ہاں اس کے وجود میں رُوح ہوتا ہے. لیکن اس روح سے م
اپنی ذات کبریا کا تجلّی ہے. جس سے درجۂ نبوت و ولایت ملتی
اس روح کو روح سلطانی کہتے ہیں. فرمایا اللہ کریم نے نحن
اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ط ترجمہ. کہ میری ذات کبر
کا تجلّی تمہارے سینے کے اندر تمہاری شاہ رگ سے بھی نزدیک ہے
جس کے وجود میں خداوند کریم کا تجلّی شاہ رگ سے نزدیک آ جائے
کیا وہ شرک اور کفر کر سکتے ہیں. اور خلافت کبریا سے انکار
کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے. جو لوگ انبیاء و اولیاء اللہ سے
انکار کرتے ہیں ان کے وجود میں شیطان کا غلبہ ہوتا ہے
اور وسوسہ شیطان ہوتا ہے اور شیطان خدا کی طرف سے
لعنتی ہے. تو جو شخص ہمنشین ابلیس کا ہو جائے. وہ بھی ص
لعنت ہے. کیوں کہ فرمایا اللہ کریم نے آیت شریف
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ ۙ اِلٰہِ
النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ
یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّۃِ
وَالنَّاسِ ۔ ترجمہ:- پناہ مانگو میری ذات
پر کہ مالک ملک ہوں شر خناس سے. جو تمہارے سینے
کے اندر غیر وسوسہ ڈالنے والا ہے مِنَ الْجِنَّۃِ
وَالنَّاسِ. آدمیوں اور جنوں میں سے. آدمیوں
سے کیسے پناہ مانگ سکتا ہے. جس کے وجود میں
ابلیس نے گھر بنایا ہوا ہے. اور خیالات باطلہ

Marfat.com

خواہشات باطلہ حرص و حسد تکبر و خودی سے سینا بھرا ہوا ہو وہ کیسے خداوند تعالےٰ سے پناہ مانگ سکتا ہے کبھی بھی خداوند کریم کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔ نہ ابلیس رجوع ہونے دیتا ہے۔ جب تک وسیلہ انبیاؑ و اولیاء اللہ حاصل نہ کرے۔ قال اللہ تعالےٰ فی القرآن۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ۔ ج اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ترجمہ:۔ ترجمہ اے اولاد آدم میں نے تمہارے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ نہ عبادت کرو شیطان کی یعنی نہ تابعداری کرو شیطان کی۔ کیوں کہ شیطان آپ کے لئے دشمن ہے ظاہر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خداوند قدوس نے فرمایا کہ شیطان تمہارے لئے دشمن ہے ظاہر کیا شیطان کی شکل کسی نے دیکھی یا شیطان کی آواز سنی ہے؟ یا شیطان کو کسی بازو یا سر توڑتے ہوئے کسی نے دیکھا ہے ہرگز نہیں۔ تو پھر شیطان کسطرح ظاہر ہے اگر ظاہر نہ سمجھا جائے تو خداوند کریم کی ذاتی کلام میں فرق آتا ہے۔ نعوذ باللہ شیطان ظاہر ہے مگر شیطان دشمن ہے روحانی بدن کا۔ جس طرح انسان کو اپنا روحانی بدن نہیں نظر آتا اسی طرح شیطان بھی نہیں نظر آتا۔ شیطان اور نفس کا مکان قلب کے ساتھ ہے۔ وہ نفس جو کھانے اور پینے کی جگہ ہے یہ ذاکیہ اور پاک ہے۔ کیوں کہ اس نفس سے انسان زندہ ہے۔ اور اس نفس سے انسان

Marfat.com

کی قوت ہوتی ہے۔ وہ کونسا نفس ہے۔ وہ نفس دل کے اندر
مکرہ ہے۔ اس میں خواہشات باطلہ خیالات باطلہ حرص و حسد تکبر
و خودی جھوٹ بغض غصّہ عیش و عشرت جمع ہے اس پر
شیطان مؤکل یعنی حکمران ہے۔ اور دل کے اندر خدا کا ایک بڑا
خزانہ ہے۔ وہ خزانہ توکل تحمل۔ تصور۔ عمل۔ صبر۔ علم۔ فکر۔ رحم
انصاف۔ اسلام۔ ایمان۔ عشق۔ حقیقی یہ خزانے جمع تھے۔ نفس و شیطان دونو
ملکر قلب پر غفلت کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ اور شیطان نے
کیا چودہ علم کئے ہیں؟ کہ نہ اس پر کوئی صحیفہ اور نہ کوئی کتاب
اتری۔ اور نہ کوئی اس وقت علم تھا۔ شیطان نے چودہ علم نہیں
کئے بلکہ چودہ ارکان کئے ہیں۔ نماز۔ تسبیحات پڑھتا رہا۔ زکوٰۃ۔ بدنی یعنی
اپنا بدن خدا کی طرف اماده کرکے عبادت میں کوشش کرتا تھا حج
بیت المعمور فرشتوں کے ساتھ کرتا رہا۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ
پڑھتا رہا جس وقت آسمانوں میں پھرا اور عرش عظیم پر پہنچا
تو کلمہ شریف نظر آیا تو کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ
لکھا ہوا دیکھا۔ تو ابلیس کو غصّہ آیا کہا ابلیس نے قال یارب
لم تخلق محمد یارب مت پیدا کر محمدؐ کو تو خداوند کریم
کے غضب کا طوق بن گیا۔ جس سے کل مخلوقات خوفناک
ہو گئی۔ کہا پروردگار عالم نے یہ طوق اس کے گلے میں پڑے
گا۔ جو میرے حکم سے نافرمان ہوگا۔ تو جس وقت آدمؑ
کے سجدہ کرنے سے انکار ہوا۔ اس وقت اس کے گلے میں
طوق لعنت ڈالا گیا۔ توکل۔ تحمل۔ تصور۔ رحم۔ انصاف

Marfat.com

حال حقیقی چال حقیقی تصور حقیقی خیال حقیقی شیطان تیرھویں ارکان کو چھوڑ کر چودھویں ارکان میں انسان کا بیڑہ تباہ کرتا ہے کیوں کہ انسان کے خیالات کو تغیر و تبدل کرتا ہے۔ خدا کی طرف سے موڑ کر نفس کی طرف آمادہ کر دیتا ہے اور دل پر غفلت کا پردہ ڈال دیتا ہے۔ تو جس وقت غفلت کا پردہ پڑ گیا تو بے توکل بنا دیتا ہے اور بے رحم و بے انصاف و بے صبر بے تحمل بے فکر بے اسلام اور بے ایمان بنا دیتا ہے۔ پھر عشق الٰہی تو رہا ہی نہیں، تو وہ اپنے نفس کا منہ کھول دیتا ہے کینہ بغض حسد تکبر خودی عیش و عشرت میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنا ہمنشین بنا دیتا ہے تو وہ کسطرح خدا کا دوست بن سکتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فرمایا اللہ کریم نے جو میری ذات کے خلاف شرک لانے والی چیزیں ہیں۔ وہ سب نجس ہیں۔ وہ کیسے پاک ہو سکتا ہے کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر چودھواں علم پڑھے اور حاصل کرے جب تک اس کا فر نفس و شیطان کو قتل نہ کرے گا۔ تب تک محبوب خدا نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ نماز روزے میں ہر عبادت میں خیالات تغیر و تبدل کر دیتا ہے۔ اور خدا کی طرف رجوع نہیں ہونے دیتا۔ تو پھر کیسے خدا کی محبت حاصل کر سکتا ہے اور کیسے شناخت کر سکتا ہے۔ آیت شریف۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ کہا پروردگار نے جو اس دنیا میں میری ذات کے تجلی سے اندھا رہے گا وہ آخرۃ میں بھی اندھا ہوگا۔ علم تلاش خدا کے

Marfat.com

لئے آیا ہے۔ نہ کہ طلب دنیا۔ افسوس ہے
ان لوگوں کے لئے کہ علم حاصل کر کے خدا کی
تلاش نہیں کرتے۔ حدیث قدوسی۔ مَنْ طلبنی وجدنی
من وجدنی حبنی من حبنی عرفنی من
عرف عشقنی من عشقنی فهو قتلته و
من قتلته فهو علی دیته و انا دیته

ترجمہ:۔ جو میری ذات کی طلب کرے گا اس کے سینے میں
میری ذات کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور میرا تجلّی
پائے گا۔ جس کو میری ذات کا تجلّی ملا وہ میرا عاشق
ہو گیا۔ تو میری ذات کے لئے اپنی جان کو قتل کر دیا۔ تو
قتل کے بدلے دیت ہے اور میں ان کا خود دیت ہوں
میری ذات کا تجلّی ان کے سینے میں آجاتا ہے نفس و شیطان
کے دور کرنے کے طریقے۔ اسی ظالم دشمن کے لئے خداوند کریم
نے فرمایا۔ کہ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وسیلہ
وہ ہونا چاہیئے۔ کہ جس کو آگے کوئی خوف و خطرہ نہ ہو
وہ کون لوگ ہیں۔ وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ
اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
فرمایا پروردگار نے کہ خبردار تحقیق میں نے
اولیاء اللہ پر کوئی خوف غمگینی رنج و محبت
نہیں نازل کئے اور کبھی غمگین نہ ہوں گے اور نہ خوف
ہوگا۔ خوف کیا ہے۔ خوف موت خوف حساب و کتاب

Marfat.com

خوف دوزخ خوف پلصراط خوف حشر کے میدان کا اس لئے اللہ کریم نے فرمایا۔ نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ط ترجمہ ہم تمہارا دوست ہے زندگانی دنیا میں آفتوں سے بچاتا ہوں تمہارے دلوں میں علم لدنی ڈالتا ہوں۔ اور اپنے سر اسرار سے واقف کرتا ہوں۔ اور تمہارے دلوں میں سچے الہام ڈالتا ہوں۔ اور آخرۃ میں تعظیم و تکریم کے ساتھ اوٹھاتا ہوں اور مخلوقات کے لئے شفاعت گر بنا دیتا ہوں اور یہ بڑے دشمن نفس و شیطان ان لوگوں کی دستگیری سے دور ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ اولیاء مقام لاھوت سے ذاتی کلمے کا تجلّی لاکر روحانیت کے ساتھ ملا کر رگ رگ میں لے جاتے ہیں اور دل پر روشنی پیدا کر دیتے ہیں۔ دل کی روشنی کے ساتھ تجلّی جاری ہو جاتا ہے اور دل ایک شیشہ بن جاتا ہے حدیث شریف المؤمن مرآۃ المؤمنین۔ ترجمہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے تو دل پر تجلّی پیدا ہو جاتا ہے جس طرح سورج کا شعلہ یعنی چمک آئینے میں آتی ہے اور شیشہ سورج کی چمک سے چمک جاتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے دل شیشہ ہو جاتے ہیں۔ اور دل چمکتے ہیں اور اشارہ کے ساتھ خداوند کریم سے کلام کرتے ہیں اس کا نام ہے۔ الہام ذکر جاری کرنے سے نفس و شیطان کا کمرہ ٹوٹ جاتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر

Marfat.com

الٰہی سے آرام پاتے ہیں دل مومنوں کے۔ کل شیٔ یرجع الیٰ اصلہٖ۔ نور نور کے ساتھ مل جاتا ہے اور غیر بوجھ گرجاتا ہے۔ حدیث قدسی۔ لَا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ترجمہ۔ نہیں ہلا سکتے بغیر اجازت میری ذات کے جملہ مخلوقات میں سے مگر جو بھی ہل سکتی ہے اور جو بھی کام ہوتے ہیں۔ میری ذات کی اجازت ہی سے ہوتے ہیں معلوم کرنا چاہیے کہ خداوند قدوس کا اذن کس طرح ہوتا ہے۔ خداوند قدوس کی شناخت اور اذن خداوند کریم کی خلافت سے ہوتا ہے۔ پہلے خداوند کریم نے فرشتوں کو حکم کیا دنیا پر خلیفہ بنانے کے لئے تو آدمؑ کو زمین پر خلیفہ بنایا۔ اور خلافت کا اذن دیا۔ اور جو کچھ انبیاء نے دنیا پر کام کئے ہیں۔ وہ اذن خدا سے کئے ہیں۔ اگر اذن خدا نہیں تو خلافت نہیں مگر انبیاء و اولیاء کرام کو خدا کی طرف سے اذن ملتا ہے اور وہ خدا کی رضامندی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ وہ اذن خدا ہے۔ اور جو بھی دنیا پر تکلیفیں آتی ہیں۔ ان کی ناراضگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کیوں کہ خداوند کریم کا اذن ہے نیک اعمال پر اور بد اعمال سے ممانعت ہے ان کی طرف سے جو خدا کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ان کو سزا دیتا ہے۔ جو کہ انبیاء و اولیاء اللہ کو تکلیفیں ملتی ہیں۔ خداوند کریم کی طرف سے ان کے لئے امتحان ہوتا ہے اور خداوند کریم نے فرمایا۔ لَا تَتَ

Marfat.com

تحرک نہ ذرہ الا باذن اللہ میں خداوند کریم نے اپنی واحدانیت کی دلیل ظاہر کی ہے۔ کیوں کہ پیغمبروں کے مقابلے میں کافروں نے خدائی کے دعوے کئے اور پیغمبروں کو قتل کرنے پہ آمادہ ہوئے اور اپنی خودی سے کلمات کہتے رہے۔ تو خداوند قدوس نے اپنے نبی کریمؐ کو فرمایا کہ خرافات کہ محض لغوں سے کیوں کہ بغیر میری اجازت سے وہ ایک پتہ بھی نہیں ہلا سکتے۔ وہ اپنے دعوے میں کاذب ہیں۔ اور بہت سے لوگوں نے بغیر کرامت سے پیغمبری دعوے کئے۔ مگر ان کو کوئی قدرت نہ ہوئی اور نہ ہوگی اور ہر کسی چیز کے تغیر و تبدل کرنے میں کرامت کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ ہر ایک چیز کا تغیر و تبدل کرنا یا ہونا کرامت کے سبب سے ہوتا ہے۔ کرامت میری ذات پاک کا تجلہ ہے اور اس میں میری ذات کا اذن ہے۔ تب انبیاء و اولیاء معجزا و کرامت ظاہر کرتے ہیں اور دنیا میں تمام چیزیں ان کے لئے مسخر کر دیں ہیں۔ جو مذکور ہو چکا ہے۔ یہ تمام کارنامے بغیر اذن خدا کے نہیں ہو سکتے۔ اور جو کہ مخلوق کو سزا دی جاتی ہے۔ بعوض برے اعمال کے کیوں کہ فرمایا اللہ کریم نے وَمَا اَنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ط ترجمہ۔ اور میں نہیں ہوں ظالموں سے۔ تو جن لوگوں کو سزا ملتی ہے۔ یہی بسبب خلافت کبریا کے اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ خلافت اذن خدا ہے۔ اور لغو خدا ہے۔ اگر لغو خدا نہیں تو اذن خدا نہیں

Marfat.com

یہ سب کچھ ہوتا ہے یا ہوئے گا۔ خلافت کے سبب سے آیت شریف۔ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۔ ترجمہ:- جو کچھ تم کو پہنچتے ہیں نیک اعمالوں کے کرنے سے یہ میری ذات کی رضا مندی سے ہے۔ اور جو کہ پہنچتی ہیں برائیاں یا مصیبتیں پس تمہارے نفس کے ذریعے سے ہیں آیت شریف۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ ترجمہ۔ جو میرے حبیب کبریا محمدؐ کی زبان مبارک کے مطابق کام کرتے ہیں۔ وہی میری ذات کی زبان ہے۔ جو کوئی میرے حبیب کبریا محمدؐ کی زبان مبارک کے ہے۔ آیت شریف۔ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، ترجمہ فرمایا اللہ کریم نے جس کو میں ہادی کروں اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کو میں گمراہ کروں اس کو کوئی ہادی نہیں کر سکتا۔ اس آیت کے مطابق خداوند کریم نے اپنی وحدانیت کا بیان اظہار فرمایا ہے کیوں کہ دونو اوّل سے اپنے ذاتی نور سے نورِ محمدؐ ظہور کیا۔ اور اس کے نور سے کلّ جہان کو ظہور کیا۔ اور انبیاء کو خداوند کریم نے اہلِ حدیث پیدا کیا۔ دونو اوّل سے ان کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور ہمیشہ کے لئے نور توحید میں ہیں۔ اور بقایا مخلوقات کے لئے بھی اہلِ توحید ہے۔ جو اہلِ توحید سے انکار کرے ان کو اللہ کریم گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے کیوں کہ ابلیس خداوند کریم کا بہت زاہدگار اور پرہیزگار تھا۔ اور اہل توحید تھا۔ خداوند کریم کے حکم کے انکار کرنے سے گمراہ ہو

Marfat.com

کیا۔ اور گمراہی منزل اہل توحید والوں سے انکار کرنے سے عائد ہوتی ہے۔ کیوں کہ گمراہی منزل انکار سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جو کہ خداوند کریم نے روزی ازل میں شقی اور یا کم سعید لکھا ہے وہ دنیا میں عمل پر موقوف ہے۔ اور انکار محل دنیا میں ہے اور اہل توحید روز ازل سے ہیں۔ کیوں کہ خداوند کریم کا امر ہمیشہ اہل توحید پر ہوتا ہے۔ تو شیطان اہل گمراہ ہے۔ شیطان کی کیا قدرت ہے اہل توحید پر۔ کیوں اہل توحید پر کیوں کہ اہل توحید کے سینوں میں تجلّہ کبریا ہے۔ اور گمراہی منزل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ شیطان اہل توحید کا دشمن ہے۔ جو لوگ اہل توحید سے انکار ہو گئے تو شفاعت کرنے والے اور کون ہیں۔ کیوں کہ جو خود گمراہ ہو جائے۔ دوسروں کی شفاعت کب کر سکتا ہے۔ کیوں کہ کئی لوگوں نے خدائی اور پیغمبری کے دعوے کئے ہیں۔ لیکن وہ باطل ہیں۔ اور خداوند کریم کے غضب میں داخل ہو گئے ہیں۔ تو اپنی زبردستی سے کون توحید کی طرف لا سکتا ہے۔ اور یا جنّت دلا سکتا ہے۔ کسی کی قدرت نہیں کہ خداوند کریم کے ساتھ زبردستی کرے۔ وہی قدرت کا مالک ہے آیت شریف۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ ۔ ترجمہ نہیں گمراہ کرتا ہوں کسی قوم کو جب تک نہ بھیجوں اپنی طرف سے ڈرانے والا اور ہدایت کرنے والا۔ یعنی انبیاء و اولیاء، اللہ علما نبیّرا و نذیرا کا درجہ رکھنے والے۔ تو واضح کیا جاتا ہے کہ گمراہی منزل

Marfat.com

اہل توحید سے انکار کے سبب سے ہے۔ اور توحید روز
ازل سے ہے۔ کیوں کہ خداوند کریم نے روزِ ازل سے گمراہ کرنے
کا وعدہ نہیں کیا۔ کیوں کہ گمراہی اور ہدایت، خدا کی مخلوق کے
سبب سے ہے۔ انبیاء و اولیاء علما مخلوق ہیں خانہ کعبہ
جنت دوزخ زمین و آسمان مخلوق ہیں۔ اور خداوند کریم نے
اپنی طرف سے انبیاء علیہ السلام کو خلافت، دے کر دنیا
میں مبعوث کیا کرامت اور معجزات دے کر اپنا ذاتی تجلّا اور
کرامت دے کر تاکہ گمراہوں کو گمراہی منزل سے موڑ کر راہِ
توحید پر لگا دیں۔ اور لا تعداد مشرکوں اور کافروں کو کفر
سے نکال کر اسلام میں لائے اور خداوند کریم کے ذاتی بنا دیئے
اور ابلیس کی حکومت سے نکال دیئے۔ اور اپنی تابعداری
کے مطابق خداوند کریم کے ذاتی نور میں محو کر دیئے۔ اسلئے یقین
کرنا چاہیئے۔ کہ گمراہوں کو انبیاء اولیاء علما راہِ توحید کی
طرف لا سکتے ہیں۔ کیوں کہ انبیاء و اولیاء اللہ اذن خدا کے مطابق
چلتے ہیں۔ اور گمراہوں کے وہ لوگ راہ مستقیم پر نہیں لا سکتے
کسی کو جو خود خداوند کریم سے بے خبر ہوں۔ اور انبیاء اولیاء
اللہ علماء خداوند کریم نے دنیا پر بہت سے اختیار دے کر بھیجے ہیں
آیت شریف۔ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا
تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ط
ترجمہ۔ کہو تو یا رسول اللہ ان لوگوں کو اے اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والو
حد سے گزرنے والو میری رحمت سے امید نہ توڑو میں وہ خدا ہوں

Marfat.com

کہ میں تمہاری سچی توبہ کے ساتھ سب گناہ بخش دوں گا اور معاف کر دونگا گزرے ہوئے گناہ۔ یہ اس وقت کلام ہوئی کہ جس وقت عرب کے مشرک لوگ رسول اللہؐ کے دربار میں داخل ہوتے کہ نبیؐ آپ ہر وقت ہم لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ تو ہمارے کئے ہوئے گناہوں کا کون ذمہ دار ہوگا۔ لہذا خداوند کریم کی طرف سے یہ حکم آیا جو کہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس واسطے گمراہوں کو اہل ہدایت والوں کے وسیلے سے خداوند کریم راہ توحید پر لگا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ حساب مشرکوں کو انبیاءؑ نے معجزات دکھا کر اسلام میں داخل کئے اور جس قوم کو خداوند کریم راہ مستقیم پر لگا دیتا ہے۔ تو ان کے لئے اپنی ذات کی طرف سے اپنا خلیفہ بھیج دیتا ہے۔ یہ خداوند کریم کا اذن ہے۔ اور یہ خداوند کریم کی توحید کا سلسلہ ہے۔ تو اہل توحید لوگ گمراہوں کو راہ مستقیم پر لگا سکتے ہیں۔ اور ہادی خدا ہے۔ اور اہل ہدایت وہ لوگ ہیں کہ خداوند کریم کی طرف ہدایت کرنے والے ہوں اور ہدایت پر چلنے والے ہوں۔ یہ سلسلہ تجلے اور کرامت سے قائم ہوتا ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ آیت شریف۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَةِ اللّٰهِ ۔ ترجمہ:۔ نہیں تغیر و تبدل کر سکتا کوئی کلام میری کو کیونکہ جس وقت نبی صلی اللہ صلعم پر خداوند کریم کی طرف سے طرح طرح کی کلام نشانی اترتی تھی۔ تو کافر لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہ ہم بھی اسی طرح کلام بنا سکتے ہیں۔ مگر مشرکوں کو کوئی طاقت نہ ہوئی۔ خدا کی کلام کو تبدیل کرنے کی۔ اور خداوند کریم کی کلام سن کر حیران اور پریشان ہوئے۔ او بیحساب مشرک لوگ خدا کی کلام سن کر مشرف ایمان ہوئے۔ (ثنائی) نہیں تبدیل کر سکتے۔ قطعی کلام میری جس

Marfat.com

میں قطعی حکم ہے۔ جیسے نمازیں پانچ ہیں۔ ان کو چار یا چھ نہیں کر سکتے۔ رمضان کے ماہ رمضان میں کم یا زیادہ نہیں کر سکتے۔ اور حج میں کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی۔ اور کلمہ شریف کو تبدیل نہیں کر سکتے اور موت کو نہیں ہٹا سکتے اور پلصراط توڑ نہیں سکتے۔ اور حشر کے روز کو کرنہ نہیں کر سکتے۔ جنت و دوزخ توڑ نہیں سکتے اور خداوند کریم کی ذاتی کلام صفت و ثنا ذات و صفات اور اسم ذات کو تبدیل نہیں کر سکتے اور بقایا قرآن مجید میں جس جگہ بھی اللہ کریم نے من یشآء من قتشآء والا لفظ فرمایا ہے۔ اس میں انبیآء اولیآء داخل کر کے خداوند کریم سے رضامندی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے یہ حکم اپنی منشا پر چھوڑا ہے۔ اور انبیآء اولیا اللہ خداوند کریم کی منشا حاصل کرنے والے ہیں۔ اور اسی منزل میں اپنی رضامندی میں اللہ کریم نے اپنے بندے خاص کر دیئے۔ کیونکہ انبیآء و اولیآء کو بہت بڑا اختیار خداوند کریم نے دیا ہے۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وہ ترجمہ کہ میں عطا کر دیتا ہوں۔ اپنی رحمت کے لئے اور اپنی معرفت کے لئے اپنے بندے کو جس پر میری ذات کی رضامندی آ جائے۔

حدیث قدسی: فَاِنْ ظَنَّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا شَآءَ۔ تحقیق میں انسان کے خیال و تصور کے ساتھ ہوں۔ جس پر میری ذات کی رضامندی آ جائے۔ معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ قرآن مجید میں من یشآء والی کلام میں انبیآء اولیآء اللہ کو خداوند کریم نے اختیار دیا ہوا ہے۔

Marfat.com

آیت شریف :۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ط اے لوگو ایمان والو ڈرو اللہ سے ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے تاکہ تم بھی صادق بن جاؤ۔ صادق وہ لوگ ہیں کہ جو میری ذات کی رضا پر چلنے والے ہیں۔ اور میری رضا کو تقسیم کرنے والے اور رحمت میں داخل کرنے والے۔ ان لوگوں کی تابعداری میں رحمت مغفرت ہے۔ اور انکار میں بدلات ہے۔ حدیث قدسی۔ مَنْ اَذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ط جس شخص نے میرے اولیاء اللہ کو عزب پہنچائی ان کو اجازت ہے کہ میری ذات کے ساتھ جنگ کرے۔ حدیث شریف۔ لِسَانُ الْفَقِیْرِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ ہ البتہ زبان فقیر کی تلوار خدا کی ہے۔ حدیث شریف۔ مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ اَوْ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ یَحْشُرُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ترجمہ:۔ جس شخص نے اولیاء کرام کا چہرہ دیکھا اور خلوص دل سے مجلس میں بیٹھا اور ان کے قول پر عمل کیا اور ذکر الٰہی میں مبتلا ہوا۔ تو خداوند کریم اس شخص کو روز حشر میں انبیاء علیہ سلام کے ساتھ اٹھائے گا۔ حدیث شریف :۔ حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ ترجمہ:۔ جو لوگ فقرا لوگوں سے محبت رکھنے والے ہیں۔ یہ اخلاق پیغمبری ہے۔ اور جو لوگ فقرا لوگوں سے بغض رکھتے ہیں۔ اخلاق فرعون سے ہے۔

آیت شریف۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔

ترجمہ:۔ فرمایا اللہ کریم نے اور وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے

Marfat.com

جو ایمان لائے اور جو میری ذات کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں۔ اور ہمیشہ میرے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور معرفت کے تجلّے میں محو ہو ہو کر مخلوق میں بشیرًا وَ نذیرًا کا خطاب پانے والے ہیں۔ وغیرہ ہے۔ میری ذات کا ان لوگوں کے ساتھ کہ خلیفے بناؤں کا بیج زمین کے جس طرح میں نے خلیفے بنائے۔ تم سے پہلے۔ آدمؑ سے لیکر رسول اللہؐ تک اس خلافت سے انکار کرنے پر حد کفر ہے۔ مگر یہ وہ خلافت ہے۔ کہ نبیؐ کے قدم بر قدم چلے۔ اور نبیؐ سے خلاف چلنے والے اور دعوائے نبوت کرنے والے وہ خدا کی طرف سے خلافت نہیں بلکہ وہ تابعدار ابلیس ہیں۔ اور مکر و فریب ہے۔ لیکن اولیاء کرام خداوند کریم سے ہر ایک کام منظور کرا سکتے ہیں۔ جس کام کے لئے خداوند کریم کا امر نہ ہو۔ پیدا کرنے میں یا تقدیر میں لکھا ہوا نہ ہو۔ یا لکھی ہوئی تقدیر میں انبیاءؑ اولیاءؒ کرام تغیّر و تبدّل کرا سکتے ہیں۔ کیونکہ جس شخص کے لئے تقدیر میں دوزخ کا عذاب لکھا ہوا ہو انبیاءؑ اولیاءؒ کرام جنتی بنا سکتے ہیں۔ جن معجزات کے لئے انبیاءؑ اور کرامت کے لئے اولیاءؒ کرام ارادہ کریں۔ وہی کام خداوند کریم سے کروا سکتے ہیں۔ اور بدبخت کو نیک بخت بنوا سکتے ہیں۔ اور بُروں سے اولیاءؒ بنوا سکتے ہیں۔ اللہ جس تقدیر میں اولاد نہ ہو۔ وہ خدا سے دلا سکتے ہیں۔ غریب سے امیر بنوا دیتے ہیں اور امیر سے غریب بنوا سکتے ہیں۔ ویران زمین کو آباد کروا سکتے ہیں۔ کیونکہ انبیاءؑ و اولیاءؒ کرام نے بحساب معجزات اور کرامات تغیّر تبدّل کرنے والی چیزیں ہیں۔ چونکہ انبیاءؑ و اولیاءؒ

Marfat.com

کے وجودوں میں تجلّیٔ ذات کبریا ہوتی ہے۔ بظاہر تو جسم انسان کا ہوتا ہے مگر اس میں تجلّیٔ کبریا ہوتا ہے۔ اگر تجلّیٔ کبریا نہیں۔ اس میں کرامت اور معجزات نہیں ہو سکتے۔ شعر ؎

گفتہ او گفتۂ اللہ بود ❊ اگرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کہنا ان کا کہنا اللہ کا ہے ❊ اگرچہ زبان انسان کی ہے

بزرگان خدا خدا نباشد۔ مگر بزرگان خدا از تجلّیٔ خدا جدا نباشد۔ اس میں کیا راز ہے۔ کہ خدا سے جدا نہیں جسطرح سورج کا شعلہ شیشے میں آتا ہے وہ شیشہ مانند سورج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں خدا اور رسولؐ کا تجلّیٔ آتا ہے۔ اور خدا کی ذات کے ساتھ کلام کرتے ہیں مگر ان کو خدا نہیں کہتے۔ انہیں انسان کہتے ہیں۔ مگر ان کے وجود میں تجلّیٔ خدا ہوتا ہے۔ تب راز سے راز ملتا ہے۔ جس کے وجود میں وہ تجلّیٔ نہیں۔ وہ خدا اور رسول اللہ کے دیکھنے سے اندھا ہے۔

ایت شریف :۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ط

ترجمہ۔ فرمایا خداوند تعالیٰ نے یا رسول اللہؐ اگر آ جائے آپ کے پاس جس وقت بھی میری مخلوقات میں سے بندہ سوالی تحقیق میں تمہارے نزدیک ہوں۔ مانگو دعا اور میرے سے قبول کروں گا۔ دعا تمہاری۔ اور ان کو اجابت دو اسلام کی اور بلا میری ذات کی طرف تاکہ وہ لوگ بھی میری ذات سے واقف ہو جاویں۔ اور میری ذات کے ملنے کا راستہ حاصل کریں۔ اس آیت کے مطابق خداوند کریم نے رسول مقبولؐ کو اذن اور امر دیدیا۔ خداوند کریم نے جو کہ ان کی قسمت اور تقدیر میں نہ تھا۔ اور

Marfat.com

اجابت رسول اللہؐ اور دعوت رسول اللہؐ سے مستحق مراد ہوئے۔ اس مراد میں جو کہ تقدیر میں نہیں تھیں۔ اور یہ آیت اس امر پر ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کی ذات سے تقدیر کو تغیر تبدل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دعوت اور مستجاب اس کام کے لئے ہوتا ہے۔ کہ جو تقدیر میں نہ ہو۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ سے مراد یہ ہے۔ کہ جس کسی کو حصہ تقدیر الٰہی میں نہ ہو، تحقیق انبیاءؑ اور اولیاءؒ اللہ تقدیر کو توڑ کر خداوند کریم سے حصہ دلا سکتے ہیں۔ کیونکہ دعا تقدیر کو توڑنے والی چیز ہے۔ اس لئے کہ دعا خداوند کریم کے دربار میں معدوم چیز کے لئے ہوتی ہے۔ اور جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے۔ وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور جو کچھ لوح محفوظ میں ہوتا ہے۔ وہ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کو معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ عَرَفَ بِاللّٰہِ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ۔ جو عارف باللہ ہو گیا۔ اس کے لئے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اور اللہ کریم نے حدیث قدسی میں فرمایا۔ کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔

ترجمہ:۔ کہ انسان میرا راز ہے۔ اور میں انسان کے سینے کے اندر راز ہوں۔ جس کے ساتھ خداوند کریم کا راز کھل جاوے تو اس پر کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔

وَتَعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ

ترجمہ:۔ یعنی اور عزت دیتا ہوں اپنی طرف سے جس پر میری ذات کی رضا آجائے۔ اور ذلت دیتا ہوں اس کو کہ جو میری ذات سے نافرمان ہو جائے۔ اور میری ذات کی بھی رضامندی ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

کہ میں اس کو ذلت دوں بعوض نافرمانی کے۔ اور میرے ساتھ یعنی دست قدرت میں خیر اور بھلائی ہوتی ہے اور میری ذات جملہ موجودات پر قادر ہے۔ کوئی چیز نہیں، جو میری قدرت سے باہر ہے۔

اس آیت کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ کہ خداوند قدوس نے عزت اور ذلت کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے تو انبیاءؑ و اولیاءؒ کو کیا اختیار ہے۔ خدا کی قدرت میں مداخلت کرنے کی۔؟

بعد کو عزت اور ذلت دنیا میں ہے۔ عزت اور ذلت دنیا میں ظاہری اور باطنی دونوں ہوتی ہیں۔

ظاہری عزت یہ ہے۔ دنیا میں مال و اولاد زمین و حکومت جس کو خداوند کریم کی طرف سے یہ ملے۔ یہ بھی بڑی عزت ہے۔ اور ذلت دنیا وی یہ ہے۔ کہ اولاد نہ ہو مال و زمین بھی نہ ہو۔ قرضداری اور بیماری سر پہ ہو۔ یہ دونوں عزت اور ذلت دنیا داروں کے نزدیک ہیں۔ یہ دونوں عزت و ذلت کفاروں میں بھی موجود ہیں۔ تو پھر کفر اور اسلام کے درمیان عزت اور ذلت کے بابت کونسا فرق ہے۔ ان میں خداوند کریم کے نزدیک فرق ہونا چاہیئے۔ کہ عزت اور ذلت کیا چیز ہے۔ اور کس چیز کے اندر ہے۔ اور کس چیز سے شروع ہوتی ہے۔ خداوند کریم کے نزدیک عزت اور ذلت یہ ہیں۔ خداوند کریم

Marfat.com

کی طرف سے انسان کو عزت اگر ملتی ہے ۔ تو ذات کبریا کی خلا
کے سبب سے ملتی ہے ۔ جس سے مراد انبیاءؑ اولیاء اللہ
و علما ہیں ۔ کیونکہ خداوند کریم کی دوستی اپنے خلیفے کے سا
ہوتی ہے ۔ اور خلافت کے سبب خدا کا ذاتی تجلّہ انسان
حجرہ میں آتا ہے ۔ اور اپنا پوشیدہ راز اس کے لئے ظاہر کر
دیتا ہے ۔ اور عرش عظیم تک راستہ کھول دیتا ہے ۔ اور
معرفت کے تجلّہ میں غرقاب کر دیتا ہے ۔ اور اپنی ذات کے
ساتھ واصل کر دیتا ہے ۔ اور دنیا پر وسیلہ مخلوق بنا کر بھیج دیتا
ہے ۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے ۔
اور جملہ مخلوقات اس کے لئے مسخر کر دیتا ہے ۔ اور روز
محشر میں شفاعت گر بنا دیتا ہے ۔

آیت شریف :۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۔

ترجمہ :۔ یعنی ہم تمہارا دوست ہے ۔ زندگی دنیا میں اور
آخرت میں ۔

تمہیں الہام دیتا ہوں اور تمہارے دل کے اندر اپنی ذاتی
کلام ڈالتا ہوں ۔ اور آفتوں سے بچاتا ہوں ۔ اور آخرت
میں تعظیم و تکریم کے ساتھ اٹھاؤں گا ۔ اس کو عزت کہتے
ہیں ۔ خدا کی طرف سے ذلت یہ ہے ۔ کہ جو لوگ
خلافت کبریا سے انکار کرتے ہیں ۔ اور غفلت میں ڈوبے

Marfat.com

ے ہیں۔ اور حرص و حسد میں غرق ہیں۔ اور اہل توحید سے
نفرت کرتے ہیں۔ اور گمراہی کی منزل میں پڑے رہتے ہیں
ان کے لئے ذلت اور خواری ہے۔ کیونکہ خداوند کریم کی
دوستی سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان کی دوستی
پسند کرتے ہیں۔ اور شیطان اپنے تمام ہم نشین پیارے
دوستوں کو جہنم لے جائے گا۔

خداوند کریم کی طرف سے عزت اور ذلت یہی چیز ہے
ایت شریف:۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ
مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ط

ترجمہ:۔ اور مت ہانک دے۔ ان لوگوں کو کہ پکارتے
ہیں پروردگار اپنے کو صبح و شام چاہتے ہیں۔ تمہ اس کا
نہیں اوپر تیرے حساب ان کے سے کچھ اور نہ حساب
تیرے سے اوپر ان کے کچھ پس ہانک دے ان کو
پس ہو جائے تو ظالموں سے۔

Marfat.com

ذکر بالجہر کی فضیلت وثواب

مشکوٰۃ باب ذکر بالجہر. وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زُبَیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِہٖ یَقُوْلُ بِصَوْتِہِ الْاَعْلٰی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَلْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ رواہ مسلم ؒ

ترجمہ:- روایت ہے. عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا. تھے رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے. اپنی نماز سے کہتے تھے بلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اسی کے لئے بادشاہی ہے. اور اسی کے لئے حمد وثنا ہے اور ہر ایک چیز پر قادر ہے.

Marfat.com

قرآن مجید سے انبیاء کے غیب دان ہونے کا ثبوت

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن رکوع ۲) یعنی وہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو۔ مگر ہاں جو پسند فرمالیا کسی رسول کو۔ تفسیر جمل برحاشیہ تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت میں مرقوم ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نفس سے جس کسی جگہ علم غیب کی نفی فرمائی ہے تو یہ اللہ کریم سے تواضع اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔

تفسیر روح البیان جلد ۱۰ میں اسی آیت کی تفسیر مرقوم ہے۔ قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول۔ یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ اس کا علم مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

سورۃ آل عمران، ۱۸ رکوع :۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ :۔ اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔ اسی آیت کے تحت تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یوں مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے

Marfat.com

رُوبرُو میری امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھی پیش کی گئی۔ جیسے آدم علیہ السلام کے رُوبرُو پیش کی گئیں۔ تب میں نے ہر شخص کو پہچان لیا۔ کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو نہ لائے گا۔ جب یہ بات منافقوں نے سنی تو فوراً مذاق و تمسخر اڑانا شروع کیا۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اور جو نہیں لاتا۔ اگرچہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہ ہوا ہو۔ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہم شب و روز اس کی محفل میں رہتے ہیں۔ اور وہ ہم کو نہیں پہچان سکتا۔ چنانچہ تجربہ کر لو یہ بات ٹھیک ہے۔ جب منافقوں کی اس قیل و قال کی خبر رسولِ کریم کے پاس پہنچی تو آپ فوراً منبر شریف پر تشریف لے گئے۔ اور آپ نے کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ کی ستائش بیان فرمائی۔ پھر فرمایا۔ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم غیب پر طعن کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے قیامت تک حالات جو کچھ چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ اور میں ان کو ذرہ ذرہ بتلاؤں گا۔ اس پر عبداللہ بن حذیفہ داس کے باپ میں لوگ شک کرتے تھے، کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ آپ بتائیں میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرا باپ حذیفہ ہے۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضینا باللہ ربًا وبالاسلام دینًا وبالقرآنِ اماما وبک نبیاً۔ یعنی ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے۔ اور راضی ہیں اسلام سے جو ہمارا دین ہے۔ اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے۔ اور حضور سے جو ہمارے نبی ہیں۔ ہمیں معاف فرمایئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کچھ اور پوچھنا نہیں چاہتے۔ تم نے پوچھنے سے کیوں بس کر دی۔ پھر آپ منبر سے نیچے اُتر آئے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اللہ ایسا نہیں ہے کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اسی حالت پر جس پر تم ہو۔ جب تک کہ نہ جدا کرے برے کو اچھے سے اور ایسا نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں۔ لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

قسطلانی شرح صحیح بخاری سورۃ رعد کے ذیل میں مرقوم ہے۔ لَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يُطْلِعُهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ مِنْ غَيْبِهٖ وَالْوَلِيُّ تَابِعٌ لَّهٗ يَاْخُذُ مِنْهُ۔ یعنی کوئی نہیں جانتا قیامت کب قائم ہوگی بسوائے اللہ کریم کے۔ مگر جس رسول کو وہ چاہے۔ اس لئے کہ اللہ کریم اس کو واقف کرتا ہے جس پر چاہے اپنے مغیبات اور ولی اس کے تابع ہیں جو اس سے حاصل کرتے ہیں۔

خضر علیہ السلام کا غیب داں ہونا

خضر علیہ السلام کو خدا نے علم غیب عطا فرمایا تھا۔ جیسے خداوند کریم سورہ کہف رکوع ۹ میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ تفسیر بیضاوی میں اس کے تحت یوں مرقوم ہے۔ اى مِمَّا نَخُصُّ بِهٖ وَلَا يَعْلَمُ اِلَّا بِتَوْفِيْقِنَا وَهُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے خضر علیہ السلام کو وہ چیز بتادی جو ہمارے ساتھ مخصوص تھی۔ اور وہ علم غیب نہیں معلوم ہوتا۔ مگر ہماری توفیق سے۔

Marfat.com

حضور سرورِ کائنات کو علم ماکانَ ومایکون کا ہونا

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ، سورۂ رحمان رکوع ۱ ؛ یعنی پیدا کیا انسان اور سکھلایا اسے بیان ۔ اس آیت کا مطلب اور معنیٰ تفسیر معالم التنزیل میں یوں مرقوم ہے۔ قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان وما سیکون ؛ یعنی ابن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اس کو بیان یعنی وہ علم غیب جو ہو چکا ہے ۔اور جو ہوگا ۔ اس آیت کا مطلب تفسیر حسینی میں یوں مرقوم ہے خلق الانسان علمہ البیان یعنی بوجود آورد محمد صلی اللہ علیہ وسلم را و بیاموزانید وے را ۔ بیان آنچہ بود و ہست و باشد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب ان کو تعلیم کر دیا ۔ چنانچہ حدیث عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اس کی تائید کرتی ہے۔ واضح ہو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا ۔ حضور علیہ السلام کے علم کو علم الٰہی سے کچھ نسبت و مساوات نہیں۔

الحمد للہ ہم نہ مماثلت و مساوات کے قائل ہیں ۔ اور نہ عطائے الٰہی اور فضائل احمدی کے منکر ۔ اور مخالفین کا الزام مماثلت و مساوات ہم پر افترائے

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضور علیہ السلام کو ہر چیز کا علم عطا ہوا

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ۔ (سورۃ نساء رکوع ۱۷)

Marfat.com

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر خدا نے کتاب و حکمت نازل فرمائی۔ اور تعلیم کر دیا وہ سب کچھ جو آپ نہ جانتے تھے۔ اور خدا کا آپ پر بڑا فضل ہے اس آیت کریمہ کے مضمون سے ثابت ہوا کہ خدا نے اپنے حبیب کو تمام مخفی اسرار اور غیوب سے واقف کر دیا۔ ایک علمی نکتہ ارقام کیا جاتا ہے۔ کہ اس آیت میں جو مَا کا لفظ ہے اس کو عام قرار دیں گے۔ بہر حال ہر لحاظ سے تمام اشیاء کا علم حضور علیہ السلام کو تعلیم فرمایا گیا۔ اگر اس ما کو عام لیا جائے تو پھر بھی رسولِ کریم کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ یہ تفسیر عزیزی اور روح البیان میں ہے۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت یوں مرقوم ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ اعنی من احکام الشرع وامور الدین وقیل عَلَّمَكَ من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ من خفیات الْاُمُوْرِ واطلعك عَلٰی ضَمَائِرِ القلوب الخ۔ اللہ کریم نے فرمایا اے میرے حبیب میں نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا اور بتلا دیا۔ جو آپ نہ جانتے تھے۔ یعنی احکام شرع اور امور دین بعض نے کہا ہے۔ کہ عَلَّمَكَ سے علم غیب مراد ہے۔ جو رسولِ کریم نہیں جانتے تھے۔ وہ سب کچھ سکھلا دیا۔ بعض مفسروں نے کہا کہ تمام مخفی باتیں سکھا دیں۔ اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھیدوں پر خبردار کیا۔ اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں یوں مرقوم ہے۔ وَعلمك مَالم تَكُنْ تعلم۔ اے مِنَ الْاَحْكَامِ وَ الْغُيُوْبِ۔ یعنی اے محمد آپ کو وہ سب کچھ بتلا دیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔ گویا اس سے احکام اور غیب مراد ہیں۔ اس آیت کا مطلب تفسیر مدارک میں یہ ہے۔

وَعلمك مالم تكن تعلم۔ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِع

Marfat.com

وَمِنْ خُفِّيَاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ ۔ یعنی اس آیت میں تعلیم امور دین اور احکام شریعت اور تمام پوشیدہ غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے اندرونی بھید ہیں۔ اس آیت کا مطلب تفسیر حسینی میں یہ ہے

وَعَلَمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ کہ آں علم ماکان ومایکون ہست کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ در شب اسریٰ بداں حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بودم قطرہ انوار در حلق من ریختند فَعَلِمْتُ بِمَا مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ انوار و عرفان و محبت میرے حلق میں گرایا گیا۔ پس بوجہ اس کے مجھے علم مَاكَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا حاصل ہوگیا۔ یعنی ان اشیاء کا جو ہو چکی ہیں اور جو اب موجود ہیں اور جو آئندہ ہوں گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے قرآن مجید کے اسرار و علوم کا جاننا

یہ بات مسلمات سے ہے کہ قرآن مجید کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر نہ کسی کو ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کو دوسروں کی نسبت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ حروف مقطعات الٓمٓ حٰمٓ الخ وغیرہ کے متعلق اکثر مفسرین نے لکھا ہے۔ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذَالِكَ یعنی اللہ اور اس کا برگزیدہ رسول ہی اس کے حقیقی مطلب سے آگاہ ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بالقرآن ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ رسول علیہ السلام غیب داں بھی ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں علم غیب وغیرہ سب کچھ مرقوم ہے۔ ہاں اس کے جاننے

Marfat.com

کے لئے عقلِ سلیم چاہیئے۔

قرآن مجید میں علم غیب کا ہونا

پہلی آیت، وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ نحل، رکوع ۱۲) یعنی اور ہم نے نازل کی تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا بیان روشن ہے۔ اور ہدائیت اور رحمت ہے۔ اور خوشخبری ہے مسلمانوں کیلئے

تفسیر عرائیس البیان آیت بالا کے تحت مذکور ہے۔ وَهُوَ كِتَابُهُ الْمَكْنُوْنُ وَخِطَابُهُ الْمَصُوْنُ يُخْبِرُ عَمَّا كَانَ وَيَكُوْنُ مِنْ كُلِّ حَدٍّ وَّكُلِّ عِلْمٍ۔ یعنی اس کی چھپی ہوئی کتاب اور اس کا خطاب جس کی حفاظت کی گئی ہے۔ خبر دیتا ہے۔ ہر ایک حد اور ہر ایک علم سے جو کچھ ہوا۔ اور جو کچھ ہو گا۔

دوسری آیت، (سورۃ قمر رکوع ۳) وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ اور قرآن مجید یا لوح محفوظ میں چھوٹا یا بڑا کام سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔

تیسری آیت، (سورۃ یٰسین رکوع ۱) وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے۔ کتاب واضح لوح محفوظ میں۔

چوتھی آیت، (سورۃ انعام رکوع ۱۷) وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور نہ کوئی دانہ ہے زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر و خشک۔ مگر سب کا سب ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

مرقومہ بالا آیت سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر چیز کا بیان جو ہو چکی ہیں یا ہوں گی قرآن مقدس میں موجود ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن کے جاننے والے ہیں۔ نتیجہ یہ ظاہر ہوا۔ کہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں۔

وہ آیات جن سے علم غیب کی بظاہر نفی ثابت ہوتی ہے ان کا صحیح مفہوم

پہلی آیت، وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ اعراف، رکوع ۱۳)

دوسری آیت، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ۔ ان دو آیات کا صحیح مفہوم محقق مفسروں نے لکھا ہے وہ ہدیۂ نظر ہے۔ امام المحدثین مولانا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف و مقبول تفسیر کبیر میں ان آیات بالا کے تحت یوں مرقوم فرماتے ہیں۔ کہ ایسی آیات میں دو احتمال ہو سکتے ہیں دوں ممکن ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت حضور علیہ السلام کو علم غیب نہ عطا ہوا ہو (۲) گو علم غیب عطا ہو گیا ہو مگر آپ نے تواضع اور انکساری کے باعث اپنی ذات سے نفی فرمائی ہو۔ اسی طرح تفسیر خازن میں بھی مذکور ہے۔

تیسری آیت، (سورۃ نمل رکوع ۸) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المنشورات میں فرماتے ہیں کہ انبیاء اولیاء سے بالذات اور بالاستقلال علم غیب کی نفی ہے۔ اور جمیع معلومات الٰہیہ کا علم ان کو نہیں ہے۔ ہاں بالواسطہ علم غیب جو تعلیم الٰہی ہوتا ہے۔ وہ ان کے لئے

Marfat.com

ثابت ہے۔ شرح شفا خفاجی۔ تفسیر نیشاپوری اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں

چوتھی آیت، (سورۃ انعام رکوع ۵) قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ کہ اے پیارے حبیب کہہ دے ان لوگوں سے کہ میں تم سے نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ غیب کی بات جانتا ہوں۔

الجواب، اس آیت سے درحقیقت حضور علیہ السلام سے غیب کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وجود ثابت ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف تفسیر کبیر کی جلد چہارم میں رقم فرماتے ہیں کہ اس آیت سے حضور کی تواضع اور انکساری مراد ہے۔ کسر نفسی اور خصوع کے علاوہ اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔ تاکہ مسلمان ایسا اعتقاد نہ کریں۔ جس طرح عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا ہے۔ کہ ان کو ابن اللہ یا خدا ہی بنا دیا۔

تفسیر خازن جلد دوم میں ہے۔ اِنَّمَا نفی عَنْ نَفْسِهِ الشَّعِ لِیَتَحَقَّقَ هٰذِهِ الْاَشْیَاءَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کی اس لئے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں تواضع مقصود تھی اپنی ذات سے۔

تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ اس آیت میں اللہ پاک نے اپنے حبیب کو ارشاد فرمایا۔ کہ کافروں سے ان کی عقل کے مطابق باتیں کیجئے اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا۔ ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ماضی اور مستقبل کی خبر کر دیتا ہوں۔ جس طرح کہ معراج کی حدیث میں مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم نے لَیْلَةَ المعراج قَطَرَتْ

Marfat.com

فِیْ حَلْقِیْ قَطْرَۃً عَلِمْتُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ. یعنی شب معراج میں میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا، جس سے میں نے معلوم کرلیا جو ہوا اور جو ہوگا اور جو ہوتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات وفخرِ موجودات کسی بشر کی مثل نہیں تھے

ہاں بعض اوقات حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں تم جیسا بشر ہوں چنانچہ خداوند کریم نے ارشاد فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔ یعنی اے میرے پیارے حبیب لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ مگر میری طرف وحی آتی ہے۔ اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ کیا حضور رحمۃ للعلمین دیگر کسی بشر کی طرح (مثل) تھے۔ یا اور کوئی بشر ان کی مثل تھا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ چنانچہ خود حضور اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں سے کون شخص میری مثل ہے۔ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ تحقیق میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ (صحیحین)، ہاں حضور علیہ السلام کی ظاہری شکل وشباہت میں البتہ مماثلت پائی جاتی ہے لیکن باطن میں حضور اکرم کی بشریت اور دیگر لوگوں کی بشریت میں زمین وآسمان کا فرق ہے مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر
کافراں را دیدۂ بینا نہ بود
نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند،
اولیاء را ہم چو خود پنداشتند

Marfat.com

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ
ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ

الحاصل حضور شفیع المذنبین کسی بشر کی مثل نہیں تھے۔ یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے۔ انی لست کاحدکم (صحیحین)، حضور علیہ السلام کی مماثلت صرف ظاہری شکل و شباہت میں تھی۔ اور پھر مماثلت ظاہری اس طرح ثابت ہوئی۔ کہ اَنَّمَا اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کہ تمہارا اور میرا خدا ایک ہے۔ اگر مماثلت ہے تو اس میں ہے کہ ہم جملہ اسی ایک خدا کے بندے ہیں۔

بعض اوقات کوئی حکمتِ بالغہ کسی امر کی مقتضی ہوتی ہے۔ جس سے بعض ناسمجھ اپنی کوتاہ فہمی اور نادانی سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ کریم کا موسیٰ سے یہ پوچھنا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى۔ کہ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ۔ جواب دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ اور اس پر سہارا لگاتا ہوں وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر۔ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى۔ اور میری اس لاٹھی میں اور بھی حاجتیں ہیں۔ صحیح بخاری میں مروی ہے۔ کہ فرمایا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ اللہ کریم فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ۔ یعنی میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ پس ازیں کراماً کاتبین کے ذریعے اعمالناموں کا لکھوانا اور فرشتوں کی معرفت اعمالوں کا تولانا یا ملک الموت

Marfat.com

کے ذریعے جان کا قبض کروانا یا قبر میں منکر نکیر کے ذریعے سے حساب کتاب لینا یا علاوہ ان کے اس قسم کے ہزارہا واقعات کہ جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خداوند کریم کو معاذ اللہ علم غیب نہیں۔ اس بناء پر کہ وہ فرشتوں سے حالات دریافت کرواتا ہے۔ یہ احتمال یا شک کرنا صرف غلطی اور جہالت ہے۔ بلکہ صریح کفر ہے۔ یہ امر درحقیقت ایک حکمت پر مبنی ہے۔ جو اہل علم پر پنہاں نہیں۔ اسی طرح کسی وقت نبی یا ولی کا ایسا واقعہ بھی ہو جاتا ہے جس سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو علم غیب نہیں۔ اس بناء پر وہ وحی کے منتظر رہتے ہیں۔ یا لوگوں سے دریافت کرتے ہیں۔ ایسے واقعات سے لاعلمی کا استدلال کرنا سراسر حماقت و جہالت ہے۔ بلکہ اس کا وہی راز ہے۔ جو اللہ کا فرشتوں سے پوچھنے میں ہے۔ ہاں یہ خیال کرنا باطل ہے کہ نبی اور خدا ایک جیسے ہیں۔ بلکہ یہ خیال کرنا یقینی کفر ہے۔ نبی یا ولی کا علم اللہ کے علم کے برابر سمندر سے ایک قطرہ ہے اور میدان میں ایک ذرہ کی طرح ہے۔ کیونکہ نبی کا عطیہ ہے۔ اور خدا کا ذاتیہ ہے۔ عطائی اور ذاتی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

لوح محفوظ اور قلم کا غیب داں ہونا

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انّ اوّل ما خلق الله القلم فقال له اكتب قال ما اكتب قال اكتب القدر فكتب ماكان وما هو كائن الى الابد ۔ رواه الترمذی ، ترجمہ۔ ترمذی شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول کریم نے کہ اللہ کریم نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ پس

Marfat.com

فرمایا اللہ نے قلم کو کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں۔ فرمایا جو کچھ ازل سے ابدالاباد تک ہونے والا ہے۔ پس قلم فوراً بحکم خداوندی ہمہ امورات مقدرہ ماکان وما یکون ابتدائے عالم سے انتہائے موجودات تک لوح محفوظ پر لکھا۔ اور کوئی ایسا حادثہ یا واقعہ نہیں ہے جو اس میں مرقوم نہ ہوا ہو۔ روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

مقام غور ہے کہ خداوند کریم نے قلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا۔ کیا کوئی منکر یہ بتلا سکتا ہے۔ کہ قلم سے کیا مراد ہے؟ قلم کس چیز کا تھا؟ قلم مخلوق ہے یا کہ نہیں۔ قلم کو یہ کل علوم مخفیہ اور غیبیہ کس طرح عنایت ہوئے۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قلم سے اعلیٰ اور افضل ہیں یا نہیں۔ اور قلم سے جو کچھ مرقوم ہوا ہے کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی علم ہے یا نہیں۔ غرض جہاں قلم نے لکھا یعنی لوح محفوظ پر کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بھی افضل و اعلم ہیں یا نہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ لوح محفوظ کے علم سے مراد لعوش قدس وصور غیب مراد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مادر میں غیب داں ہونا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں ہی غیب داں تھے۔ چنانچہ فتاویٰ مولانا مولوی عبدالحی فتاوے کا نام عبدالحی ہے، جلد دوم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد کے متعلق مرقوم فرمایا۔ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ اور آپ ان دنوں چالیس یوم کے تھے۔ آپ نے فرمایا میری والدہ ماجدہ نے میرے ہاتھ مضبوط باندھ دیئے تھے۔ اس کی تکلیف سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند مجھے منع کر رہا تھا۔ حضرت

Marfat.com

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ان دنوں چالیس دن کے تھے۔ آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا۔ اور میں سُنتا تھا۔ فرشتے عرش کے نیچے پروردگار الٰہی کی تسبیح کرتے تھے اور میں سُنتا تھا۔ حالانکہ میں ان دنوں ماں کے پیٹ میں تھا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قیامت تک دنیا ہی میں دیکھ لیا۔ عن حذیفہ ابن اسید قال قال رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی الْبَارِحَۃَ لَدَی ھٰذِہِ الْحُجْرَۃِ حَتّٰی لَانَا اَعْرِفُ بِالرَّجُلِ مِنْھُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِہٖ (رواہ طبرانی) یعنی طبرانی میں حذیفہ بن اسید سے مروی ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حجرہ کے نزدیک میری امت مجھے دکھلائی گئی۔ جن کو میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں یہاں تک کہ البتہ میں ان میں سے ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

عن ابی ذرٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِھَا حَسَنِھَا وَقَبِیْحِھَا (رواہ احمد و ابوداؤد) یعنی مسند احمد حنبل اور ابوداؤد میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم نے کہ میری امت اپنے اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے پیش کی گئی۔

خلاصہ یہ کہ حضور سرورِ کائنات نے تمام امت کو بغور ملاحظہ فرمایا۔ ان کے کل نیک و بد اعمال کو بھی معلوم کر لیا تمام موجودات کے اسموں کا بھی علم حاصل کر لیا۔ اور قیامت تک جس قدر کافر یا مومن ہوں گے۔ ان کا

Marfat.com

علم بھی آپ کو ہو گیا۔

حضور اکرم نے قیامت تک کے تمام واقعات بیان فرمائے

عن عمرو بن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتّٰی حضرت الظھر فنزل فصلّٰی ثُمَّ صعد المنبر فخطبنا حتّٰی حضرت العصر ثُمَّ نزل فصلی ثم صعد المنبر حتّٰی غربت الشّمس فاخبرنا بما ھُوَ کائن الٰی یوم القیٰمۃ قال فاعلمنا احفظنا (رواہ مسلم)

ترجمہ، یعنی صحیح مسلم میں عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھ کر خطبہ پڑھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آیا۔ پھر منبر سے اُتر کر ظہر کی نماز پڑھی، پھر منبر پر وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آیا۔ پھر منبر سے اُتر کر نماز عصر پڑھی۔ پھر منبر پر وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ مغرب کا وقت آیا۔ پھر منبر سے اُتر کر نماز مغرب پڑھی۔ اس خطبہ میں آپ نے جو وعظ فرمایا۔ اس میں آپنے کل واقعات اور حوادث جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ سب کے سب بالتفصیل بیان فرما دیئے۔ پس کہا راوی نے کہ اب دانا ترین ہمارا بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے اس دن کو۔

صحیح بخاری جلد دوم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرنا عن بدء الخلق حتّٰی دخل اھل الجنۃ منازلھم

Marfat.com

واھل النار منازلھم حفظ ذالکَ من حفظه ونسیه من نسیه :- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ صحیح بخاری جلد دوم۔

حضرت نے علم غیب سے خبر دی کہ میرے اجداد زنا سے پاک تھے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، لم یلتق البرانی فی سفاح لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبة الی ارحام طاھرة صافیاً مھذباً لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما :- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم نے میرے باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ کریم نے مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف صاف و مہذب نقل کرتا رہا۔ کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے مگر میں ان کے بہتر میں تھا۔ شفا قاضی عیاض جلد ثانی۔ مواہب اللدنیہ جلد اول خصائص الکبریٰ مدارج النبوت جلد ثانی بیہقی وغیرہ۔ اس حدیث پاک سے صریح طور پر حضور اکرم کا علم غیب ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا۔ بلکہ حضور سرور کائنات نے علم لدنی سے معلوم کیا۔

حضرت کا قلیل وقت میں قیامت کے آثار بیان کرنا

دیکھئے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۷ فتح الباری شرح

Marfat.com

بخاری جلد ۲ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ میں مرقوم ہے۔

فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع
حوال المخلوقات من ابتدائہا الی انتہائہا وہا فی ایراد
لک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ وکیف
ہ اعطی بجوامع الکلم مع ذلک ۔ یعنی مذکورہ بالا احادیث
یہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی
لس میں تمام مخلوقات کے ابتدا سے لے کر انتہا تک تمام حالات کی
بری تو آپ کا ایک ہی مجلس میں سب حالات کا بیان فرما دینا ایک بڑا
جاری معجزہ ہے۔ اور یہ کیونکر نہ ہو جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے جوامع الکلم عطا فرمایا۔ غرض اللہ کریم نے حضرت کو بہت وسیع
اختیارات اور تصرفات عطا فرمائے۔ جو عقل و تفکر میں نہیں آ سکتے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے حالات اپنی ہتھیلی کی طرح
دیکھ لئے ہیں۔

مواہب اللدنیہ جلد دوم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
نے دنیا میرے سامنے اٹھائی تو میں اسے اور جو کچھ قیامت تک
ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ
رہا ہوں۔ اب صاف ظاہر صریح طور پر ثابت ہوا کہ خدا نے اپنے حبیب
پاک کو علم نصیب فرمایا تھا۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

Marfat.com

انا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ھذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض ۔ یعنی میں تم پر گواہ چشم دید ہوں اور تمہارا جائے وعدہ حوض کوثر ہے ۔ اور تحقیق میں اس کی طرف اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں ۔ اور زمین کے خزانے کی کنجیاں مجھے عنائت فرمائی گئی ہیں ۔

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شیئ (رواہ طبرانی)

یعنی طبرانی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے تمام اشیا کی کنجیاں دی گئی ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ۔ کہ جس کے ہاتھ میں یہ جھنڈا دوں گا وہی فتحیاب ہوگا ۔ چنانچہ اس جنگ کی حالت میں ایسا ہی ہوا جس طرح حدیث شریف میں ہے ۔ صحیح بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَعْطَاھَا عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ ۔ یعنی البتہ کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا ۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا ۔ پس آپ نے وہ جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو عطا فرمایا ۔ اللہ کریم نے ان کو فتح نصیب فرمائی ۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وہ صحیح ہوا ۔ ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

صحیح مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر میں کفار کے مرنے کی خبر دی تھی تو جب وہ کفار مرے تو اپنی اپنی جگہ سے ایک بالشت کے اندازہ قدر بھی متجاوز نہ ہونے پائے۔ فما مات وما تجاوز احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی جہاں پر آپ نے اپنا دست مبارک رکھ کر بیان فرمایا کہ یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے تو اس سے ایک ذرہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حاملہ عورت کو بتلایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ ابو نعیم دلائل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہی تھی۔ اس حال میں کہ میں حاملہ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرے حمل میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو میرے پاس لانا۔ فَلَمَّا وَلَدَتْهُ اَتَيْتُهُ فَاَذَّنَ فِي اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي الْيُسْرٰى۔ یعنی جب میں نے اس کو جنا تو پھر میں اس کو آپ کی خدمت میں لائی۔ آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت۔

حضرت سید العارفین غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِ

یعنی میں نے اللہ کریم کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانوں کے

Marfat.com

ملاحظہ کیا ہے۔ اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا۔ بلکہ عل
الاتصال یہی حکم ہے۔ ان لبوبۃ عینی فی اللوح المحفوظ
یعنی میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔ لوح محفوظ کے متعلق اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کل صغیر وکبیر مسطر۔ یعنی ہر ایک
چھوٹی بڑی چیز مرقوم ہے۔ اور فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتب
من شیئ ، یعنی کوئی چیز کتاب سے ہم نے اٹھا نہ رکھی۔ علاوہ ازیں
اور فرماتا ہے۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین
یعنی کوئی چیز ایسی خشک و تر نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو۔ تو جب
لوح محفوظ کی یہ حالت ہے کہ اس میں روز اول سے روزِ آخر تک
سب کچھ محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو تو بے شک اُسے سب چیز
کا علم ہے۔ مقام غور ہے کہ جب اولیاء کرام کا یہ حال ہے تو انبیاء
کس طرح سے بے خبر ہو سکتے ہیں۔

حضرت عمر خطاب کے غیب داں ہونے کا ثبوت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیب داں ہونے کے ثبوت میں
بے شمار احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ جن میں سے صرف ایک حدیث پر اکتفا
کیا جاتا ہے۔ تاریخ الخلفاء میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
روز جمعہ حسب معمول منبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اسی
طرح جمعہ کے روز بہت لوگ جمع ہوئے حتیٰ کہ ایک قدم کی جگہ بھی نہ تھی۔
تو آپ نے اثنائے خطبہ میں یکایک یہ الفاظ پکارے۔ کہ یاساریۃ
الجبل الجبل ۔ یعنی اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی طرف
توجہ کر۔ پہاڑ کی طرف توجہ کر۔ تمام حاضرین یہ کلمات سن کر متحیر ہو گئے

Marfat.com

لیکن نماز کے بعد کسی کو آپ سے دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر سامعین و حاضرین نے اس دن کی تاریخ اور وقت یاد رکھا۔

الغرض اس وقت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے لڑائی میں مشغول تھے۔ تو انہوں نے اپنے کان سے یہ آواز سنی اور یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ فوراً آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ تو اسی وقت بعونت اللہ کامیابی نصیب ہوئی۔ اور کافروں کے خطرناک حملے سے جان بچ گئی۔ علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی میں فرمایا ہے کہ جس جگہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی تھی تو درمیانی مسافت دو مہینے کا سفر تھا۔ اب خود اندازہ لگا لیجئے۔ خداوند کریم ان عقل کے اندھوں کو روشنی و ہدایت نصیب فرمائے۔

حضرت بایزید بسطامی کا غیب داں ہونا

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک روز اپنے چند مریدوں کے ساتھ جنگل میں پھر رہے تھے کہ اچانک آپ کو ایک خوشبو سی آئی جس سے آپ کی حالت بدل گئی اور وجد طاری ہو گیا۔ ایک مرید نے عرض کیا۔ کہ آپ کا اس وقت کیا حال ہے۔ کیونکہ آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔ کہ اتنے سال کے بعد یہاں اسلام کا ایک راہنما اور بادشاہ پیدا ہوگا۔ کہ جس کے خیمے آسمان پر ہوں گے۔ مریدوں نے اس کا نام دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ان کا نام ابوالحسن ہوگا۔ اور حلیہ رنگ و قد غرضیکہ تمام چیزیں

Marfat.com

بیان فرمائیں ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مُرید ہوگا ۔ اور میری توجہ سے اس کو فیض پہنچے گا ۔ مریدوں نے اس کی تاریخ رقم کرلی ۔ تو ابوالحسن صاحب ٹھیک اس تاریخ پر پیدا ہوئے ۔ جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے تھے تمام ان میں موجود تھے ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نے غیب سے بیان فرمادیا تو کیا فخر موجودات سید الانس والجن سید الاولین والآخرین کس طرح بے خبر رہ سکتے ہیں۔

حضرت حارث بن مالک انصاری بہشت اور دوزخ کو دنیا میں ہی دیکھتے تھے

دیکھئے شرح عین العلم جلد اول میں یوم مرقوم ہے ۔ فی روایۃ الطبرانی ابونعیم عن الحارث بن مالک الانصاری قال مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کیف اَصْبَحْتَ یاحارث قُلْتُ اَصْبَحْتَ مومنًا حقًا فقال انظر ماتقول فان لکل شئٍ حقیقۃ فماحقیقۃ ایمانک قلت قد عَزفتُ نفسی عن الدنیا واسھرت لذلک عینی لیلی وفی روایۃٍ بنھاردن فَقال یاحارث عرفت فالزم وفی روایۃٍ ابن عساکر قال علیہ السلام انت امرء نوّر اللہ قلبہ فالزم ، یعنی طبرانی میں حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ کہ اے حارث تو نے کیونکر صبح کی ۔ میں نے کہا ۔ میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا ایماندار ہوں ۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ کیا کہتا ہے ۔ کہ ہر چیز کے لئے حقیقت

Marfat.com

ہے۔ پس کیا حقیقت ہے تیرے ایمان کی۔ میں نے کہا کہ تحقیق میں نے پہچان لیا اپنے نفس کو دنیا سے۔ رات کو میں نے اپنی آنکھ کو بیدار رکھا اور دن میں پیاسا رہا گیا۔ کہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اہل جنت کی طرف سے وہ باہم زیارت کر رہے ہیں۔ اور دیکھ رہا ہوں اہل جہنم کی طرف کہ وہ شور کر رہے ہیں فرمایا رسول کریم نے کہ تو ایک مرد ہے۔ کہ اللہ کریم نے تیرے قلب کو منور کر دیا۔ پس لازم پکڑ اس کو۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بواسطہ رسول کریم غیب دان تھے

لوح محفوظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیش نظر تھی

زبدۃ الاسرار و بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ عَیْنِیْ فِیْ لَوْحِ الْمَحْفُوْظِ۔ یعنی میری آنکھیں لوح محفوظ میں ہیں۔ یعنی میں لوح محفوظ کو ہر وقت اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ گویا دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہوگا۔ وہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ میرے پیش نظر رہتی ہے۔ اور اس میں سب کچھ مکتوب ہے۔ مقام غور ہے۔ کہ جب حضور سرور کائنات کے غلاموں کو اس قدر معلومات بتعلیم الٰہی حاصل ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس قدر معلومات ہوں گے۔

اولیاء اللہ کی نظر میں زمین مثل ایک دسترخوان کے ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ جلد ثانی میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے زیر حدیث صلّوا علیّ فان صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم کے نقل فرماتے ہیں وذالک ان النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیہ خرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجابٌ فتری الکلّ کالمشاھدۃ

Marfat.com

بنفسها وباخبار الملك لها وفيه سِرٌّ يطلع من تيسّر لَه
یعنی جہاں درود شریف مجھ پر بھیجو گے مجھ کو پہنچے گا۔ یہ اس واسطے کہ
نفوس زکیہ قدسیہ جبکہ مجرد اور خالی ہو جاتے ہیں۔ علائق بدنیہ سے تو
عروج کر کے ملاء اعلیٰ فرشتوں سے مل جاتے ہیں۔ ان کیلئے کوئی حجاب
باقی نہیں رہتا۔ کل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس طرح اپنی ذات کا مشاہدہ
ہوتا۔ یا فرشتوں کی خبر دینے سے جاتے ہیں۔ جس کو میسر اور آسان ہو
وہی واقف ہے۔ یہ ہے ولی کی قدرت جو اللہ نے عطا فرمائی ہے۔

تمام ارض وسما کرۂ عالم بعض ولیوں کے پیش نظر ہونا۔

ایک ولی کو اس قدر قوت تھی کہ تمام کرہ عالم ان کے پیش نظر تھا۔
چنانچہ کتاب البرزیہ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔

ولقد رأیت ولیًا بلغ مقامًا عظیماً وَهُوَ اِنَّهٗ یشاهد
المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات
والسّمٰوٰتِ ونجومها والاَرْضِیْنَ وَمَا فیها وکرة العالم
باسرها تستمد منه ویسمع اصواتها وکلامها فی
لحظة الواحدة الخ یعنی تحقیق دیکھا میں نے ایک ولی کو کہ پہنچ گیا
بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوقات ناطقہ وصامتہ ووحوش و
حشرات اور آسمانوں اور تاروں اور تمام زمینوں اور ما فیہا کو دیکھتا ہے
اور کرۂ عالم کا معائنہ کرتا ہے۔ اور سب کی آوازیں اور کلام کو ایک
لحظہ میں سنتا ہے۔ دیکھئے ولی مذکور میں اس قدر قوت اور دسترس تھی
کہ جمیع کرہ عالم اس کے پیش نظر تھا۔ پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و
سلم جو نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کیلئے مشاہدہ عالم ثابت ہو کیا عجب ہے

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان ومایکون بتعلیم الٰہی موجود تھا۔

ماکان ومایکون صرف موجودات کو شامل ہے۔ اور معدومات ممکنہ وممتنعات ذاتیہ ومایترتب علیہا الاثار والاحکام کو شامل نہیں۔ اور معلومات الٰہیہ کا اطلاق سب پر آتا ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ علم ماکان ومایکون بعض معلومات الٰہیہ ہے۔

تفسیر روح البیان کے صفحہ ۳۷۵ میں ہے۔ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذ المنزلۃ۔ یعنی اولیاء کرام کا علم بمقابلہ علم انبیاء کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے۔ سات سمندروں سے اور انبیاء کا علم بمقابلہ علم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے۔ سات سمندروں سے اور رسول کریم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے علم ماکان ومایکون عطا فرمایا ہے۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفع ونقصان کی خبر نہ تھی۔

منکرین رسول اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب پر بالعموم یہ آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ۔ یعنی اگر میں جانتا ہوتا علم غیب کی بات کو تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا۔ اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

سنئے اس کا صحیح مفہوم۔ اس آیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نیکیوں کا جمع کرنا۔ اور برائیوں اور تکلیفوں سے ملوث نہ ہونا صرف

Marfat.com

گستاخی ہے۔ بلکہ صریح کفر ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات بالفرض درست تسلیم کر لی جائے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں جمع کرنے والا کون شخص ہوگا۔ یا حضرت نے کونسی نیکیاں جمع کرنے میں کوتاہی کی۔ یا کونسی وہ نیکی تھی جو آپ نے نہیں کی۔ یا کون سی برائی یا تکلیف آپ کو پہنچی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ خیر سے مراد مال و دولت ہے۔ اور سوء سے مراد تنگی معاش ہے۔ علاوہ ازیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں یہ محض تواضع ہے۔

چنانچہ تفسیر خازن اور جمل حاشیہ جلالین شریف میں ہے۔

فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہٖ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہٗ علیٰ سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علیٰ علم الغیب

یعنی رسول کریم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں۔ اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اور غیب کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات میں سے ہے۔ پھر آیت ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں۔ کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے۔ اور اس کے مقدر کرنے سے دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الا نبیہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد فرمایا ہو۔

صحیح ترمذی میں مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ یا کسی علم کو چھپایا ہے۔ یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے کہ جن کا ذکر آیت شریف میں ہے۔ تو وہ شخص کذاب ہے۔

اس کا صحیح مطلب اس حدیث میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں بیان فرمائیں۔

ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ جمیع محققین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں کہ یہ صرف عائشہ صدیقہ کی اپنی ذاتی رائے تھی۔ جس پر صحابہ کرام نے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ ان کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا۔ جس کی بحث راقم الحروف نے رسالہ معراج میں شرح وبسط سے کی ہے۔ جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں طبع ہوگا۔ چونکہ یہ محل بحث سے خارج ہے۔ اس لئے اس کو قلم انداز کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نہ ہی عائشہ صدیقہ نے کوئی مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

دوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے۔ جن کی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا۔ اور جن کے چھپانے کا حکم تھا۔ البتہ اس کو چھپایا۔

Marfat.com

چنانچہ انوار التنزیل میں مرقوم ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ بلغ ما اُنزل الیک المراد تبلیغ ما یتعلق بہٖ صالح العباد وقصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالھیہ ما یحرم افشائہٖ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ المنوزجہ اللبیب میں ارقام فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم بھی جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا۔ مگر حکم ہوا کہ آپ اسے ظاہر نہ کریں۔

تفسیرات الاحمدیہ فی الایات الشرعیہ میں ہے۔ ولک ان تقول ان علم ھذہ الخمسۃ وان کان لا یعلمھا احدا الا اللہ لکن یجوز ان یعلمھا من یشاء من محبّہ واولیائہٖ بقرینۃٍ قولہ ان اللہ علیم خبیراً علی ان یکون الخبیر، بمعنی المخبر، یعنی اگرچہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ مگر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست اور اولیا کو معلوم کرا دے۔ اس قرینے سے کہ ان اللہ علیھم خبیر میں خبیر بمعنے مخبر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقوع کے علم کا ثبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع کا علم تھا۔

چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۲ میں زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ عن السَّاعۃِ ایان مُرْسٰھَا کے مرقوم ہے

قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کَانَ یُعْرِفُ وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالیٰ وھولا ینافی الحصر فی الآیۃ کما لا یخفیٰ۔
معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم بتعلیم الٰہی موجود تھا۔
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص الکبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں کہ ذھب بعضھم الیٰ انہ صلی اللہ علیہ وسلم اُوتِیَ عِلْمَ الْخَمْسِ ایضاً وعِلْمُ وقتِ السَّاعَۃِ والرُّوحِ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِرَ بِکَتْمِ ذٰلِکَ۔ یعنی علمائے محققین ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضور سرور کائنات کو علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے۔ اور قیام قیامت اور روح کا علم بھی دیا گیا ہے۔ مگر ان دونوں کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ منکروں کو ہدایت بخشے

سورۃ نٓ، حروف مقطعہ قانون حساب سے عددوں پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ وسیط میں اپنی اسناد صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ قلم تھا۔ پھر نون کو پیدا کیا۔ اور وہ دوات ہے۔ اور قلم نے اس دوات سے لکھا۔ جو کچھ تھا۔ اور جو کچھ ہے۔ اور جو ہوگا۔ اس تقدیر پر حق تعالیٰ نے قسم کھائی دوات کی وَالْقَلَمِ اور قسم قلم اعلیٰ کی کہ نور ہے۔ اور اس کا طول مَابَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ وہ قلم مراد ہے جس سے کتابت کرتے ہیں۔ اور دین دنیا کے مصالح میں اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ وَمَا یَسْطُرُوْنَ اور اس کی قسم کھاتا ہے۔ جو کچھ ملائکہ حفظ لکھتے ہیں۔ احکام وحی یا جو کچھ ان کو

Marfat.com

حکم ہوتا ہے۔

تبیان میں ابن ہیضم سے نقل ہے۔ کہ نون دہن ہے۔ اور قلم زبان اور مایسطرون وہ ہے جو کچھ حفظ بندے پر لکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا۔ مَا اَنْتَ نہیں ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بِنِعْمَةِ رَبِّكَ اپنے رب کی رحمت اور حفاظت سے بِمَجْنُوْنٍ ۝ دیوانہ، یہ ولید بن مغیرہ کا جواب ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم مجنون کہتا تھا۔

بحر الحقائق میں ہے۔ کہ کلمہ نون علم اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔ جو احدیت ذاتیہ جمعیہ میں مندرج ہے۔ اور قلم علم تفصیلی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو واحدیت آسمائیہ میں مندرج ہے۔ تو حق تعالیٰ نے قسم کھائی علم اجمالی کی جو احدیت میں ہونے والا ہے۔ اور علم تفصیلی کی قسم کھائی۔ جو واحدیت میں ثابت ہے۔ اور اس چیز کی قسم کھائی جو اس کے قلم کریم نے دوات قدیم سے لکھا ہے۔ یعنی حروف الٰہیہ مجردۂ علویہ اور کلمات ربانیہ مرکبۂ سفلیہ ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا۔ کہ تو اپنے رب کی نعمت اور رحمت سے پوشیدہ کیا گیا۔ نہیں تجھ پر ازل اور ابد کے اسرار پوشیدہ نہیں کئے ہیں وَاِنَّ اور تحقیق کہ تیرے واسطے لَاَجْرًا اجر اور ثواب ہے۔ بار نبوت اٹھانے میں غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ احسان نہ رکھا ہوا یعنی بے کسی کے واسطے کہ جس کا احسان اٹھانا پڑا ہے۔ حق تعالیٰ نے تجھ کو عطا فرمایا ہے۔ یا وہ اجر غیر منقطع ہے۔ یعنی ہمیشہ ہے۔ کہ منقطع ہو جانے کو ہرگز اس میں دخل ہی نہیں

نون سے مراد دہن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قلم سے مراد

Marfat.com

زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس سے ظاہر ہوا حکم الٰہی۔ اور ظاہر کروایا زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ علم اوّلین و آخرین۔ جیسا کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے۔

حدیث شریف، فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ط پس علم دے دیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے علم اولین و آخرین۔ وہ علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ ہے۔

حدیث شریف، واللہ معطی وانا قاسمٌ۔ اور اللہ دینے والا ہے۔ اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور نبی جس کو حلال کرے امت کے لئے حلال ہے۔ اور جس چیز کیلئے امت کے واسطے حرام کرے وہ حرام ہے۔ اور جس کو جنتی کہے وہ جنتی ہے۔ اور جس کو دوزخی کہے وہ دوزخی ہے۔ زبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان ہے۔

Marfat.com

بیان ثبوت استمداد انبیا واولیا

دنیا و آخرت میں مشکل کشائی وحاجت روائی

آیت شریف، وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (الآیۃ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بعثت سے پہلے یہودی اپنی حاجات ومشکلات اور خوف دشمن واندیشۂ شکست کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی برکت وتوسل سے اپنی مراد طلب کرتے اور پاتے تھے۔ اور اپنے اعدا پر مظفر ومنصور ہوتے تھے۔ اور ہولناک مصیبت سے امن میں رہتے تھے۔ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (پ۱۰، سورۃ توبہ) ترجمہ۔ یعنی اور نہیں بُرا لگا۔ مگر یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا۔ اس آیت مبارک میں اللہ تبارک وتعالیٰ غنی کرنے کی نسبت صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرماتے ہیں۔

دوسری آیت، وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝ (پ۱۰۔ سورۃ توبہ) اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے۔ جو اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا ہے۔ اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ عنقریب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے ہمیں

Marfat.com

دے گا۔ تحقیق ہماری رغبت اللہ ہی کی طرف ہے۔

تیسری آیت، وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (سورۃ احزاب) سوائے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے کہ جس پر اللہ نے بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نعمت کی تھی۔

دیکھئے قرآن پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غنی کر دینا عطا فرمانا۔ نفس فرمانا نعمت دینا بیان فرمایا گیا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ جو قرآن پاک میں ہے کہ، وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ میں شفا دیتا ہوں۔ مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے۔ کیا بیمار کو تندرست کرنا، مردے کو زندہ کرنا دفع بلا نہیں ہے۔ پھر اگر کوئی مسلمان بزرگوں کی نسبت سے یہ امید رکھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بلا کو رفع فرمادے گا۔ یا یہ کہ مقبولین بارگاہ رب العلمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوئی بلا دفع فرمادیں۔ تو یہ شرک کیسے ہو گیا۔ اس مضمون سے تو قرآن پاک اور احادیث نبویہ مالا مال ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا۔ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ۔ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ ۝ یعنی ابدال شام

ہیں ہوتے ہیں - اور وہ چالیس مرد ہیں - جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے - تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام دوسرے ابدال کو پیدا فرما دیتا ہے - انہیں کی وجہ سے آبر لایا جاتا ہے - اور دشمنوں پر غلبہ و نصرت دی جاتی ہے - انہیں کی بدولت اہل شام سے عذاب رفع کیا جاتا ہے -

فتاویٰ قاضی خان جلد اول صفحہ ۴۷ میں ہے - ثُمَّ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَشْھَدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاِمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ حَتّٰی قَبَضَکَ اللّٰہُ دالی ان قال، وَیَدْعُوْ لِصَاحِبَیْہِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا - فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَلْیَسْئَلْ حَاجَتَہٗ داخ اس عبارت میں تو ندا کا سلسلہ ہی باندھ دیا گیا ہے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے اوصاف کے ساتھ بار بار ندا کی گئی ہے - حضور علیہ السلام کے صحابہ کبار حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما - کو بھی ان کے اوصاف و خوبیوں کے ساتھ ندا کی گئی ہے - پھر حضور علیہ السلام اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ توسل - استمداد طلب حاجات اور طلب شفاعت اور نہایت ادب و احترام سے دربار گہربار میں حاضر ہونا - اور یہ جاننا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری حاضری کا علم ہے - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری التجائیں سنتے ہیں - محدثین کرام، فقہائے عظام اور ائمہ دین نے کس شد و مد سے بیان فرمایا ہے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابن عمر رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سے اس ندا کا سنت ہونا نقل فرمایا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ندا اور توسل کی تعلیم فرمانا اوپر کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے۔ اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت و ضرورت کیوقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی برکت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے حاجت روائی قرآن پاک کی کئی آیات اور تفاسیر سے ثابت ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد اول میں فرماتے ہیں۔ وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاحِيُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَاقِبُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَعْلَمُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَالْمُعَاوِنِيْنَ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ۔ ندا پر ندا پائی گئی ہے۔

حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔ وَاِذَا انْفَلَتَتْ

دَابَّةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ۔ یعنی جب تمہارا کوئی جانور گم ہو جائے۔ تو چاہیئے کہ پکارے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تم پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ روایت بزار عن ابن عباس سے ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے لفظ رحکم اللہ حضرت ابن عباس پر موقوف کیا ہے۔ بندوں سے مراد رجال الغیب یعنی ابدال اولیاء اللہ ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ کہ جب بھاگ جائے کسی کا جانور جنگل میں۔ تو پھر چاہیئے۔ کہ پکارے۔ یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَحْبِسُوْا ۔ یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَحْبِسُوْا یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَحْبِسُوْا ۔ یعنی اے بندگان خدا روکو اس کو۔ پس تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں۔ کہ روکتے ہیں۔ ان کو۔

پس ایک بزرگ سے منقول ہے۔ کہ ان کا جانور بھاگ گیا۔ اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انہوں نے یہ کلمے کہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فوراً جانوروں کو پھرا دیا۔ دیکھئے یہاں ندا بھی ہے۔ استمداد بھی ہے۔ مشکل کے وقت اللہ کے لیک بندوں کو پکارنا بھی ہے۔

اسی حصن حصین میں اس کے بعد ایک دوسری حدیث مذکور ہے جس کو نواب قطب الدین صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔ وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ ۔ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ ۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد کی ضرورت ہو۔ تو چاہیئے کہ کہے اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ تین دفعہ کہے۔

طبرانی نے اسے قول راوی نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ بعض سے

Marfat.com

روایت کی گئی ہے۔ کہ یہ مجرب ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ تمام مقدمات و مقاصد میں اس کے ساتھ فتح و نصرت ہوتی ہے۔ کذا ذکرہ فخر المحدثین۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مقدمہ مشکوٰۃ شریف اور بعض دوسرے علمائے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے کہ۔ اَلْحَدِیْثُ مَحْکُوْمٌ عَلَیْہِ بِالضُّعْفِ وَ مَعْمُوْلٌ بِہٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ۔ انتہیٰ، اس میں نہ تو شرک ہے اور نہ ہی اس کی تعلیم ہے۔ اگر اس میں ذرہ برابر وہم شرک بھی ہوتا۔ تو پھر آئمہ دین اسے کیوں نقل کرتے اور حسن بتاتے۔ اور اس پر عمل کی ترغیب اور عمل ہذا کو بزرگوں کا مجرب بتاتے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِمْ بِوَجْہِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اہل قبور پر گزر فرمایا۔ تو اپنے روئے انور و اطہر سے اہل قبور کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ تم پر سلام ہو۔ اے قبر والو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو بخشے۔ تم ہمارے پیشرو ہو۔ اور ہم بھی تم سے بعد آنے والے ہیں۔ دیکھئے اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ شرح الصدور میں بروایت بیہقی۔ فاطمۃ الخزاعیہ سے نقل کرتے ہیں۔ وَقَفْنَا عَلٰی قَبْرٍ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُمَّ رَسُوْلَ

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَسَمِعْنَا کَلَامًا رُدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ وَمَا قُرِبْنَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ

یعنی ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر کھڑے ہوئے۔ تو ہم نے آپ پر سلام عرض کیا۔ اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا۔ پس ہم نے جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سُنا۔ حالانکہ ہمارے قریب کوئی نہ تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ قبر شریف سے ہی جواب ملا تھا۔ ترمذی جلد اول ۸۵

اگر یہ کہا جائے۔ کہ گمراہی تو بڑی بلا ہے۔ اس سے بچنے کا فائدہ ملحوظ رکھ کر نام رکھا گیا۔ تو بھی بلا ٹلنے کے لئے ہوا۔ تو پھر بھی ہم تسلیم کر لیں گے کہ اس بلا کا ٹلنا ملحوظ ہونا ہی چاہیئے۔ اور ضرور ہونا چاہیئے۔ بزرگوں کا اتباع اسی بلا سے بچنے میں کارآمد ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کسی کا اتباع کروگے۔ ہدایت پاؤ گے۔

اس مضمون سے تو قرآن پاک اور احادیث نبویہ مالا مال ہے بلکہ اسی لئے تو خداوند کریم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ تاکہ ان کی برکت وتبلیغ سے مخلوق گمراہی اور غضب الٰہی سے محفوظ رہے

دینی ودنیوی کاموں میں استمداد کا ثبوت باذن اللہ

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ

(پ ۱۷ سورہ حج) یعنی جو اللہ کی یعنی اس کے دین کی اور انبیاء کی اعانت و

Marfat.com

حمایت کرے گا۔ تو خدا ضرور اس کی بھی مدد کرے گا۔ پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر فرماتا ہے۔ کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جائیں۔ اور سلطنت و حکومت حاصل کر لیں۔ تو نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے کا حکم کریں۔ نیک کاموں پر حکم دیں۔ اور برے کاموں سے منع کریں۔ اور دنیا پر حکومت الٰہیہ قائم رکھیں۔

یہ دونوں جہاں میں استمداد ہے۔ جو اولیاء کرام اور بزرگوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور بزرگوں سے ظاہری و باطنی امداد کا ثبوت ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کی مدد کی۔

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ (پ ۱۹۔ س شعراء) پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا۔ تو اس نے فوراً جادوگروں کے سانپوں کو جو وہ بنا رہے تھے۔ نگل لیا۔ اور جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ کہنے لگے۔ کہ ہم رب العلمین پر ایمان لائے۔

انبیاء علیہم السلام کے تبرکات سے بھی خدا فیض دیتا ہے۔ کہ کتنی مخلوق مشرف بایمان ہو گئی اور نار جہنم سے محفوظ ہو گئی اور کئی لاکھ بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے بچا دیا۔ کیونکہ عصا کو دریا پر مارا۔ اور دریا پھٹ گیا۔ بنی اسرائیل پار ہو گئے۔ اور فرعون لعین لشکر غرق ہو گیا۔ یہی مشکل کشائی اور حاجت روائی ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ

Marfat.com

طَرْفُکَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔ یعنی اور کہا اس شخص نے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ کہ آپ کے پاس آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا ۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا ۔ تو کہنے لگے کہ یہ میرے رب کی عنایت ہے ۔ یہ آصف بن برخیا ہیں جس نے کرامت سے ملکہ سبا بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کر دیا۔ یہ بھی استمداد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۔ کہ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے بچاتی ہے ۔ اور منع کرتی ہے ۔ اور البتہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے ۔ اسی لئے اللہ کا ذکر بہت کرنا چاہیئے خواہ قلبی ہو یا لسانی ۔ جہری ہو یا سری ۔ ذکر سے خدا کی دوستی حاصل ہوتی ہے ۔ اور دوست کے سوال و دعا کو قبول فرماتا ہے ۔ اور بزرگوں مقبول بندوں کی دعا سے مشکلیں حل ہوتی اور حاجتیں پوری ہوتی رہتی ہیں ۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیَآءِکُمْ مَّعْرُوْفًا وَکَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اقرب ہیں۔ اور آپؐ کی بیویاں مبارک ان کی مائیں ہیں اور اہل قرابت آپس میں اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے کے حقدار ہیں۔ ایمانداروں اور مہاجرین سے۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے اچھا احسان کرو۔ یہ کتاب میں لکھا جا چکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ بتلا کر یہ ثابت کیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ قرابت مسلمانوں کے لئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں ہر ایک مسلمان کا متولی ہوں اور کفیل ہوں امام بخاری نے اس کو باب الاستقراض میں روایت کیا ہے اور اسی معنی میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابو مسعود کی قرأت میں اس کے بعد وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کا روحانی باپ ہے۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے اور اسی لئے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کیوں کہ ایک ہی روحانی باپ کے بیٹے ہیں اور یہ آیت کریمہ کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ۔ اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ یہاں جسمانی باپ مراد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی باپ ہیں۔ اور آپ کو بھائی کہنا سخت گستاخی اور گناہ کبیرہ ہے۔ اگر عناد کی رو سے بھائی کہے تو کافر ہو جاتا ہے

Marfat.com

معاذ اللہ استغفراللہ، صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک مومن کے لئے دنیا و آخرت میں میں سب سے زیادہ ولی ہوں۔ ولی مشکل کشا حاجت روا مددگار ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت صلعم کے جانشین ہوتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ باقی ائمہ سے اپنے مرشد کے لئے مولیٰ یعنی مددگار کا لفظ ثابت ہے اس آیت میں جو وَالمہاجرین اِلّا ان تفعلوا اِلیٰ اولیاءِکم معروفاً ۝۔ کہ تم مہاجر اور انصار بھائیوں اور دوستوں کی طرح ہمدردی اور اچھا سلوک کرو اور آپس میں محبت کے ساتھ پیش آؤ۔ پس معلوم ہوا۔ کہ مدد کرنا ایک دوسرے سے قرآن کا حکم ہے وَمَا کَانَ لِمُؤمنٍ وَلَا مومنۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہ وَرَسُوْلُہٗ امراً ان یکون لھم الخیرۃ مِن امرھم وَمَن یعص اللّٰہ ورسولہٗ فقد ضلّ ضلٰلاً ابیناً ۝۔ اور کسی ایمان دار مرد اور عورت کو یہ لائق نہیں۔ کہ جب اللہ و رسول کسی کام کا حکم دیں۔ تو ان کو اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ تو وہ صاف و صریح گمراہ ہوگیا۔ کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور اس کے رسول صلعم کے حکم دینے کے بعد یہ مجاز باقی نہیں رہتا۔ کہ اس کو عمل میں نہ لائے ہاں تو جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو صریح گمراہ ہے۔ کیوں کہ مرشد کامل۔ اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی خلاف ورزی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے یہ ایک عام حکم ہے جو احکام سابقہ کے لئے جاری ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ تحقیق اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود وسلام بھیجا کرو۔ امام بخاری رح نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صلواۃ سے مراد ملائکہ کے روبرو آپؐ کی صفت وثنا کرنا ہے۔ اور ملائکہ کی صلواۃ سے مراد دعا کرنا ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی رح نے اپنی سنن میں سفیان ثوری رح اور بہت سے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صلواۃ سے مراد رحمت ہے اور فرشتوں کی صلواۃ سے مراد استغفار ہے اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مرتبہ بتلاتا ہے۔ جو اس کے نزدیک اور ملاء اعلیٰ میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کی صفت وثناء ملاء اعلیٰ میں بیان فرماتا ہے۔ اور آپؐ پر رحمت بھیجتا ہے۔ اور ملائکہ آپ کے لئے دعائے خیر کیا کرتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو بھی یہی کرنا چاہئے۔ بلکہ واجب ہے کہ درود پڑھنے والوں پر خدا کی رحمت ہے اور عذاب سے نجات ہے اور درود شریف پڑھنا رد بلا ہے درود شریف پڑھنے سے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات خوش

Marfat.com

ہوتی ہے اور پڑھنے والے والے کو آپ کی طرف سے جواب بھی آتا ہے
مخالفوں کے طعن سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہماری طرح بشر ہیں نعوذ باللہ۔ آپ کے ساتھ بھی دنیاوی لوازمات
مثلاً کھانا پینا بیویاں اولاد وغیرہ کی ہماری ہی طرح ضرورت تھی۔
آپ کو فرشتوں کی طرح سب سے الگ تھلگ رہنا چاہئے استغفراللہ
یقیناً آپ ظاہر میں لباس بشری کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ اور
یہ چیزیں بشریت کو لوازمات سے ہیں۔ مگر حقیقتاً آپ کا مقام
و رتبہ فرشتے کیا۔ تمام انبیاء اولوالعزم رسولوں سے اعلیٰ و
افضل ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر حضور کریم
رؤف و رحیم حبیب پاک صاحب لولاک احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ
علیہ التحیۃ والثناء کو اپنے برابر اور اپنے جیسا بشر سمجھنا کفر
اور باعث لعنت ہے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اپنے
جیسا بشر کہنا کفار و مشرکین کا طریقہ ہے اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا
کیا ہم اپنے جیسے انسانوں پر ایمان لائیں وغیرہ
اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا
مُّسْتَقِیْمًا وَّیَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ۝ تحقیق ہم نے آپ
کو کھلی فتح دی۔ تاکہ اللہ آپ کے اگلی پچھلی لغزش معاف فرمادے۔
اور اپنی نعمت آپ پر پوری کردے۔ اور تاکہ آپ کو سیدھی
راہ دکھادے اور تاکہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔ حدیث
شریف میں ہے۔ عطا کہتے ہیں۔ کہ ما تقدم سے مراد حضرت

Marfat.com

آدمؑ و حوا کا گناہ (لغزش) اور ماتأخر سے امت کے گناہ مراد ہیں۔ انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ یہاں گناہ سے مراد لغزش ہے۔ یہی موخرالذکر قول العطاء اہل السنت کے نزدیک معتبر ہے۔ اس تقدیر پر حقیقتاً آپؐ کی طرف گناہ منسوب نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی امت کو مدد پہنچی ہے۔ قیامت تک اور پہنچتی رہے گی تمام انبیاء سابقین اور ان کی امتیں آپ کے توسل سے منظفر و منصور ہوتی رہی ہیں کما ظہر ظہورا تاما من قبل یستفتحون علی الذین کفروا والی آیت سے۔ انبیاء و اولیاء مشکل کشائی و حاجت روائی فرماتے ہیں۔ آیات و احادیث سے ثابت ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اور البتہ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ جو کچھ اس کے دل میں باتیں آتی رہتی ہیں۔ اور ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس کی طرف قریب ہیں

تتمہ - یہ آیت تتمہ ہے بیان سابقہ کا۔ انسان کے حال سے اب اپنے بے نہایت علم و قدرت پر دلیل لایا ہے انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے۔ اس لئے زمین و آسمان کو ایک جگہ اور اس کے مقابلہ میں دوسری جگہ اس کو ذکر فرمایا درحقیقت انسان خدائے لایزال کی قدرتوں کا ایک بڑا خزانہ ہے

Marfat.com

بس انسان خدا کے بڑے خزانوں سے مخلوقات فیض یاب ہوتی ہے۔ اور دین و دنیا میں نفع اٹھاتے ہیں اور خدا کے ذاتی نور کا پرتو انسان کے روحانی وجود پر پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اور نہیں کلام کرتا اپنی خواہش سے۔ بلکہ آپؐ کی زبان خدا کی وحی و فرمودات ہیں جو کچھ وہ بلواتے ہیں۔ وہی بولتے ہیں عارفِ کامل جب اپنی ارادت و ہستی کو اس کی ہستی میں محو کر دیتا ہے۔ اب اس کی کلام اس کی حرکات و سکنات اسی کے حکم سے ہوتی ہیں۔ خداوند کریم اپنے فیض کو اپنی مخلوقات کے ذریعہ پہنچاتا ہے۔

سلسلۂ بیعت کا بیان

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ اے ایمان والو ڈرو خدا سے اور تلاش کرو اس کی طرف وسیلہ۔ تاکہ آپ کو خدا کے ملنے میں آسانی ہو۔ وسیلہ کے بغیر خدا کا ملنا مشکل ہے اور وسیلہ انبیاءؑ اولیاء صدیقین و شہداء علماء کی ذاتوں سے فی الحیاۃ اور بعد الوفات ثابت اور معمول بہا عند العلماء رہا ہے۔ دوسری جگہ خداوند کریم نے عام لوگوں کو وسیلے کا طریقہ دکھایا ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ یعنی تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ سوائے اس کے

Marfat.com

نہیں کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے یعنی ذات کبریا کا تجلی بہ سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلا آتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خلافت قیامت تک جاری رہے گی حدیث شریف۔ الفقر فخری وَ الفقر و منّی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے وَعَدَ اللّٰہُ الذین آمنو منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم وعدہ کیا اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ایمان والے ہیں (اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے والے ہیں۔ اور ہمیشہ واصل خدا ہوتے ہیں) البتہ خلیفے بناؤں گا زمین میں جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلیفے بنایا تھا۔ وہ کون خلیفے تھے۔ وَاِذْ قال ربّک للملٰئکۃ اِنی جَاعِلٌ فی الارض خلیفۃً ط ۔ اور یاد کیجئے ۔ جب فرمایا اللہ تعالےٰ نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں زمین میں خلیفہ یعنی آدم صفی اللہ ۔ اور اسی سے سلسلۂ خلافت انسانیہ چلا آیا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ خلافت نبوت و رسالت تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ ختم ہو چکی ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے ذریعہ و واسطت سے خلافت ولایت قیامت جاری رہے گی ۔ جو درحقیقت خلافت الٰہی ہے ۔ مگر بواسطۂ حضورؐ

Marfat.com

پُر نور شافع یوم النشور نور علیٰ نور جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ خداوند تعالےٰ کی طرف سے تو خلافت حضرات انبیاء علیہم السلام کو ملتی ہے اور انبیاء کے توسط سے اولیاء کرام کو۔ بنا بریں اولیاء کرام صاحب طریقت سے بیعت کرنا لازم و سنت ہے جس کے ہاتھ سے خلافت خدا حاصل ہوتی ہے۔

مُرید کی تعریف اور مطلب

بیعت سے مراد بیع ہونا ہے۔ مُرید وُہ شخص ہے۔ جس کا اپنا ارادہ نہ ہو اور پیر کے ارادے پر چلتا ہو۔ اپنی ہستی کو پیر کے سامنے مٹا دے۔ جیسا کہ فرمایا

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ ؎

Marfat.com

کامل پیر سے بیعت ہونا سنت ہے۔ کیوں کہ ایمان سے واقف کرنا۔ اپنے بدن سے واقف کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف کرنا اور اسرار الٰہی سے واقف کرانا۔ شیخ کامل کا کام ہے چوں کہ کامل پیر اس راستہ سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔ راستے کے تمام نشیب و فراز مقامات و مشکلات سے آگاہ ہوتا ہے راہ سلوک و طریقت میں جس قدر مشکلات ہوتی ہے۔ وہ سب نے اس نے طے کی ہوئی ہوتی ہیں لہٰذا بخوبی تمام منزلوں سے خبردار ہوتا ہے اس لئے مردان خدا اپنے طالب کا ہاتھ پکڑ کر واصل اور مقرب بارگاہ خداوندی کر دیتے ہیں اور اسرار حقیقی سے واقف کرا دیتے ہیں اور منزل فنا فی اللہ تک پہنچا دیتے ہیں اور طالب صادق اس منزل سے باعانت خداوندی اور مرشد کامل کی رہنمائی سے منزل بقاء باللہ پر فائز المرام ہو جاتا ہے۔ یہاں پر شیخ کامل اور اعانت ایزدی کی سخت ضرورت ہوتی ہے یہاں سے استقامت کی طلب زیادہ تر سے ضرورت ہے۔ کیوں کہ کامل پیر کی روحانیت پر تجلی خدا ہوتا ہے۔

مراتب بیعت

سب سے پہلے شیخ کامل سے بیعت توبہ حاصل ہوتی ہے اور اسکے بعد بیعت ایمان حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر

Marfat.com

اعمال و اخلاق - اور بیعت احسان سے منوّر ہوتا ہے بیعت
توبہ وہ ہے - کہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گناہ اور شرک
اور کفر سے توبہ کرے - اپنے سینے میں ذکرِ الٰہی جاری کرے
صفائی قلب تزکیہ نفس کے لئے پیر کے بتائے ہوئے اوراد
وظائف پر قائم رہے - اور مواظبت اختیار کرے - اور
غیر لباس کو اتار کر نورانی لباس پہنے - بیعت ایمان
وہ ہے - کہ خداوند کریم کی ذات و صفات - اور تمام احکام
خداوندی پر یقین اور تمام عقائد ایزدی پر کامل بھروسہ
رکھتے ہوئے اپنے خیال و تصور کے ساتھ پیر کی روحانیت
میں محو ہو جائے اور پیر کی روحانیت سے ہو کر منزل فنا فی
الرسول کو پہنچ جائے اور مقام عالم امر تک سیر کرے
اور ذاتی نور میں فنا ہو جائے یہ منزل ایمانی روحانی ہے
اُولٰئِکَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ ط باقی مراتب بیعت
بھی علی سبیل اللف والنشر ترتیب کے درجات ہیں - جو
مرشد کامل کی رہنمائی سے طالب صادق ان درجات
پر فائز ہوتا ہے -

(عارف رومیؒ) علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر چو شیر
کے بود بے شیر مسکہ - کے بود بے پیر پیر

آیت - یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
اے لوگو ایمان والو - پھر ایمان لاؤ اللہ و رسولؐ پر یعنی
ضعیف ایمان کو قوی کرو اور ضعیف ایمان کامل مرشد کی

Marfat.com

صحبت سے قوی ہو جاتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا ۔ یعنی اعرابیوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم ایمان لائے فرما دیجئے۔ میرے حبیب ان کو کہ نہیں ایمان لائے تم۔ لیکن یوں کہو کہ اسلام لائے ہم۔ ابھی آپ لوگوں کے دلوں میں ایمان نہیں داخل ہوا۔ تو پس معلوم ہوا کہ بغیر انبیاء و وسیلے کے ایمان قبول نہیں ہے۔ (مشائخ)

بیان اصول

مرید پر لازم ہے۔ کہ کامل پیر سے اصول کلام۔ اور اصول اسلام۔ اصول خلافت۔ اصول آدمیت۔ اصول ولایت اصول غوثیت۔ حاصل کرے۔ جب تک ان اصول سے واقف نہ ہوگا۔ اس وقت تک وہ خلافت کا بارگراں نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ ہی وہ مستحق خلافت ہے۔ بغیر سیکھے سمجھے ان اصولوں کے منزل حقیقی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اب ان اصولوں کی تشریح کی جاتی ہے اصول کلام یہ ہے۔ کہ اپنی کلام کو پہلے سوچ لے۔ کہ میری کلام شریعت مطہرہ کے مطابق ہے۔ یا نہیں؟ اگر شریعت سے باہر ہے۔ تو اپنی کلام کو روک لے۔ اور زبان بند رکھے۔ دوسری چیز یہ مدنظر رکھے۔ کہ بیوقت و بے ضرورت کلام نہ کرے۔ تیسرا اصول یہ ہے۔ کہ اپنے کلام سے اپنا ہی نقصان نہ کرے۔

Marfat.com

چوتھا اصول یہ ہے کہ یہ بات ضرور ملحوظ رکھنی چاہیے کہ میری کلام سے مخلوق خدا راضی ہوتی یا نہیں ؟ مخلوق خدا کو ناراض نہ کرے۔ کیوں کہ مخلوق خدا کی ناراضگی۔ خدا کی ناراضگی ہے۔

وضو کا بیان

صوفی مومن آدمی جس وقت وضو کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنے قصور کو درست کرے۔ کیوں کہ تصور درست کرنے سے غیر بات نکلکر یکسوئی حاصل ہو جائے گی۔ پھر نوری تصور کے ساتھ پانی اٹھا کر اپنے ہاتھوں پر ڈالے اور ہاتھوں کا نور پانی کا نور۔ اور ذاتی کلمے کا نور لاکر۔ نور کے ساتھ نور ملا کر اپنے ہاتھوں سے کہنی تک۔ حسد۔ تکبر خودی طمع عیش و عشرت نکال دے۔ اور اپنے ہاتھوں کو نور ہی نور کر دے۔ بعدہٗ پانی اپنے منہ میں ڈالے۔ پانی کا نور اور منہ کا نور اور ذاتی کلمہ کا نور ملا کر تصور کے ساتھ ملا کر اپنے منہ سے جھوٹ چغلی غیبت حرام طمع نکالدے۔ تاکہ منہ کے اندر ذاتی کلمے کا تجلی آجائے پھر جائے۔ اور منہ کے اندر نور ہی نور ہو جائے۔ بعدہٗ پھر پانی اٹھا کر۔ سارے منہ پر ڈالے پانی کا نور سارے منہ کا نور اور ذاتی کلمے کا نور ملا کر اس سے بھی کلام غیبت دور کر دے اور اپنا منہ انوار الٰہی کا تجلی بنا دے۔ اور اسی طرح بقیہ اعضاء کو بھی نوری وضو کے ساتھ نوری نور

Marfat.com

کرے۔ بعدہٗ اپنے تمام سر کا مسح کرے اور تحت عالم الامر سے سفید نور کا تجلّی لا کر اپنے مغز میں رکھ کر تمام دماغیت سے ملا کر رگ رگ میں ذاتی نور الٰہی کا تجلّی پھیری۔ کیوں کہ انفاث کا نور ہے۔ حق و ناحق کو جدا کرتا ہے غیر توجہ گرا کر نور کے ساتھ نور ملا کر ذاتی الٰہی کیطرف جاری ہو جائے۔ صرف بشریت ہی رہجائے اور بشریت کے اندر نور کا تجلّی رہ جائے۔ دوسری چیز کی جگہ نہ رہے۔ تب وضو ثابت ہوا۔

بیانِ نماز

بعدہٗ جب وقت نماز ہو۔ اپنی نماز شروع کرے اور تصور حضوری کے ساتھ خاص ذات واحد کی نماز پڑھے تاکہ نماز میں سوائے ذاتی نور کے تجلّی سے اور کوئی چیز نظر نہ آئے۔ اور نماز کا حقیقی مقصد پورا ہو جائے یعنی والصلوٰۃ معراج المومنین کا مقام نصیب ہو اور جمال خدا کا مستحق ہو جائے پروردگار عالم جل شانہٗ نے فرمایا۔ واعبد ربک حتّٰی یأتیک الیقین ۔ یعنی اپنے رب کی ایسی عبادت کرو۔ کہ آپ کو یقین حاصل ہو جائے۔ یقین کا کیا معنے اور یقین کس طرح ہوگا۔ کہ ہماری بندگی دربار الٰہی میں منظور ہے۔ یا نہیں؟ آیت کا ظاہری معنے تو یہ ہے۔ کہ بندگی کرو اپنے رب کی اپنے مرنے تک اگر مرنے تک بندگی کرے۔ تو کیا

Marfat.com

یقین کر سکتا ہے۔ کہ میری بندگی دربار الٰہی میں منظور و مقبول ہو گئی۔ حالانکہ ایسا یقین کرنا مشکل ہے۔ کیوں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ جس قلب کے بغیر کوئی نماز کامل نہیں ہے۔ خداوند کریم نے اپنی کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ۔ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احوالہ طالبو اور چاہیئے کہ نہ پکڑے اپنے رب کی عبادت میں رب کے ساتھ کسی کو شریک کیا۔ فرمایا اور میری خاص عبادت کرو۔ تو خداوند کریم کی عبادت میں شرک لانے والی کیا چیز ہے۔ وہ شرک یہ ہے خیالات باطلہ خواہشات باطلہ۔ حرص۔ حسد۔ تکبر۔ کیوں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُمُوْھُمْ۔ مشرکوں کو قتل کرو جہاں کہیں پاؤ۔ کہ یہ کفار اور بت پرست ہیں روز قتل کرو۔ مجاہدہ کے ساتھ شیطان لعین اور کینہ بغض حسد تکبر خودی طمع عیش و عشرت۔ جب وقت بھی تمہارے سامنے آجائے۔ تجلّیٰ نور الٰہی اور تصور ذاتی اور جلالت پیر کامل کے سامنے اور حب وقت صوفی اور بزرگ خدا کے روبرو اپنی نماز میں کھڑا ہو جائے۔ وہ کیفی نماز ہے۔ تصور نور الٰہی کے ساتھ نیت کرے اپنی نماز کے ساتھ کہ میں خداوند جل و علیٰ کے دربار میں کھڑا ہوا ہوں۔ ایسی ذات پاک کہ وہ سمیع بصیر ہے اور حی قیوم ہے کہ سننے والا اور دیکھنے والا اور

Marfat.com

زندہ اور قائم ہے۔ تو کھڑے ہوتے وقت لازم ہے کہ پہلے اپنے تصور کو درست کرے اور تصور ذاتی کے ساتھ تحت عالم امر سے اللہ کا تجلّی لے کر اپنے مغز میں رکھے اور روح کے ساتھ ملا کر اپنی رگ رگ میں جاری کرے تاکہ بدن کے اندر سوائے نور الٰہی کے دوسری کسی چیز کی جگہ نہ رہے پھر روحانیت کے نور اور ذاتی نور کے تجلی کو تصور کرتے ہوئے اللہ اکبر کہے کہ تیری ذات پاک بہت بڑی ہے ہر ایک سے یہی تکبیر تحریمہ ہے کہ وجود کے اندر سوائے تجلی ذات کبریا کے غیریات کا تصور حرام کر دیتی ہے بعدہٗ وہ شروع کرے اور تعوذ و بسم اللہ پڑھے بعدہٗ سورۂ فاتحہ شروع کرے الحمد للہ رب العلمین۔ تصور ذاتی کے ساتھ پڑھو کہ عرش معلّٰے سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام انواع عالم میں سب صفت و ثنا صرف تیری ہی ذات واحد کے لئے ہے۔ رَبّ العلمین۔ جو کہ رب ہے تمام مخلوقات کا اور تو رحمٰن و رحیم ہے کل کرّۂ کائنات کا۔ بعدہٗ تصور نوری کے ساتھ پڑھے مالک یوم الدّین کہ کل مخلوقات کا روز جزا میں تو ہی مالک ہے۔ ایاک نعبد۔ اور خاص تیری ہی ذات کی بندگی کرتے ہیں۔ ایسی بندگی کہ تیری ذات کے تجلی سے ہماری روحانیت جدا نہ ہو۔ وایاک نستعین۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کونسی مدد اھدنا الصراط

Marfat.com

المستقیم ۔ کہ چلا ہکر رستے سیدھے پر کہ ہماری روحانیت
تیرے نور جمال میں محو ہو جائے اور تیری ذات کا تجلی میری
روحانیت میں جاری ہو جائے صراط الذین انعمت
علیہم ۔ رستہ ان لوگوں کو جن پر تیری بخشش ہو چکی
ہے ۔ جو انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و شہداء
عظام ہیں جو تیری ذات میں فنا فی اللہ بقا باللہ ہو گئے
ہیں ۔ غیر المغضوب علیہم ۔ اور نہ رستہ ان لوگوں
کا جن پر تیری پھٹکار ہو چکی ہے ۔ جو تیری ذات کے تجلی
سے غافل ہیں اور تیری نافرمانیوں کے اندر داخل ہیں
اور ان کے دلوں پر غفلت کے پردے ہیں اور تیری ذات
کی پہچان نہیں کرتے اور تیری ذات کی دوستی سے بے خبر
ہیں ۔ ولا الضالین اور نہ رستہ ان لوگوں کا جو تیری
ذات کی دوستی سے گمراہ ہو چکے ہیں ۔ اور تیری ذات کے
ملنے کے راستے کو چھوڑ کر اپنے نفسانی رستہ پر جا رہے ہیں
یا گذر چکے ہیں ۔ آمین ۔ اللہ کریم اپنی ذات کی محبت عطا
فرما ۔ اور غیر بات سے بچا ۔ بعدہ سورہ اخلاص جہر کے
پڑھی جاتی ہے ۔ اگرچہ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ
سے ثابت ہے جو سورۃ بھی پڑھے مگر عوام کو یہی سورہ سکھائی
جاتی ہے ۔ بوجہ آسانی کے ۔ قل ھو اللہ احد ۔ حضور
دل کے ساتھ اور تصور تجلی ذات کے ساتھ نور کا شعلہ
لے کر اپنے مغز میں رکھے اور روح کے ساتھ ملا کر اپنے

Marfat.com

رگ رگ میں پھیر سے پھر روحانیت کا نور ہو کے شعلے کے ساتھ ملا کے
احد کے شعلے کا اشارہ دیوے ذاتی نور کیطرف کہ ایک ہی تیری ذات
کا ملہ کا نور ہی نور ہے پھر تصور کے تجلی کے ساتھ اللہ الصمد پڑھے ۔ کہ
تیری ذات بے نیاز ہے ملک تیرا بادشاہی تیری ہی ہے لم یلد
ولم یولد نہیں پیدا ہوا وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا
ولم یکن لہ کفواً احد ۔ اور اسکا مثل کوئی نہیں اور نہ
کوئی اس سے پیدا ہوا ۔ نہ کوئی شریک ہے ۔ کہ جو اس سے مقابلہ
کرے بعدہٗ اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کو جاوے تصور تجلی ذات کبریا
کے ساتھ تحت عالم امر سے شعلہ نور کا لاکر اپنے مغز میں رکھے
روح کے ساتھ ملا کر رگ رگ میں بھرے اور نور معرفت الٰہی میں
محو ہو جائے ۔ اور سبحان ربی العظیم کے تصور کے ساتھ تحت
الثریٰ سے نور کا تجلی لاکر اپنی روحانیت سے ملا کر سب تجلیات
ذات الٰہی کیطرف لے جاوے اور اپنے آپ کو محو کر دیوے تاکہ
خداوند کریم کیطرف سے لبیک عبدی کا جواب آوے بعدہٗ سمع
اللہ لمن حمدہٗ تصور نوری کے ساتھ جل جلالہ کے ساتھ کلام
کرے کہ اے رب تو ان سننے والا ہے صفت ثنا کرنے والی کی ربنا لک
الحمد اے رب ہمارے سب مخلوقات ثنا تیری ذات کے لئے ہی ہے بعدہٗ اللہ
اکبر کے تجلی کے ساتھ خداوند کریم کے آگے سر سجدہ ہو جاوے اور صفت
وثنا رب العلمین کی ادا کرے اور نور الٰہی کے سمندر میں متغرق
ہو جائے ۔ یہ کہ الانسان سری وانا سرہٗ اور لبیک عبدی
کا خطاب ملا جاوے ۔ اسلئے کہ کل من علیہا فان ویبقی

Marfat.com

وربک ذوالجلال والاکرام ترجمہ میانی
تو اپنی سوائے اللہ تعالےٰ کے کونسی چیز ہے جس سے تعلق قائم ہو اور
ربک حتی یاتیک الیقین۔ کا بھی مطلب یہی ہے
کہ مذکورہ بالا خطاب کا بندہ مستحق بنجاوے اور بزرگان خدا ہمیشہ اسی طرح
ہی مشغول رہتے ہیں۔ اور اسی سے ہی روحانیت حاصل ہوتی ہے

اصول روزہ کا بیان

روزہ شرعی کھانے پینے اور جماع سے طلوع صبح سے لے
غروب شمس تک رکا رہنا۔ اس کو روزہ شرعی کہتے ہیں اور یہ جملہ مسلمان
لئے فرض بعد البلوغ حولان حول ہی صرف ماہ رمضان میں ہے اور صوفیائے
کرام کے نزدیک شب و روز سوائے ماہ رمضان کے بھی روزہ ہوتا ہے۔ اور
وہ روزہ یہ ہے کہ آنکھ غیر دیکھنے سے بند کرے دیکھے تو نور الٰہی کے
کے ساتھ دیکھے اور کان غیر سننے سے بند کرے اگر سنے تو ذکر خدا اور حکم
رسول اللہ سنے زبان غیر بولنے سے بند کرے رکھے تاکہ غیر کلام
کی فرصت نہ ملے اور دلی خواہشات باطلہ خیالات باطلہ کینہ حسد بغض اور دنیا
ہمیشہ انوار الٰہی جاری ہوں اور نفس امارہ کمزور ہو جاوے تاکہ عیش
و عشرت کی جگہ نہ ہوئے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
اور دلکو اطمینان ہو جاوے تاکہ اور روح کو غذا اپنی اصلی ملتی رہوے اور
روح منور ہوتی جاوے۔ دوسرا بیان صوفیائے کرام کے نزدیک۔ روزہ۔ تو
اور تقویٰ کو کہتے ہیں۔ بزرگوں کو لازم ہے کہ تلاش دنیا سے ہمیشہ

Marfat.com

نورِ الٰہی میں مستغرق ہو جاویں اور یہ بندش کامل شیخ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔

بیانِ زکوٰۃ

قولہ تعالےٰ وآتوا الزکوٰۃ یعنی ادا کرو زکوٰۃ اپنے مال کی اور اپنے عمل کی اللہ تعالےٰ کے نام پر دوسری زکوٰۃ بدنی ہے آنکھ کی بینائی کی زکوٰۃ یہ ہے کہ ہر وقت نورِ الٰہی کے تجلی کے ساتھ تمام عالم پر مہربانی کی نظر ڈالے اور نظرِ رحمت سے مخلوق خدا کو فیضانِ الٰہی سے سیراب کرے اور زبان کو صفت خدا و رسول و کلماتِ خیر میں جاری رکھے تاکہ زبان پر لغویات جاری نہ ہوں اور اپنی زبان سے مخلوقِ خدا کو راضی رکھے اور دل کی زکوٰۃ یہ ہے کہ دلداری اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور دلداری دعایا کے ساتھ اور دلداری اسم اعظم کے ساتھ اور دلداری مخلوق پر ہو اور دل کے اندر ذاتی نور کا تجلی قائم ہو اور دل کے اندر غیر چیز کی جگہ نہ چھوڑے بلکہ ذاتی نور کا تجلی ڈال کر اپنی روحانیت کو فانض والمنام فی الیقظۃ والمنام بنا دے اور یہی اسلام کے اصول میں سے معتقد اعلےٰ ہے۔

بیانِ اصولِ آدمیت

اصولِ آدمیت پانچ ہیں۔ تحمل۔ توکل۔ صفتود۔ رحم۔ انصاف تحمل یہ ہے کہ ہر کام تحمل رکھے اور تحمل کے ساتھ عقل قائم رہتا ہے اور تحمل ہی سے شریعت کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور جس کے پاس عقل

Marfat.com

ہے وہی عاشق خدا بلحاظ شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کما
حقہٗ بن سکتا ہے اور ظلمت مخلوق سے اور نفس سے بیزار رہ سکتا ہے
اور اسی عقل سے فیض رسان عالم ہو سکتا ہے اور توکل یہ ہے۔ کہ ہر ایک
کام میں اللہ تعالےٰ پر توکل رکھے ان اللہ یحب المتوکلین
اللہ تعالےٰ محبت رکھتا ہے ان لوگوں کے ساتھ خداوند کریم کی
ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو چیز مانگے تو خداوند کریم سے
مانگے سوائے خدا تعالےٰ کے اور بسبیلہ جائز کے کسی کے آگے طمع نہ رکھے
سب۔ اور سب کا زلۃ اللہ کریم کے سپرد کرے اور خود خداوند
کریم کے ذکر میں مشغول ہو جاوے اور خدا کی محبت میں فنا ہو جاوے
کیوں کہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ
تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اور ذکر کر اپنے رب کا۔ اور کنارہ
ہو جا طرف اسکے سب ماسوائے اللہ کو چھوڑ چھڑا کر اور تیسرا
اصول حضور ہے اپنے تصور میں تجلی ذات باری تعالےٰ اور
عشق رسول اللہ صلے علیہ وسلم اور عشق و محبت اولیاء
کرام کا تصور کرے کیوں کہ عشق پیر سے عشق رسول اللہ اور
عشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق خداوند کریم حاصل ہوتا
ہے۔ اور اسکو تعبیر فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول اور
فنا فی اللہ سے سلوک میں کیا جاتا ہے۔ قولہ راجعون
کا خطاب مدنظر رکھ کر اپنے اقوال و افعال کو اپنے کردار کو ہر
وقت درست کرے۔ اور وَاِذَا لَمَمْتُ فَهُوَ اللّٰهُ
کی منزل کو پہنچ جاوے۔ جب وقت فقر کا سلسلہ کمالیت پر پہنچ

Marfat.com

جاتا ہے تو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔
بزرگان خدا خدا نہ باشند = بزرگان خدا از خدا جدا نہ باشند
پیکر من ز توحید شد توحید در توحید = من از ان توحید مطلق ما سوی اللہ ندید
المومن مرآۃ للمومن۔ دل کی صفائی اور شیشہ دل کو بنانا ذکر الٰہی سے ہی حاصل ہوتا ہے اور تب ہی فیض رسان مخلوقات ہوگا۔ اور اسی پیر سے مرید فیض حاصل کرے گا۔ مرید کو لازم ہے کہ پیر کے تصور کو لازم رکھے یعنی اس کی طرح نورانی لباس حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ چوتھا اصول اسلام کا یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے بدن پر رحم کرے اور اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالےٰ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے بموجب تو تم اپنے نفسوں پر کیوں ظلم کرتے ہو۔ اپنے نفس پر ظلم کیا چیز ہے یعنی خواہشات باطلہ اور خیالات باطلہ حرص حسد بغض کینہ غیر نظر غیر کلام غیر سننا غیر رفتار خدا کی نافرمانی میں قدم رکھنا ہر قسم کا اپنے نفس پر اپنے طرف سے ظلم ہے تو ان غیریات کو دور کرے اپنے پر کامل کے تبلکے ہوئے فرمان کی تابعداری کرے پانچواں اصول انصاف ہے کہ اپنے بدن سے انصاف کا برتاؤ کرے کہ تصور نوری سے غیر بوجھ بدن سے اتار کر اپنی روحانیت کو منور کرے اور یہی بدن کے ساتھ انصاف ہے۔

Marfat.com

خلافت کے پانچ اصول

خیال ۔ چال ۔ تصور ۔ سانس ۔ ہر ایک کو پابندیٔ شریعت کے باوجود تصور اسم ذات میں منہمک مستغرق رکھے ۔ خیال کو اسطرح کہ دیکھے اگر دنیا کی طرف متوجہ ہے ۔ تو دنیا سے موڑ کر تصور اسم ذاتی سے طرف لگا دے ۔ اور چال کو اسطرح کہ لغویات میں قدم نہ رکھے ہر قدم باعث نیکی وارادہ خیر ہو اور بایاں قدم اٹھاتے وقت اللہ کا تصور دیوے اور بایاں قدم اٹھاتے وقت ھو کا اشارہ دے کر تمام رگ رگ میں تجلی اسم ذات جاری کر دیوے اور روحانیت کی رفتار خدا کیطرف رکھے ۔ تیسرا اصول تصور ہے ۔ کہ اپنے تصور میں تصور اسم اعظم کو ملا کر ذاتی نور کو بڑھے چوتھا اصول سانس ہے کہ سانس کوئی لغو نہ جاوے ہر ایک سانس کے ساتھ چار سو اسم اللہ بدن سے نکلے چوبیس گھنٹے دن رات ہے چوبیس ہزار سانس انسان کے بدن سے دن رات میں جاری ہوتے ہیں جن میں سے کوئی سانس لغو نہ جاوے ۔ کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الانفاس معدودات کل نفس یخرج لغیر ذکر اللہ فھو میت ۔ تمام سانس معدود ہیں جو سانس بغیر ذکر الٰہی کے نکلتا ہے تو وہ میت شمار کیا جاتا ہے تو اپنے سانس میں بھی اسم اعظم کو لازم پکڑو تا کہ ہر ایک سانس سے چار سو اسم اعظم نکلے اسطرح کہ انسان کی بدن میں سو ساٹھ رگ ہے اور روح قلب زبان آنکھ کان سر خفی اور لطائف تو چار سو دفعہ پورا ہو

Marfat.com

ہے اور اسی منزل والا واصل خدا ہوتا ہے۔

اصول ولیائی کا بیان

اولیائی کے پانچ اصول ہیں۔ تصور خیال کا اور تصور نظر تصور کلام۔ تصور اسم اعظم۔ تصور ذاتی نور۔ تصور خیال کا یہ ہے کہ انسان اپنے خیال کیطرف تصور کرے۔ کہ میرا خیال عالم ناسوت میں ہے یا کہ مقام لاہوت میں ہے اگر مقام ناسوت میں ہے تو فوراً ذاتی تصور کے ساتھ موڑ کر مقام لاہوت میں لگائے تاکہ ذاتی واحد نور کے ساتھ منور ہو جائے تصور نظر کا یہ ہے کہ اپنی نظر کیطرف خیال کرے کہ میری نظر ذاتی ہے یا روحانی یا جسمانی اگر جسمانی ہے تو فوراً نظر کو موڑ کر تصور ذاتی کے تجلی کے ساتھ منور کرے تاکہ نظر کرے تو ذاتی نور کے تجلی کے ساتھ کرے اور نور معرفت کے ساتھ دیکھے۔ تصور کلام یہ ہے کہ کلام کے ذاتی نور کے ساتھ اور ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اور ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ تاکہ لسان الفقر سیف الرحمان کا مصداق بنجاوے یعنی زبان فقر تلوار خدا ہوتی ہے۔ اور ذاتی نور کے اندر محو کرے تاکہ فقر کا سلسلہ انتہا پر پہنچ جاوے اور بحکم خدا نور الٰہی کے تجلی کے ساتھ مخلوقات خدا کو سیراب کرکے رحمت خدا میں داخل کرے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا صحیح مصداق بنجاوے

بیان اصول غوثیت

غوثیت کے پانچ اصول ہیں۔ ولداری اللہ تعالےٰ کے ساتھ۔ ولداری اہل

Marfat.com

اللہ کے ساتھ دلداری اہل کار کے ساتھ۔ دلداری اسم اعظم کے ساتھ۔ دلداری رعایا کے ساتھ دلداری اللہ تعالےٰ کے ساتھ یہ ہے کہ ہمیشہ دل پر خداوند تعالےٰ کے ذاتی نور کا تجلی جاری رکھے۔ دلداری اہل اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ ہمیشہ مجلس اولیا اللہ میں مشغول رہے۔ اور تارک خواہشات ہوئے۔ دلداری اہل کار کے ساتھ یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے اعمال نامہ کے بہتری کا خیال رکھے کیوں کہ یہی شاہد ہوں گے مراد ملائکہ ہے دلداری اسم اعظم کے ساتھ یہ ہے کہ اس کو اپنا حرز جان بنا لیوے دلداری رعایا کے ساتھ ہے کہ ہمیشہ مخلوق خدا کو راضی رکھے مرضات الٰہی کے ماتحت اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی ترغیب دیوے اور زندہ دلوں کو بقرب الی اللہ ہونے کی مژدہ جبر پیش کرے تاکہ منازل کی کالیت کو خوشی سے طے کرتے جاویں۔ اور منزل مقصود کو پہونچ جاویں۔

بیان اصول سلسلۂ نقشبندیہ

چار اصول ہیں۔ ہوش دردم نظر برقدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن ہوش دردم یہ ہے کہ دم میں ہوشیار و بیدار رہے اور ہر دم کے ساتھ ذکر الٰہی جاری رکھے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبہم یعنی ذکر کرو اللہ تعالےٰ کا جو کہ سب جہاں کا مالک ہے اپنے سینے کے اندر خواہ کھڑے ہو خواہ بیٹھے یا لیٹے ہو (یہ مطلب بھی عزیزین نے اس آیت کے ماتحت لکھا ہے اگرچہ بظاہر ذکر سے نماز مراد ہے۔ اور تاکید نماز کے لئے ہے کہ کسی حالت میں بھی نہ چھوڑے تو ایک وقت بھی اپنے سانس کو ذکر الٰہی سے خالی نہ جانے دو کیونکہ ذکر الٰہی سے خداوند تعالےٰ کا ذاتی تجلی حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید میں چار ہزار بار اسم اعظم ہے جو ایک بار تین سو ساٹھ رگ اور دل و روح آنکھ زبان کان ساتوں کے ساتھ اسم اللہ پڑھے تو چار ہزار بار اسم اللہ پڑھا جاتا ہے۔ مگر یہاں سے سلوک نہ کریں کہ بھر تلاوت قرآن کی

Marfat.com

کیا ضرورت رہی۔ بلکہ تلاوت قرآن مجید کا ثواب اپنی جگہ ہے اور یہ اشارہ تصور اسم ذات سے مرتبہ حاصل ہے۔ اور زمین و آسمان عرش و کرسی جنت و دوزخ سب موجودات اسم اللہ کے تجلی سے کھڑے ہیں اور ہر ایک چیز خدا کے حکم سے قائم ہے۔ اور نور صفاتی کا تجلی ہے۔ اور ذاتی واحد نور کی صفت کرتے ہیں۔ اور جن کے وجود میں ذاتی واحد نور کی طرف سے تجلی آجاوے تو سب جہان اس کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ اور سب جہان پر صاحب فضیلت ہو جاتا ہے۔ اور ایسے ہی کامل انسان کے متعلق آیا ہے کہ الانسان سری وانا سرہ اور قرآن کریم نے اعلان فرمایا۔ فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولی تکفرون، تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محبت خدا حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اللہ کی محبت میں مستغرق ہو گیا۔ تو سب مخلوقات میں سے اُس سے ادنیٰ اس کے قدموں پر گریں گے۔ رہنمائی حاصل کرنے کے لئے۔

اہل صبر کا بیان۔ صابر اور صوفیوں کا بیان

یا یھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصبرین۔ یعنی اے ایمان والو مدد حاصل کرو ذات باری تعالیٰ سے ساتھ اختیار کرنے صبر کے اور قائم رکھنے نماز سے تو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

اس کی امداد ایسے لوگوں کے ساتھ ہر وقت شامل حال رہتی ہے
اور یہ صفات صبر و صلوٰۃ ذاتی نور کے صفات میں سے ہیں۔
ان کو اختیار کرنے سے ذاتی نور کا تجلی حاصل ہو جاتا ہے اور صبر
کے درجات اپنی اپنی خواہشات کے مطابق ہیں۔ جس حد
تک خواہشات نفسانیہ کا عروج ہو ان کو روکنے کے لئے نفس
کو صبر کی تلقین دو۔

یہاں دو صوفیوں کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک صوفی بلخ
بخارا کا رہنے والا تھا۔ اور دوسرا روم کا رہنے والا تھا دونوں
کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ روم والے نے بلخ والے سے پوچھا
بتاؤ صبر کیا چیز ہے۔ بلخ والے نے کہا۔ کہ صبر یہ ہے کہ روٹی
ملی تو کھا لی۔ اور اپنے رب کا شکر بجا لا۔ نہ ملی تو روٹی کی
جگہ ذکرِ الٰہی سے بھر دی۔ کسی سے طمع نہ کیا۔ اور نہ ہی
کسی کی پرواہ کی

یہ سن کر روم والے نے کہا۔ کہ اے صوفی بلخ یہ صبر تو
کتے کا صبر ہے۔ کہ کتے کو اگر روٹی مل گئی تو کھا کر اپنے مالک
کا پہرا دیتا ہے۔ نہ ملی تو کسی کے دروازے پر نہیں جاتا بلکہ
بھوکا پیاسا۔ مالک کے دروازے پر پڑا رہتا ہے۔

بلخ والے نے کہا۔ کہ بس میرا علم اسی جگہ تک ہے۔ آپ
از راہ مہربانی مجھے آدمی کے صبر سے واقف کر دیں۔ کہ آدمی
کا صبر کیا ہے

رُوم والے نے کہا۔ کہ روٹی مل گئی۔ تو خدا کے راہ میں

Marfat.com

دے دی ۔ اور روٹی کی جگہ ذکرِ الٰہی سے بھر دی ۔ اگر روٹی نہ ملے تو نورِ معرفت میں اس قدر ڈوب جائے ۔ اور ذاتی لوث میں اس طرح محو ہو جائے ۔ کہ یہ جہاں یاد ہی نہ رہے ۔

مراقبہ اور اس کی منزلیں

مراقبہ کی پانچ منزلیں ہیں ۔ اول مراقبہ شریعت و طاعت وعبادت و مشاہدۂ مقام سے ہوتا ہے ۔ اس مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے

دوئم ، مراقبۂ ملکوت ہے ۔ اس مراقبے والا صاحب جو کچھ کرتا ہے ۔ وردو وظائف یا طہارت اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے ۔

سوم ، مراقبۂ اہل جبروت ، اہل اللہ و ذکر اللہ ہے ۔ اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے ۔ مقام جبروت سے ہوتا ہے

چہارم ، مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت ہے ۔ اور اس مقام والا جو کچھ دیکھتا ہے ۔ مشاہدۂ ربوبیت مقام لاہوت سے ہوتا ہے ۔

پنجم مراقبہ حضور فنا فی اللہ جو مقام ربوبیت سے حاصل ہوتا ہے ۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے ۔ وہ سب مقام ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے ۔ اور بجز توحید اس مقام میں اور کچھ نظر نہیں آتا ۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

خدا یا تو ترا بیں چشم ، بایہ

Marfat.com

بچشم معرفت حق رو نماید
چہ داند مردہ دل طالب چو مردار
زخود خبرش ندارد اہل دیدار

اہل عبودیت ناسوتی کا خدا تعالےٰ کا خواب میں دیکھنا درست ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا خداوند کریم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اہل الشرع نے درست رکھا ہے۔ اسی طرح اہل ربوبیت خدا تعالےٰ کو کو مشاہدہ میں مراقبہ میں خودی بے خودی دیکھتے ہیں۔ اور یہ دیکھنا اس آیت کریمہ کی رو سے جائز ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ۔ جو دنیا میں حق تعالیٰ سے اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

طریقہ نقشبندیہ کے احکام اور سبق کا طریقہ

نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت زائد پڑھے۔ پھر فرض نماز کی ادائیگی کے بعد تقریباً تین منٹ مراقبہ کرے۔ اور اسم ذات پڑھے۔ بعدہٗ ایک ہزار دفعہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ پڑھے۔ نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھے۔ ہر ایک رکعت میں تین بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ پھر تقریباً تین منٹ مراقبہ کرے۔ نماز عشاء سے پہلے چار رکعت سنت زائد ادا کرے۔ بعدہٗ فرض و سنت پڑھے۔ بعد نماز تقریباً تین منٹ مراقبہ کرے۔ درود شریف ایک ہزار بار پڑھے۔ نماز فجر

Marfat.com

کے بعد اکیس بار سورۃ فاتحہ الحمد شریف پڑھے۔ آمین تک۔
گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ وقت سحر بارہ رکعت نماز
تہجد پڑھے۔ ہر ایک رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص۔
ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت نماز نفل پڑھے۔ اور نماز سے
بعد مراقبہ کرے۔ اور اسم ذات اَللّٰہ پڑھے۔

اَللّٰہ

اللہ اللہ کن کہ اللہ ے شوی
ایں سخن حق است واللہ ے شوی

عارف باللہ مولانا رومؒ

Marfat.com

ترتیب ختم خواجگان نقشبندی

اس ختم شریف کو روزانہ پڑھنے کا جس وقت بھی فرصت ہو معمول رکھے

۱،	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۱۰۰ دفعہ
۲،	درود شریف	۱۰۰ ″
۳،	الحمد شریف امین تک	۷ ″
۴،	سورۃ اَلَم نَشْرَحْ	۷ ″
۵،	″ اخلاص	۱۰۰۰ ″
۶،	یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ	۱۰۰ ″
۷،	یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ	۱۰۰ ″
۸،	یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ	۱۰۰ ″
۹،	یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ	۱۰۰ ″
۱۰،	یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ	۱۰۰ ″
۱۱،	یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ	۱۰۰ ″
۱۲،	یَا اَحَلَّ الْمُشْکِلَاتِ	۱۰۰ ″
۱۳،	یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	۱۰۰ ″
۱۴،	یَا مُنْزِلَ الْبَرَکَاتِ	۱۰۰ ″
۱۵،	یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ	۱۰۰ ″
۱۶،	درود شریف آخر	۱۰۰ ″
۱۷،	مراقبہ تقریباً تین منٹ اور دعائے مناجات	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

یا الٰہی خستہ عالم رحم کن بر حال ما
اتقا دارم بفضلت نیست جز تو حال ما

عارف با اللہ محی الدین محبوب خدا
واقف اسرار حقانی جمالِ اولیاؒ

یا رسول اللہ بحرمت غوث اعظم پیر ما
غوث ربانی کہ آمد ہر دو عالم مقتداؒ

از کرم معمور داری کن منور قلب ما
غوثِ امت خواجہ محمد قاسم پیر ہداؒ

قبلۂ عالم نظام الدین سلطان ملوک
حضرت عبدالعزیز عبدالمجید اتقیاؒ

محمد خواجہ عبدالصبور اہل ذوق
حافظ احمد شاہ عنایت عبداللہ با وفا

خواجہ محمود قادر با سطور شاہ حسین
شیخ سرہندی مجدد باقی اہل بقا

شاہ محمد امکنہ درویش زاہد بے ریا
خواجۂ احرار شاہ یعقوب چرخی پُر ضیاؒ

شیخ علاؤالدین خواجہ نقشبند شاہ کلال
خواجہ بابا سماسی او علی باسخا

خواجہ محمود عارف عبدخالق با کمال
خواجہ یوسف شاہ یوعلی اصفیاؒ

ابوالحسن خرقانی حضرت بایزید طیفور
جعفر صادق امام قاسم صدق وصفا

حضرت سلمان آں صدیق اکبر یار غار
سید عالم محمد مصطفےٰ نور خدا

کن منور قلب ما از نیّر عرفان خویش
بہر ذات پاک خود اے خالقِ ارض وسما

Marfat.com

دیگر

مصطفیٰ بسان توتیا ش را کم دیں ہمہ اوست

الربا و تیسری مرتبہ یونہی اسی

ذخیرہ

فقط

اللھم اغفر لکاتبہ و لمن العابدین ساجد

خاکپائے سگان درویشاں ، راولپنڈی

(طبع انیس سو فریبند)

Marfat.com

دیگر

مصطفیٰ بسان توتیا ش را کم دیں ہمہ اوست

الربا و تیسری مرتبہ یونہی اسی

ذخیرہ

فقط

اللھم اغفر لکاتبہ و لمن العابدین ساجد

خاکپائے سگان درویشاں ، راولپنڈی

(طبع انیس سو فریبند)

Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

مولد النبی

خواجہ شمس الدین عظیمی

نقشبندی

Marfat.com